



سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2007



سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2007

(بدھ 20، جمعرات 21، جمعۃ المبارک 22، سو موار 25، منگل 26،

بدھ 27، جمعرات 28، جمعۃ المبارک 29 جون 2007)

(یوم الاربعاء 4، یوم الحنیف 5، یوم الحجع 6، یوم الاشین 9، یوم الشلاختہ 10، یوم الاربعاء 11،
یوم الحنیف 12، یوم الحجع 13۔ جمادی الثانی 1428ھ)

چودھویں اسمبلی: تیسراں اجلاس

جلد 30 (حصہ دوم): شمارہ جات 15 تا 8

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تیسواں اجلاس

بده، 20 جون 2007

جلد 30: شمارہ 8

صفحہ نمبر	نمبر شمار	مندرجات
653 -----	1	ایجندہ
655 -----	2	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ تعزیت
656 -----	3	شہابی وزیرستان میں دھاکہ سے شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

657 -----	تھاریک استحقاق (کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	-4
	نمبر شمار مندرجات سرکاری کارروائی بحث	
657 -----	سالانہ بحث برائے سال 08-07 پر بحث (--- جاری) رپورٹ میں (میعاد میں توسعہ)	-5
	نشان زدہ سوال نمبر 8671 کے بارے میں مجلس قائدہ برائے	-6
716 -----	انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسعہ تحریک استحقاق نمبر 6 بابت 2006 کے متعلق رپورٹ ایوان میں	-7
716 -----	پیش کرنے کی میعاد میں توسعہ	-8
717 -----	سالانہ بحث برائے سال 08-07 پر بحث (--- جاری)	-9
755 -----	کورم کی نشاندہی	-10
755 -----	سالانہ بحث برائے 08-07 پر بحث (--- جاری)	-11
	جعرات، 21 جون 2007	
	جلد 30: شمارہ 9	
773 -----	ایجندہ	-12
775 -----	تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ	-13
	تھاریک اتوائے کار	
	ٹی ایم اے بہاو پور کے ٹھیکیدار کا عملہ کی ملی بھگت سے کسانوں سے زبردستی	
778 -----	غیر قانونی فیض وصول کرنا (--- جاری)	-14

781 -----	14- حافظ آباد کے گاؤں ٹھٹھ پناہ میں ٹریکٹر ڈرائیور کی غفلت سے سکول کے 9 بچوں کی ہلاکت
783 -----	15- کاشنکاروں کو نوٹس دیئے بغیر شوگر ملوں کا کرشنگ بند کرنا
	نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی بحث
785 -----	16- سالانہ گوشوارہ بحث برائے سال 2007-08 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری
	جمعۃ المبارک، 22 جون 2007
	جلد 10: شمارہ 30
875 -----	17- ایجنسیا
877 -----	18- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ پوائنٹ آف آرڈر
	اجلاس تاخیر سے شروع ہونے کی وجہ سے کٹ موشنز پر بحث
878 -----	19- کے وقت کو بڑھانے کا مطالبہ تحاریک استحقاق
	ایس اتفاق او تھانے سول لائے فیصل آباد کا معزز خاتون رکن اسمبلی
878 -----	20- کے گھر پر غیر قانونی چھاپ (--- جاری) ایس اتفاق او تھانے حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) کا معزز رکن اسمبلی
879 -----	21- کے ساتھ ہستک آمیرزدیہ (--- جاری) تحاریک التوانے کار

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
880	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے انجینئرنگ کالج میں پاکستان انجینئرنگ کونسل کی منظوری کے بغیر انجینئرنگ اور کمپیوٹر کی کلاسوں کا اجراء (--- جاری)	-22
882	انٹرنیٹ کلبر فحاشی اور جرائم کی آماجگاہ (--- جاری)	-23
883	محکمہ و اسافیصل آباد کے افسران والہکاران کی نا اہلی سے شہری آلودہ پانی پینے سے منحف بیماریوں میں بتلا	-24
886	صوبہ میں لاکھوں ایکڑ سرکاری اراضی پر ہیور و کریمی کے تعاون سے باثر افراد کا قبضہ اور حکومت کو سالانہ اربوں روپے کا نقصان	-25
887	لاہور میں کوکولا کمپنی میں دوران ڈکیتی کیشیر کا قتل	-26
888	سگیاں پل لاہور کے قریب ٹرک کی ٹکر سے ایک شخص کی ہلاکت سرکاری کارروائی	-27
	بحث	
890	گوشوارہ سالانہ بحث برائے سال 2007-08 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری (--- جاری)	-28
	سو مواد، 25 جون 2007	
	جلد 30: شمارہ 11	
946	ایجمنڈا	-29
948	تلادت قرآن پاک و ترجمہ	-30
	تعزیت	
949	کراچی میں طوفان اور سیلاب سے فوت ہونے والوں کے لئے دعائے معقرت	-31

تحاریک استحقاق

955 -----	ڈی پی او خوشاپ کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار	-32
	استحقاق کے باوجود بجزل ہسپتال کے ڈاکٹر منصور بختاوری	-33
956 -----	کا معزز رکن اسمبلی سے میدیکل ٹیسٹ کی فیس وصول کرنا	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
سرکاری کارروائی		
مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)		
958 -----	مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2007	-34
	منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 2007-08	-35
960 -----	کایوان میں پیش کیا جانا	
	مسودہ قانون (ترمیم اول) محتاج اور بے آسرا بچ پنجاب مصدرہ 2007	-36
	960	
مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)		
963 -----	مسودہ قانون فارینسک سائنس ایجنسی مصدرہ 2007	-37
سو مواد، 26 جون 2007		
جلد 12: شمارہ 30		
964 -----	ایجنسی	-38
966 -----	تلاءوت قرآن پاک و ترجمہ	-39
	تحاریک استحقاق	

970 -----	-40	ایس ایچ او تھانے حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیر رویہ (--- جاری)
972 -----	-41	استحقاق کے باوجود بزرگ ہسپتال کے ڈاکٹر منصور بختاوری کا معزز رکن اسمبلی سے میدیکل ٹیسٹ کی فیس وصول کرنا (--- جاری)
972 -----	-42	ڈاکٹر کنسترسشن اینڈ یونیورسٹی ایم ڈی واس فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی سے میدیکل ٹیسٹ کی فیس وصول کرنا (--- جاری)
972 -----	-43	ڈاکٹر کنسترسشن اینڈ یونیورسٹی ایم ڈی واس فیصل آباد کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیر رویہ
973 -----	-	ارکین اسمبلی کی رخصت

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
976 -----	سرکاری کارروائی بحث ضمی بحث برائے سال 07-2006 اور اضافی بحث برائے سال 01-2000 پر بحث	44
1054-----	ایجندہ	-45
1056-----	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ تھاریک استحقاق	-46
1057-----	استحقاق کے باوجود بزرگ ہسپتال کے ڈاکٹر منصور بختاوری کا معزز رکن اسمبلی سے میدیکل ٹیسٹ کی فیس وصول کرنا (--- جاری) ڈاکٹر کنسترسشن اینڈ یونیورسٹی ایم ڈی واس فیصل آباد	-47 -48

بدھ، 27 جون 2007

جلد 30: شمارہ 13

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1058	کامیور کن اسمبلی کے ساتھ ہتھ آمیر رویہ (---جاری) آراتچی خان بیله (رحیم یار خان) کے میدیکل آفیسر	-49
1059	کامیور کن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ تحاریک القوائے کار	
1062	رکشوں کی بیدا کردہ آلوہ گی سے شریوں کی صحت کا متاثر ہونا (---جاری)	-50
	محکمہ انمار اسلام ہیڈور کس کی انتظامیہ کی جانب سے بند توڑنے	-51
1064	سینکڑوں ایکڑ فصلیں اور کئی گھرتباہ سگیاں پل لاہور کے قریب تیز فارٹر کی تکرے	-52
1067	ایک شخص کی ہلاکت اور ٹریف جام (---جاری)	
	53. محکمہ واسا فیصل آباد کے افران والہ کاران کی ناہلی سے شری آلوہ 1. پانی پینے سے مخفف بیماریوں میں بتلا (---جاری)	
1068	صوبہ میں لاکھوں ایکڑ سرکاری اراضی پر بیور و کریسی کے تعاون سے باشرا فراد کا قبضہ اور حکومت کو سالانہ اربوں روپے کا نقصان (---جاری)	-54
1069	سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے تحت قائم شدہ فودٹیسٹ لیبارٹریوں	-55
1072	کابوگس سرٹیکیٹ جاری کرنا وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے نواحی علاقہ میں ڈبل شاہنامی آدمی کا رقم	-56
1074	ڈبل کرنے کے بہانے سے لوگوں کو لوٹنا سرکاری کارروائی	
	بحث	
1081	ضمی بجٹ برائے سال 2006-07 کے مطالبات زر پ بحث اور رائے شماری (---جاری)	-57

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 07-06-2006	-58
کا ایوان کی میز پر کھاجانا	1150-----
منظور شدہ اضافی بجٹ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 01-06-2000	-59
کا ایوان کی میز پر کھاجانا	1151-----
قائد ایوان کا خطاب	1151-----
بمحرات، 28 جون 2007	جلد 14: شمارہ 30
ایجندہ	1162-----
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1164-----
صفحہ نمبر	نمبر شمار مندرجات
سوالات (مکملہ جات ہاؤسنگ و شری ترقی اور پبلک سیلٹھ انھیئرنگ)	
نیشن زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1165-----
پوائنٹ آف آرڈر	-63
وفاقی کابینہ کی جانب سے جگرا یوں میں اضافہ سے	-64
جاج کرام کو پریشانی کا سامنا	1170-----
نیشن زدہ سوالات اور ان کے جوابات (۔۔۔ جاری)	1174-----
نیشن زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گے)	1199-----
تو جہ دلاؤ نوٹس	-66
گوجرانوالہ میں گڑ سے ملنے والی بچی کی نقش اور حکومتی کارروائی کی تفصیل	1227-----
کمشن روڈ سیالکوٹ، کلینک پرڈا کوؤں کی فائرنگ سے ایک شخص ہلاک	-67
اور ڈاکٹر کے اغوا پر حکومتی کارروائی کی تفصیل	1228-----
-68	

تحاریک استحقاق	
نمبر شمار	مندرجات
1232-----	-69 استحقاق کے باوجود جزل ہسپتال کے ڈاکٹر منصور بختاوری کا معرزر کن اسمبلی سے میدیکل ٹیسٹ کی فیس وصول کرنا (---جاری)
1233-----	-70 علی ویو ہاؤسنگ سوسائٹی جنوبی چھاؤنی لاہور میں ڈاکوؤں کی فائر نگ سے دو خواتین کی ہلاکت
1235-----	-71 گول کپڑے والا بازار فیصل آباد میں مسلح افراد کا تاجر سے نقدی چھین کر فرار ہونا
1240-----	-72 پائنٹ آف آرڈر موضع سکھو کا، گوجران میں عصمت فروشی کروانے والے گروہ کی تحقیق کرنے کا مطالبہ
تحاریک التوائے کار (---Jarai)	
1242-----	-73 لاہور میں بڑے سکولوں کو پرائیویٹ کرنے پر اساتذہ کا احتجاجی مظاہرہ
1248-----	-74 غیر سرکاری ارکان کی کارروائی مسودہ قانون (جزیر غور لایا گیا) مسودہ قانون (ترمیم) بار ای زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004
1253-----	-75 پاکستان سٹیٹ آئکل (پی ایس او) کو فروخت نہ کرنے کا مطالبہ
1258-----	-76 واپڈا سے ملی ایک ایز سٹریٹ لائٹ کے بل کمرشل کی بجائے گھریلو قیمت پر وصول کرنے کا مطالبہ
	-77 صوبہ میں مترو کہ ہندو جائیداد کی لوٹ کھسوٹ روکنے کے لئے

1261-----	قانون مخبری کی دفعات 11/10 کو فوری بحال کرنے کا مطالبہ	
1262-----	پنجاب میں فلٹر یشن پلانٹ نصب کرنے کا مطالبہ	-78

جمعۃ المبارک، 29 جون 2007

جلد 30: شمارہ 15

1266-----	ایجمنڈا	-79
1268-----	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-80
	سوالات (علمیہ جات سپورٹس، تحفظ ماحولیت، انفار یشن یونیکالوگی اور سیاحت)	
1269-----	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-81
1295-----	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میر پر رکھے گئے)	-82

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1305-----	تحاریک استحقاق (کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	-83
1306-----	تحاریک التوائے کار سنٹ نگر لاہور کی 4 سالہ بچی کی پتگ کی ڈور سے ہلاکت تھانہ نشتر کالونی لاہور کی حدود میں گندے نالے سے	-84 -85
1310-----	خاتون کی نعش کی برآمدگی سیالکوٹ شرکی ڈیفس روڈ ٹوٹ بھوٹ کا شکار ہونے سے مسافروں	-86

1312-----	کوپریشنی کا سامنا ڈیرہ بکھاباولپور کے موقع منگوائی کے کاشنکار کی بیوی	-87
1313-----	سے پولیس کی سر پرستی میں زبردستی زیادتی اعوان پورہ شاہر کن عالم ملتان میں سرکاری پلات پر قائم سکول	-88
1316-----	اور ڈسپنسری کو گرا کر با اثر افراد کا قبضہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
1318-----	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موڑگاڑیاں مصدرہ 2007 قراردادیں (مفاذ عامہ سے متعلق)	-89
1322-----	چولستان کی قابل کاشت زمین مقامی بے زمین کاشنکاروں میں تقسیم کرنے کا مطالبہ میدیا کے کارکنوں کے معاشری تحفظ کے لئے ساتویں و تج بورڈ پر عملدرآمد	-90
1324-----	اور آٹھواں و تج ایوارڈ تشکیل دینے کا مطالبہ	
1331-----	اُردو کو سرکاری زبان قرار دینے کے لئے فوری اقدامات کا مطالبہ	-92

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1333-----	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	-93
	انڈکس	-94

653

ایجندڑا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 20 جون 2007

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

سرکاری کارروائی

سالانہ بحث برائے سال 2007-08 پر عام بحث جاری رہے گی

655

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تیسواں اجلاس

بدھ، 20 جون 2007

(یوم الاربعاء، 4 جمادی الثانی 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چمہر ز، لاہور میں صبح 10 نج گر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب

پیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبد الماجد نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطان الرجيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَإِلٰهُ الْوَالَّدِيْنِ لِهُمَا كُلُّا
وَبَيْنِيْنِ الْقُرْبَى وَالْيَتَمَى وَالْمَسْكِينُ وَالْجَارُ ذِي الْقُرْبَى
وَالْجَارُ الْجُنُبُ وَالصَّاحِبُ بِالْجُنُبٍ وَابْنُ السَّبِيلِ وَمَا
مَلَكَتْ أَيْمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُعْتَدِلاً
فَهُوَ رَءُوفٌ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْمُعْدُلِ وَ
يَنْهَاوُنَ مَا أَنْهَمُ اللّٰهُ وَمِنْ فَضْلِهِ وَأَعْذُّنَا لِلْكُفَّارِ

عَنِ ابْنِ ابْنِ هُبَيْلٍ

سورہ النساء آیات 36 تا 37

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور مان باپ اور قربات والوں اور یتیموں اور محتجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا (36) جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) اللہ نے ان

کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے پچھا پچھا کر رکھیں اور ہم نے نا شکر وہ کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے
(37)

و ما علینا الال بلاغ ۰

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ اب ہم تحریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود گبو: پونہ انت آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود گبو صاحب!

تعزیت

شمالی وزیرستان میں دھماکہ سے شہید ہونے والوں کے لئے دعائے معقرت

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! آج اخبارات میں شمالی وزیرستان کے حوالے سے خبر آئی ہے۔ پہلے بھی شمالی وزیرستان میں ایک مدرسے پر حملہ ہوا تھا اور اس میں 83 بچے شہید ہوئے تھے اور یہ بھی اسی طرح کا ہی واقعہ ہوا ہے۔ شمالی وزیرستان میں 40 کلو میٹر پر ہوا ہے۔ ہماری فوج کے ترجمان کا بیان ہے کہ وہ بھم بنا رہے تھے کہ اور دھماکہ ہو گیا، یہ ہو گیا اور وہ گیا۔

جناب سپیکر! اس میں جتنے غیر ملکی ذرائع ہیں انہوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ یہ حملہ اتحادی فوج نے کیا اور مقامی لوگوں نے بھی اس پر احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ میرانگل داغنے گئے جس کے متعلق بعض اخبارات میں تحریر ہے کہ 40 لوگ شہید ہوئے اور ان میں بچے بھی تھے اور وہ ایک مدرسہ تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسلمانوں کا خون اتنا رزار ہاں ہو گیا ہے کہ پورے پاکستان، پورے عالم اسلام پر سنانا چھایا ہوا ہے اور کوئی آدمی اس پر آواز بلند کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ جس فوج کو ہم اپنا خون دے دے کر پالتے ہیں وہی فوج یہ کہ رہی ہے کہ چونکہ وہ بھم بنا رہے تھے اس لئے یہ نقصان اس کے دھماکے کی وجہ سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کی مذمت کرتا ہوں اور آپ کی خدمت میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ ان مظلوم مر جو میں کے لئے دعائے معقرت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، دعائے معقرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دھماکہ میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے معقرت کی گئی)

ڈاکٹر سید و سیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر و سیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب سپیکر! یہ معاملہ تو آپ کے شر فیصل آباد سے متعلق ہے لیکن چونکہ میدیکل کالج سے متعلق ہے اور اتفاق سے وزیر صحت بھی تشریف فرمائیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ یہ معاملہ یہاں پر raise کیا جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد میدیکل کالج میں ایک پروفیسر ڈاکٹر ریاض حسین ڈب صاحب ہیں۔ وہ independent medical college چلا رہے ہیں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ نے budget speech کرنی ہے اس میں یہ point raise کر لیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ یہ تحریک استحقاق جناب اعiaz احمد سیمول صاحب کی طرف سے ہے، تشریف فرمائیں ہیں۔ یہ تحریک dispose of Next ہوئی۔ تحریک استحقاق جناب خالد محمود صاحب کی ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ تحریک dispose of ہوئی۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 2007-08 پر بحث

(--- جاری)

جناب سپیکر: اب ہم بجٹ پر بحث شروع کرتے ہیں اور میں ڈاکٹر و سیم اختر صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔ ڈاکٹر سید و سیم اختر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ موجودہ اسمبلی کا آخری بجٹ ہے اور بڑے تحسین کے ڈنگرے بر سائے گئے ہیں۔ یقیناً ایک credit ہو سکتا ہے۔ میں سب سے پہلے انتہائی دردمندی، انتہائی نیک دلی اور انتہائی دیانتداری کے ساتھ یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ process of budget formation میں سے اسمبلی ممبر ان کو بالکل باہر کھا جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بجٹ میں دلچسپی اپوزیشن بخوبی میں رہتی ہے اور نہ حکومتی بخوبی میں رہتی ہے۔ پھر یہاں پر ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ گورنمنٹ بخوبی

والے اس کی تعریف کرتے ہیں کیونکہ انہیں ہدایت ہوتی ہے کہ انہوں نے تعریف کرنی ہے اور اپوزیشن والے اس کی مخالفت میں باتیں نکال کر لاتے ہیں اور یہ ایک فضول سی بحث 5/6 دن جاری رہتی ہے اور اس کے بعد ایک پائی کی تبدیلی کے بغیر یہ بحث پاس ہو جاتا ہے اور عوام کو یہ مژده سنایا جاتا ہے کہ پنجاب اسمبلی نے اس بحث کو پاس کیا ہے۔

جناب پیغمبر! جماں پر advanced democracies process ہے اور مختلف ممالک کے اندر اس کے مختلف process ہیں۔ یہاں ہاؤس میں پہلی بھی یہ بات آئی تھی اور راجہ بھارت صاحب نے بھی ایک دفعہ یہ بات agree کی تھی کہ ہم pre-budget session بلائیں گے جس میں تمام ایکپی اے صاحبان مسائل کے حوالے سے کوئی guideline policy گے اور پھر اس کے تیجے میں بحث سازی ہو گی۔ بعض ممالک کے اندر یہ کیفیت ہے کہ چھ سے نو میں پہلے بحث کا پر اس شروع ہو جاتا ہے اور جو سینیٹ گک کیٹیاں ہیں ان کے پاس پر یہ بحث تباہی feed کر دی جاتی ہیں۔ وہ اس پر بحث کرتے ہیں اور عوام کے مسائل کو بھی سامنے رکھتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یقیناً عوامی نمائندے ہی گراں روٹ یوول پر عوام کے مسائل کو سمجھتے ہیں۔ اگر یہ اسمبلی آپ کی سربراہی میں یہ پر اس کسی حوالے سے جاتے جاتے کچھ طے کر دے۔ آپ نے ماشاء اللہ پانچ سال بڑے اچھے طریقے سے اس ہاؤس کی کنیزیش پ کی ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ اگر جاتے جاتے اس میں کچھ طے کر لیں تو آنے والی اسمبلی زیادہ با اختیار بھی ہو گی اور باقاعدہ اس کی grip بھی سارے پر اس پر بہتر ہو گی۔ اس کے تیجے میں وہ عوامی مسائل کے کے حل کے لئے بہترین inputs دے سکے گی۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کیونکہ بحث میں بہت ساری ٹرمز ہوتی ہیں۔ اگر میں یہاں کوئی ایک ٹرم بیان کروں تو یہاں پچاس فیصد سے زائد ممبر ان کو اس ٹرم کا معلوم بھی نہیں ہو گا۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ ہمیں اس پر اس میں شامل نہیں کیا جاتا اور جماں تک میری برادری راست معلومات ہیں یہاں تک کہ بعض وزراء صاحبان کو بھی بحث کے حوالے سے اپنے ٹکلے کی پوری تفصیلات معلوم نہیں ہوتیں۔ میں اب اس بات پر آنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ایک المیر ہے کہ over the years جن چیزوں سے برادری راست غریب عوام متاثر ہوتے ہیں اس کو بحث کے purview سے ہی بڑی ٹیکنیک سے نکال دیا گیا ہے مشکلا دو چیزیں ایک بھلی اور ایک پڑوں ایسی ہیں کہ ان کی قیمتیوں میں چڑھاؤ کے تیجے میں ہر چیز کی قیمت بڑھتی ہے اور غریب آدمی عام آدمی سے بہت بری طرح متاثر ہوتا ہے لیکن وہاں فیدرل یوول کے اوپر بھی یہ ہوا ہے کہ بھلی

کے ریٹس کو قومی اسمبلی کے purview سے نکال دیا گیا ہے اور اسی طرح پڑول کو بھی پارلیمنٹ کی دسترس سے اس کی قیمتیوں کے روبدل سے باہر کھا گیا ہے ظاہر تو یہ کہا جاتا ہے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ کے حوالے سے جو روبدل ہو گا اور اگر کم ہو گا تو اس کی سولت عوام کو فراہم کی جائے گی لیکن وفا گو فنا ہم دیکھتے ہیں کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں ریٹ گرتے بھی ہیں تب بھی عوام کو اس کی سولت نہیں دی جاتی۔ اس کے نتیجے کے اندر میں یہ سمجھتا ہوں کہ سالانہ بجٹ پیش کرنے کی جو حقیقی روح ہے وہ برقی طرح مجرد ہوتی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وفا گو فنا بحث سارے ضمنی بجٹ پنجاب کے اندر بھی آتے رہتے ہیں اور فیدرل لیوں کے اوپر بھی آتے رہتے ہیں۔ اس حوالے سے جو پوری بجٹ سازی ہے اور جو پورے ایک مینے کی مشتمل ہے جو یہاں پر اسے سمجھی کرتی ہے وہ اس حوالے سے بے معنی ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جو بجٹ ڈاکو منٹ یہاں سے پاس ہو جاتا ہے میں پچھلے دو تین سال کاریکارڈ بھی محض آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ یہاں سے پاس ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پتا نہیں اس کو کون سی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر من مانے اخراجات اپنی مرضی کے ساتھ کئے جاتے ہیں اور پھر دوران اجلاس appropriation بھی اپنی مرضی کے ساتھ کی جاتی ہے اور اسے سمجھی کو اس میں بالکل اعتماد میں نہیں لیا جاتا اور جو سرپلس اخراجات ہوتے ہیں وہ ضمنی بجٹ کی صورت میں اسے سمجھی کے اندر پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ اس پر ایک دن بحث ہوتی ہے اور اس کے بعد لا حالہ اسے سمجھی اس کو منظور کرنے کے اوپر مجبور ہوتی ہے۔ اس حوالے سے پچھلے پانچ سال کاریکارڈ گواہ ہے اور اس سال کاریکارڈ بھی موجود ہے کہ 25 سے 35 فیصد تک نارمل اخراجات جو بجٹ میں پاس ہوتے ہیں اس سے زائد کئے جاتے ہیں اور اسے سمجھی سے اس پر ٹھپر گوایا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس بجٹ سازی کی روح کے خلاف ہے اور یہ bad financial management ہے۔ میرے ہاتھ میں 2004-05 کی annual statement ہے۔ اس میں آپ صفحہ نمبر 29 پر دیکھیں 7300 اس کا ہیڈ ہے اس میں ڈولیپمنٹ کا expenditure estimate 434400000 ہے۔ بجٹ میں 33 ہے اور جو اخراجات انہوں نے کئے ہیں وہ 62,849,063 روپے ہیں یعنی آپ دیکھیں کہ کم و بیش 33 فیصد زائد اخراجات ہماری گورنمنٹ نے lavishly اس کے اوپر کئے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح میں یہ عرض کروں گا کہ receipts کے حوالے سے جو اندازے لگائے جاتے ہیں وہ انتہائی غلط ہوتے ہیں۔ 2003-04 کی بجٹ سٹیممنٹ میں انہوں نے receipts کے حوالے سے طے

کیا ہے کہ 2300000 grants on Federal Govt. Revenue کیلئے 2004-05 کے بحث کی گورنمنٹ نے اپنی سٹیمینٹ دی ہوئی ہے جس کی طرف میں refer کر رہا ہے۔ 105414 یعنی 50 فیصد کم receipts ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حوالے سے کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اسی طرح اس سال چیف منسٹریشن کے لئے اور پی ایم یو کے لئے جو اسمبلی نے بجٹ پر 153.159 بلین روپے رکھے ہیں اور جو اخراجات ہیں وہ 196.1 بلین روپے ہوئے ہیں یعنی اخراجات میں اتنا اضافہ ہوا ہے پھر اسی طرح وہ آئی پی فلامٹس اور ایوی ایشن فلامٹس میں 44814 کے یعنی کمی سو گناہ زیادہ اخراجات کئے گئے۔ اسی طرح اس سال چیف منسٹریشن کے لئے اور پی ایم یو کے لئے جو اسمبلی نے بجٹ پاس کیا اس میں 84353 رکھے گئے تھے اور جو اخراجات چیف منسٹر صاحب نے اور ان کے سیکرٹریٹ نے کئے ہیں وہ 227074 ہیں۔ یہ بھی کمی پانچ چھ گناہ زیادہ اخراجات کئے گئے ہیں اور بعد میں ضمنی بجٹ کے ذریعے ان کو پاس کروایا گیا۔ اسی طرح اسیں اینڈجی اے ڈی کے حوالے سے اس میں لکھا ہے کہ 1287523 اسمبلی نے پاس کیا تھا اور 672473 as annual budget 2006-07 کی 672473 against 2007-08 کی 346168 اخراجات ہوئے ہیں۔ اسی طرح کم و بیش ڈبل اخراجات کئے گئے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح اس سال کی جو annual budget statement ہے اس میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اسی طرح کی چکر بازیاں اس بجٹ میں موجود ہیں صرف لاءِ اینڈ پار لمینٹری افسیز ڈیپارٹمنٹ جو کہ راجہ بشارت صاحب کا ہے یہ اپنی حدود کے اندر رہا ہے لیکن باقی سب جگہ اسمبلی نے جو allow کیا مثالگیریاں پر جزل اینڈ منسٹریشن کا یہاں پر 376700 لکھا ہے یہ اسمبلی نے پاس کیا اور انہوں نے 1964913 اخراجات کئے یعنی پچھلے سال جو اسمبلی کی طرف سے اجازت دی گئی کہ اتنے اخراجات جزل اینڈ منسٹریشن میں کرنے ہیں اس کے

against تقریباً دبلي اخراجات کئے گئے۔ اسی طرح گورنر ہاؤس کے لئے 18867 اسمبلی نے پاس کیا اور 11183 اخراجات ہوئے۔ اسی طرح گورنر سیکرٹریٹ کی مد میں بھی اور یہ بہت سارے ہیڈز ہیں جن کو میں نے pick کیا ہے اس میں کم و بیش بہت سارے ہیڈز کے اندر ڈیڑھ سے دو گناہک اخراجات جو اسمبلی پاس کرتی ہے اس سے زائد اس بجٹ میں کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری جو مشق ہوتی ہے یہ فضول سی مشق گلتی ہے، بعد میں تو اس بجٹ پر کسی نے عمل کرنا نہیں ہے اور اپنی مرضی سے اخراجات کرنے ہیں۔ اس طرح کی میمنہٹ انتہائی غلط ہے اور اس حوالے سے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر اتنی زیادہ financial mismanagement ہے وہ اس اسمبلی کے اجلاس کو مجرور کرنے کے برابر ہے یعنی ہم جو بجٹ پاس کرتے ہیں اس سے کئی گناہک اخراجات اپنی مرضی سے کر لئے جاتے ہیں پھر ضمنی بجٹ میں اس کو پیش کر کے مر لگادی جاتی ہے۔ یہ بجٹ تقریر جو زیر خزانہ صاحب نے کی ہے یا پچھلے سال کی تھی وہ بھی میرے سامنے ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پچھلے سال کی جو باتیں ہیں وہ ختم ہو جاتیں اور اس دفعہ نئی باتیں سامنے آتیں لیکن اپنے نمبر بنانے کے لئے اور کارکردگی کو ضرورت سے زائد show کرنے کے لئے بہت ساری پچھلی باتیں اس سال بجٹ تقریر کے اندر بھی انہوں نے شامل کر دی ہیں۔ کچھ اچھے کام ہوئے ہیں مثلاً پنجاب میں ایر جنسی ایمبو لینس سروس کا جراء یقیناً گورنمنٹ کا ایک اچھا قدم ہے اور میں اس کو appreciate بھی کرتا ہوں لیکن میری اس میں ٹھوڑی سی reservation یہ ہے کہ یہ جو گاڑیاں ریکیو 1122 کے لئے خریدی گئی ہیں یہ مر سڈیز گاڑیاں ہیں۔ میں نے ملکہ صحت سے کچھ ریکارڈ لکھا یا ہے، یہ کسی خاص آدمی کو نوازنے کے لئے مر سڈیز گاڑیاں خریدی گئی ہیں حالانکہ Toyota کی سستی گاڑیاں بھی خریدی جا سکتی تھیں جو اچھی سروس دے سکتی ہیں، حالانکہ یہ گاڑیاں سستی بھی ہیں ان کے سیسٹر پارٹس بھی سستے ہیں لیکن اس مر سڈیز ایمبو لینس کی ایک ہیڈ لائٹ ہی۔ 22000 کی ہے لیکن کچھ دوستوں کو نوازنے کے لئے اس طرح کے اقدامات کئے جاتے رہے ہیں۔ اس میں یہ بھی بات کی گئی ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے میں ڈیلپیٹ کا بجٹ 50 فیصد بڑھا ہے یعنی 100۔ ارب روپے کا بجٹ پچھلے سال تھا اور اب ڈیڑھ سوارب روپے کا کیا گیا ہے یقیناً قبل تحسین ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ اس کے ثمرات عوام تک نہیں پہنچتے کیونکہ پچاس فیصد کے قریب رقم سرکاری ہلکاروں کی کرپشن کی نذر ہو جانی ہے۔ میں وفا فوتاً اس بات کو اسمبلی میں اٹھاتا بھی رہا ہوں اور ایک دفعہ لوکل گورنمنٹ اور C&W کے حوالے سے میں نے بات کی کہ انجینئر صاحبان کی کمیشن لینے کی جو pet ratio ہے وہ اسے اپنا استحقاق سمجھتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جائز کمالی ہے۔ اس کے علاوہ بھی وہ ٹھیکیداروں سے ڈیمانڈ

کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک ہزار روپے کا کوئی ڈولیپنٹ کا کام ہو رہا ہے تو عملی طور پر موقع پر اس کام پر 500 روپے سے زائد خرچ نہیں ہوتا باقی سارا اس قسم کی چکر بازیوں میں ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ یہ جو کرپشن کا جن ہے جو تقریباً پچاس فیصد اخراجات کو کھاجانے والا ہے اس پر آپ کی گورنمنٹ نے پانچ سال میں کچھ بھی نہیں کیا۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ جب یہ پاہنچ اٹھایا گیا تو راجہ بشارت صاحب نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! آپ ایسی ہی باتیں کرتے رہتے ہیں ایسی کوئی چیز فیلڈ میں موجود نہیں ہے۔ حالانکہ سارا ہاؤس گواہ ہے کہ یہ جو کرپشن کا جن ہے یہ ہمارے وسائل کو بری طرح سے کھاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ انہوں نے اپنی حکومت کی کارکردگی کو سابق حکومتوں کی کارکردگی سے موازنہ کرنے کے لئے بہت سارے گلزاریے ہیں۔ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے اس ضمن میں اعداد و شمار ہی کافی ہیں۔ مثلاً 2002 میں پنجاب میں شرح خواندگی 47 فیصد تھی اب 62 فیصد ہو گئی ہے۔ اسی طرح پر ائمہ تعلیم کی شرح داخلہ 45 فیصد تھی اب وہ 70 فیصد ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری آنکھ پائی کے تیجے میں جو نوکریاں generate ہوئی ہیں وہ چودہ لاکھ ہر سال ہوتی رہی ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کی جو پری بجٹ تقریر ہے اس میں تو بالکل تخصیص کے ساتھ انہوں نے ہر سال کا data دیا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ data کماں سے آیا ہے اور اگر مجھے اس حوالے سے موقع ملے گا اور اگر منسٹر فناش اس کا ہمیں break up دے دیں کہ کماں کماں یہ نوکریاں ہیں تو اس سے ہماری بڑی رہنمائی ہو جائے گی۔ سب سے زیادہ پریش اس وقت ہمارے پاس پبلک کی طرف سے آتا ہے کہ لوگوں کے پاس ملازمتیں نہیں ہیں، پڑھے کہیں بے روزگار ہیں اور ان پڑھے بھی بے روزگار ہیں۔ کیفیت یہ ہے کہ بہاولپور میں میرے ساتھ دو کر سچین بھائی تھے انہوں نے کہا کہ سینیٹری ورکر کی اسامیاں خالی ہیں تو آپ ہمارے وو بندوں کی سفارش کر دیں تو میں انہیں ساتھ لے کر ڈائریکٹر سو شل سکیورٹی بہاولپور کے پاس چلا گیا جن سے میری پہلی ملاقات تھی تو انہوں نے مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب بیٹھیں، چاہیں۔ اس دوران انہوں نے اپنے سٹینو کو بلا کر کہا کہ سینیٹری ورکر کے لئے جو درخواستیں آئی ہوئی ہیں وہ لے کر آؤ تو جب فالک آگئی تو انہوں نے دو درخواستیں نکال کر میرے سامنے رکھیں اور کہا کہ یہ دو ایم اے پاس مسلمان نوجوان ہیں جنہوں نے درخواست دی ہے کہ ہمیں سینیٹری ورکر کھا جائے۔ ڈائریکٹر صاحب نے کہا کہ میں نے ان کو specially بلوایا اور پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کس پوسٹ کے لئے apply کیا ہے تو ان امیدواروں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے

کہ ہم نے روزانہ آپ کے دفتر میں جھاؤ لگانا ہے، گیلا کپڑا پھر ناہے اور مکمل صفائی کرنی ہے اس کے علاوہ اگر آپ کے دفتر کے نیچے جو گٹر ہے اگر وہ بلاک ہو جائے گا تو ہم نے گٹر کے اندر بھی اترنا ہے یعنی اس حوالے سے یہ کیفیت ہے۔ ایک دفعہ میں ملتان میں ڈی ایس ریلوے کے پاس گیا انہوں نے چھوٹی چھوٹی نوکریوں کے لئے درخواستیں مانگی ہوئی تھیں۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے ان سے پوچھا کہ ان درخواستوں کو مانگے چار پانچ مینے ہو گئے ہیں لیکن آپ اس پر کیوں نہیں کر رہے تو انہوں نے کہا کہ صورتحال یہ ہے کہ اڑھائی سو کے قریب پوٹسٹیں ہیں جن پر ہم نے induction کیوں نہیں کر رہے اور کنٹریکٹ پر روزگار دینا ہے اور اس وقت جو میرے پاس درخواستیں ہیں وہ 23500 کے قریب ہیں اس لئے پچھلا ڈی ایس ریلوے بھی اس کو ہاتھ لگائے بغیر چلا گیا کہ اس میں کیسے وہ ہاتھ ڈالے، کس کس کو obliges کرے، کس کس کو رکھے اور کس کس کو نہ رکھے۔ پھر کہا کہ میری بھی یہی کیفیت ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ 23500 درخواستوں کو میں شارت لست کیسے کروں، کس طرح میراث بناؤں کہ ایک ایک سیٹ پر دو دو سوچہ آجائے گا لیکن میرے پاس کل سیٹیں ہی 250 کے قریب ہیں۔ یہ صورتحال ان کی بجٹ تقریر کے بالکل بر عکس ہے۔ اسی طرح انہوں نے کہا کہ 2002 میں پنجاب کی آبادی تقریباً 34.1 فیصد غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرتی تھی اب یہ 21.1 فیصد رہ گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر فانس منسٹر صاحب اس حوالے سے کچھ فرمادیتے کہ یہ independent agencies ہیں جنہوں نے یہ data کاٹھا کیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ زراعت میں بھی ایک statistical کا ادارہ کھلا ہوا ہے وہ گھر بیٹھے رہتے ہیں اور گھر یاد فتر میں ہی بیٹھ کر فگر زاٹھے کر کے فائلیں حکومت کو پہنچا دیتے ہیں پھر یہاں پر درج کر کے اپنی تقریر میں پیش کر دیتے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ جب وزیر خزانہ صاحب اپنی wind up تقریر کریں گے تو اس میں یہ حوالہ دیں جو انہوں نے ناخواندگی اور غربت کے حوالے statistics بیان کئے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! wind up کریں۔

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کتابیں فراہم کرنے کا سلسلہ ہے یہ یقیناً اچھا ہے لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ پیسے بھی باہر سے قرضوں کی صورت میں لئے ہوئے ہیں اور وہ قوم کو ہی ادا کرنا ہے۔ قوم کی طرف سے یہ ڈیمانڈ نہیں تھی کہ کتابیں دی جائیں بلکہ قوم کی طرف سے

ڈیمانڈ یہ ہے کہ اچھی خاصی تعداد میں ابھی بھی ایسے سکول موجود ہیں جہاں پر سولیات موجود نہیں ہیں البتہ missing facilities کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں پر ایک ادارہ پنجاب ایجو کیشن فاؤنڈیشن موجود ہے یہ بہت اچھا کام کر رہا ہے جس کے لئے میں وزیر تعلیم عمران مسعود صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں ذاتی طور پر ایجو کیشن کا سارے کام سارا بجٹ پنجاب ایجو کیشن فاؤنڈیشن کے حوالے کرتا کیونکہ وہ جو خدمت تعلیم کے حوالے سے کر رہے ہیں وہ بہت اچھی ہے اس میں ہمارے علاقے کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے اس کی کافی تفصیل جناب صدیقی صاحب نے کل بیان کی ہے کہ آپ نے چار سالزھے چار سال میں سات یونیورسٹیاں بنائی ہیں اور بہاؤپور میں ایک یونیورسٹی بھی نہیں بنی۔ لاہور میں بہت سارے انڈر پاس بنے ہیں میں چار سال سے تحریک التوائے کارڈے دے کر تھک گیا ہوں۔ اس وقت ظمیر صاحب موجود نہیں ہیں۔ ایک سال پہلے جب میری تحریک التوائے کار آئی تو مجھے یہاں سے باہر لے گئے اور مجھے کہا کہ آئندہ آپ نے تحریک التوائے کار نہیں دیں اور میں commit کرتا ہوں کہ 2006-07 کے کے بجٹ میں آپ کو بھی انڈر پاس دیں گے لیکن وہ وعدہ بھی ایفاء نہ ہوا اور اب اگلا بجٹ آگیا ہے اس پر انہوں نے کہا تھا کہ اگر آپ اس کو raise کریں گے تو میں اس کی commitment دوں گا کہ انشاء اللہ اس سال ہم آپ کو بہاؤپور میں دو انڈر پاس دیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ اسمبلیوں کا کوئی پتا نہیں ہے اور مجھے یہی بہانہ کر دیں گے کہ جناب! اسمبلیاں ٹوٹ گئی ہیں اب ہم اس حوالے سے کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! جی، شاہ صاحب! wind up کریں۔

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب والا! میں ایک منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ میں آخر میں اس حوالے سے بات کروں گا کہ صورتحال یہ ہے کہ بہاؤپور کی تحصیل حاصل پور میں کچھ عرصہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ کیدڑ کا لج بنے گا۔ وہ قصہ بھی قصہ پارینہ ہو گیا۔ اسی طرح کافی عرصہ ہوا بہاؤپور ایک انسٹیٹیوٹ آف ایڈونس سامن اینڈ ٹیکنالوجی اس کے لئے کافی ایکڑ میں بھی identify کی گئی اور ایک ریٹائرڈ چیف آف نیول ٹاف ایڈمیسرل افتخار سروہی کا بطور ریکٹر تقرر بھی ہو گیا۔ ہم نے ان سے رابطہ بھی کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھے ریکٹر تو بنادیا گیا ہے، زمین بھی identify کر دی گئی ہے لیکن گورنمنٹ کوئی فنا فراہم کرے گی تو پھر اس ادارے کو گراونڈ کے اوپر لا یا جائے گا اور وہ خود بھی اس حوالے سے پریشانی کا شکار ہیں۔

جناب والا! بے روزگاری کے حوالے سے آخری بات میں یہ عرض کروں گا کہ بہاولپور کے ساتھ، جنوبی پنجاب کے ساتھ یہ المیہ ہے کہ جو پاکستان کی cash crop کاٹنے بہاولپور میں، جنوبی پنجاب میں پیدا ہوتی ہے لیکن صورتحال یہ ہے کہ اس کی اندھی سڑی کم و بیش ساری کی ساری لاہور میں، فیصل آباد اور کراچی میں لگتی ہے۔ یہاں سے کاٹنے کو لے جانا بھی پڑتا ہے بار برداری کے اخراجات علیحدہ ہوتے ہیں اور اس ضمن میں اگر یہ کر لیا جائے کہ وہاں پر کوئی facilitate کیا جائے بہاولپور میں، ڈی جی خان میں، ملتان میں تو شاید اس سے وہاں علاقے کی development بھی ہو جائے گی اور بہت سارے ترقیاتی کام بھی ہو جائیں گے۔ کچھ عرصہ پہلے روزنامہ ”خبریں“ والوں نے مجھے ملتان میں ایک سینما میں دعوت دی تھی اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی محرومیوں کی وجہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہماری محرومیوں کی دو وجہات ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ پاکستان میں پچھلے ساٹھ سال کے دوران آدھا عرصہ تو براہ راست فوج کی حکومت رہی ہے اور جو باقی عرصہ ہے وہ indirect فوج کی حکومت رہی ہے اور ہمارا جنوبی پنجاب بد قسمتی سے مارشل ایریا سے تعلق نہیں رکھتا اس لئے بہاولپور کا کوئی جزء نہیں ہے۔ بیشتر جزر لزاپر پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں وہ سارے وسائل وہاں پر لے جاتے ہیں اور دوسرا محرومی کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے علاقے سے شروع کو چھوڑتے ہوئے باقی سارے علاقے سے جا گیر داران background کے لوگ آتے ہیں۔ یہاں پر گورنمنٹ بخوبی کی طرف سے یہ بات بھی آئی تھی کہ جنوبی پنجاب سے بہت سارے سردار، وزیریے گورنر، وزیر اعلیٰ، صدر تک رہے ہیں اور آپ کے مسائل حل نہیں ہوئے۔ یہ بات اعجاز شفیع صاحب نے کی تھی۔ میں ان کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی بات اس حوالے سے ہے کہ جو جا گیر دار ہیں وہاں سے منتخب ہو کر آتے ہیں اور جس بھی پارٹی میں ہوتے ہیں وہ ووٹ لے کر آجاتے ہیں اور پھر اسلام آباد، لاہور اور لندن میں بیٹھے رہتے ہیں اور ہمارے وسائل کو address نہیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! جی، ڈاکٹر صاحب! شکریہ

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری تجویزیہ دوں گا کہ اگر یہ حکومت ہمت کرے تو اس جا گیر دارانہ نظام کا خاتمه کرے اور possession land کی جو آخری حد ہے وہ ساڑھے بارہ ایکڑ کر دے اس کے نتیجے میں عام آدمی اسلامی میں آئے گا اور اس کے نتیجے میں جنوبی پنجاب میں کوئی بہتری آئے گی۔ شکریہ

جناب ارشد محمود گبو: پاہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب پاہنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! بڑا ہی اہم پاہنٹ آف آرڈر ہے کہ پچھلے دنوں میں نے اپنی تقریر میں بھی یہ کہا تھا کہ محکمہ تعلیم میں آٹھویں جماعت کے امتحان ملتوی ہو گئے ہیں اور پانچویں جماعت کے جودو پیپرز leak out ہو گئے وہ بھی ملتوی ہو گئے۔ اب ان کی پالیسی یہ ہے کہ اگر کوئی پچھوٹوں کا بورڈ کا امتحان نہیں دے گایا پانچویں کلاس کا بورڈ کا امتحان نہیں دے گا تو پھر آگے گورنمنٹ کے process میں نہیں جاسکتا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ اس وقت confusion ہے۔ روزانہ سیالکوٹ سے ٹیلی فون آتے ہیں، ہمارا پر بھی لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ اس سلسلے میں گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے، کیا حکومت آٹھویں جماعت کا امتحان لینا چاہتی ہے یا نہیں لینا چاہتی؟ اس سلسلے میں میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وزیر تعلیم جو تشریف فرمائیں اور شاید تھوڑی دیر بعد بھاگ جائیں ان سے آپ اس سلسلے میں پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آپ نے ان کی سنجیدگی کا لیوں تودیکھ لیا ہے کہ اتنی اہم بات ہے اور یہ ہمیشہ اس کو مذاق کے رنگ میں اڑا دیتے ہیں۔ پانچویں اور آٹھویں کا امتحان ہونا تھا جو کہ نہیں ہوا اس کی دو وجہات ہیں۔ ایک تو ہمارے ٹیچر حضرات نے پانچویں کا امتحان نہیں ہونے دیا۔ سفارز میں جا کر انہوں نے توڑ پھوڑ کی، بچوں کو باہر دھکلے مار کر نکال دیا۔ انہوں نے والدین کو بھی بڑا پریشان کیا۔ ایک تو یہ وجہ ہے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ایک دن پہلے transportation میں پرچہ سڑکوں پر گرگیا اور وہ اخبارات کے ہاتھ لگ گیا اور انہوں نے وہ پرچہ چھاپ دیا۔ ہم نے وہ پرچہ دوبارہ نہیں دیا۔ ہمارے پاس پرچہ alternate papers کی نیلگی کر کے نیا پرچہ دے دیا۔ وہ پرچہ جو گرگیا تھا اس کی بھی انکو ارسی ہو رہی ہے اور میں ہاؤس کے سامنے انشاء اللہ تعالیٰ پیش بھی کروں گا اور میں اپنی تقریر میں بھی اس کے واقعات بتاؤں گا۔ فی الحال ہم نے ٹیچر کے معاملات کو دیکھتے ہوئے پانچویں اور آٹھویں کا امتحان ختم کر دیا۔ یہ امتحان بورڈ کا نہیں ہوتا یہ صرف ہمارا انٹرنل امتحان ہے۔ بورڈ کا امتحان صرف دسویں اور بارہویں کا ہوتا ہے۔ یہ ہم assessment کرتے ہیں کہ ہمارے امیار تعلیم کیسا ہے۔ ہم جو پیاسا لگاتے ہیں، ٹیچر کیسا پڑھا رہا ہے، نصاب کیسا ہے۔ یہ ہماری internal assessment ہوتی ہے۔ میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے اور معزز ممبر کی اطلاع کے لئے اور عوام کے لئے ہم

نے پہلے ہی اخبارات کے ذریعے کہ دیا ہے کہ بچے یہ امتحان دیں یا نہ دیں، بچے automatically promote ہو جاتے ہیں اس میں فیل پاس سسٹم نہیں ہوتا۔ یہ صرف ہماری assessment ہوتی ہے۔ فیل پاس صرف دسویں اور بارہویں میں ہوتا ہے لہذا ہم نے ایک سرکلرنکال دیا ہے کہ وہ امتحان دوبارہ نہیں لیں گے آئندہ جو امتحان ہو گا وہ لیں گے لہذا بچے promote ہو گئے ہیں اور چھٹیوں پر چلے گئے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ سامیہ احمد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ احمد: شکریہ۔ سپیکر صاحب! اج دی ایس اپی سی ہجھاگاں والی دو دو حصہ پت والے دو نیاں سیانیاں تے کپکے پیدیاں دی پریس وچ جسم ڈا جھیرا، جسم ڈارولا، جسم ڈا سیا پا تیس نیاں لئی، ندارے لئی تے ٹاکرے لئی اج پیش کیتا اے اوہدے اک آکھن دی وندھے بجٹ 08-2007 ایتھے بیٹھے سارے دے سارے لوکی اج سر جوڑ کے ایس واسطے بیٹھے ہن کہ ایسہ جسم ڈا بجٹ پنجواں تے تاریخی پیش ہوئیاے۔ اوہدے وچ کتھے کتھے جھول اے تے کتھے کتھے چنگیاں گلاں نیں لیکن ساڑے لئی ایس وقت سب توں ضروری ایسہ وے کہ اگر کوئی جھول اے تے اوہنوں سدھا کریے۔ میں اج دی تقریر پنجاب دی کسان خواتین دے نال کرنا چاہنی آں تے ایسے واسطے اج جرأت کیتی اے کہ چلو پنجابی وچ اظہار خیال کیتا جائے تاکہ میرا جسم ڈا پیغام اے، اوہناں سوانیاں دا جسم ڈا پیغام اے، جسم ڈا کسان عورتاں نیں، جمدے اُتے سارے داسار اساؤی اوہ مزدور عورت دی جسم ڈا شان اے اوہدی۔ وجہ ایسہ وے کہ جسم ڈیاں دی عورتاں پڑھیاں لکھیاں ہن ڈاکٹر ہن، ٹیچر ہن، وکیل ہن اوہناں دی کل پندرہ فیصد کماندیاں ہن، چاہے تیس نج لے لوو، چاہے تیس لیڈی ڈاکٹر اں لے لوو۔ اوہ پندرہ فیصد تو زیادہ خواتین نوں represent نہیں کر دیاں۔ ہاں اگر تیس agriculture تے مزدور عورت نوں لوو تے اوتھے 68 فیصد عورت مزدور اے تے باقی جسم ڈے مرد ہن اوہ مزدوری کر دے ہن، ایہدا مطلب ایسہ وے کہ اگر ایس ایوان وچ اوہناں عورتاں لئی آواز نہیں اٹھائی گئی تے انصاف نہیں ہوئیا۔ میں ایسہ چاہنی آں کہ ایہناں 68 فیصد کسان خواتین واسطے جسم ڈا پیر۔۔۔

انجینئر جاویدا کبر ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر جاویدا کبر ڈھلوں: آج بڑی خوشی ہے کہ ڈاکٹر سامیہ احمد نے پنجابی میں شروع کیا ہے لیکن میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ جو انگریزی کے لفظ بول رہی ہیں وہ بھی پنجابی میں translate کر کے بولیں

تاکہ پنجابی کی پوری ترجمانی ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اپنی کمزوری داعتراف کرنی آں لیکن میری کوشش نوں بہت زیادہ جانو کہ یہ 68 نوں اٹھاٹھ فیصلہ نہیں آکھ سکی۔ اٹھاٹھ فیصلہ عورتیاں دے واسطے میں ضرور ایسہ آکھنا چاہئی آں کہ جسٹرے ساڑے لیبر دے قوانین ہن یا کسان خواتین دے قوانین ہن اوہناں دی جسٹری روز دی مزدوری اے اوہناں واسطے جسرا پیش کوٹا ہونا چاہی دا، ہر قرضے وچ، ماںکرو کریڈٹ وچ، ساڑے ٹریکٹر ان دے جسٹرے قرضے ہن اوہناں دے وچ اوہناں دے حصے نوں ودھان دی اج اپیل اے۔ کیونکہ میں ایسہ چاہئی آں کہ جنی ایہناں خواتین نوں اسیں شاباش دے لیئے۔ ساڑیاں ادمیوں خواتین جنمیں دے پنڈے دے سڑدے نیں تے انگلیاں دیاں پوراں دی دکھ دیاں نیں کپا ہواں نوں چک کے، اوتحے کم کر کے۔۔۔

سید مجاہد علی شاہ: پاؤ انت آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! محترمہ آج اس اسمبلی میں ایک نئی روایت قائم کر رہی ہیں۔ بے شک انہیں اجازت ہے تو کیا ہمیں بھی یہ اجازت ہو گی کہ ہم سراں گئی میں اپنی تقریر کر سکیں؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جب آپ کو موقع دیا جائے گا تو پھر دیکھیں گے۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! اج جیسٹری گل تے میں تماد ادھیان لیاناں چاندی آں اوه ایسہ دے کہ انٹر نیشنل یا بین الاقوامی جیسٹرے پروگرام شروع کیتے گئے سن پاکستان وچ او، صرف تے صرف ٹریننگ دل سن کہ ایناں دیاں ٹریننگاں کیتیاں جان تے ایسہ بہتر سیاستدان بن چاہے اوه گریپ دا پروگرام سی یا GRBI دا کی چاہے اوه gender sensitive بحث دی گل سی۔ اوه بحث جیسٹرے نیں اوه اس حکومت نے پسلی وری شروع تے کیتے۔۔۔

جناب محمد وقار: پاؤ انت آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وقار: جناب سپیکر! بھی خانزادہ شجاع صاحب اور میں دونوں یہ محسوس کر رہے ہے کہ پنجاب کے

کچھ علاقے اٹک کے اُس پار پشتو بھی بولی جاتی ہے تو پھر آپ ہمیں پشتو میں موقع دیں گے؟

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر سمیہ احمد: جناب سپیکر! میں اپنی باقی تقریر انگریزی وچ کرنی آں اگر پشتو بولن والیاں نوں سمجھ نہیں آ رہی تو

We were talking about the GRBI and the GRAP Programme and the Common Wealth Parliamentarians Programme. These were the programmes which internationally attached to Pakistan simply because we wanted to build the capacity of the women politicians and the women in general to have a better capacity to earn.

Sir, I would like to focus on that and when I focus on that we are proud to say that this is the Government which took the initiative of bringing millions of rupees into the gender sensitivity. We are trying to assess whether the budget is responding to the females at all or not.

سید مجاهد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید مجاهد علی شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات پر انتہائی افسوس ہو رہا ہے کہ محترمہ اپنی قومی زبان کی طرف نہیں آ رہیں بلکہ یا تو پنجابی پر آ جاتی ہیں یا پھر انگریزوں سے متاثر ہیں اور ہمیں بھی متاثر کرنا چاہتی ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ یہ پڑھی لکھی ہیں اور ماشاء اللہ ڈاکٹر ہیں۔ انہیں انگریزی آتی ہو گی۔ خدا کے لئے ہمیں impress کریں کہ آپ کو انگلش آتی ہے۔ میر بانی کریں اور اپنی قومی زبان میں بات کریں تو ہمیں زیادہ خوشی ہو گی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آہستہ آہستہ قومی زبان کی طرف بھی آ جائیں گی اور آج محترمہ ساری بولیاں بولیں گی۔ جی، محترمہ! (نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر سمیہ احمد: میرے عزیزو! میری بات کو توجہ سے سننے والو!

حیات دکھ ہے، ممات دکھ ہے جدائی تو خیر آپ دکھ ہے
کہ ملنے والے جدائی کی رات میں مل رہے ہیں
یہ ہونا دکھ ہے نہ ہونا دکھ ہے
تمام دکھ ہیں دوام دکھ ہے

میرا خیال ہے کہ میں نے بارہااج تک پانچ سالوں میں کافی حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ آج بھی آپ مجھے آزمائیں تو میں حاضر ہوں۔ حب الوطنی ہی سی، یہ وہ زبان ہے اور یہ وہ اظہار ہے، یہ وہ جذبہ ہے ہیں کہ چاہے سرائیکی میں کئے جائیں، پنجابی میں کئے جائیں، انگلش میں کئے جائیں، امریکاناڑہ میں کئے جائیں، آج بات ہو گی تو صرف خواتین ہی کی بات ہو گی۔ جس زبان میں آئیں وہ ہو گی اور جہاں تک پہنچتی کی بات ہے وہ مجھے نہیں آتی۔ وہ میرے بھائی کھڑے ہو کر ٹرانسلیٹ کر دیں تو بڑی مریبی ہو گی۔

جناب سپیکر! بات کو میں جماں لانا چاہ رہی ہوں وہ یہ ہے کہ یہ وہ وقت ہے دنیا میں جماں پر gender sensitivity کی بات شروع ہوئی ہے کہ اگر ان مردوں نے بحث پیش کئے ہیں تو اس میں خواتین کا کیا حصہ رہا اور اس میں جو پر اجیکٹس بنے تو اس میں خواتین کے کیا مفادات رہے؟ اس میں چار سیکشنز جس میں ایجو کیشن، پاپولیشن ویلفئر بھی شامل ہیں۔ اس gender sensitivity یا gender sensitive budget statement میں اس کی گئی اور ایک خطر رقم اسی لئے رکھی گئی تاکہ پہنچے کہ اس دور میں ہماری حکومت نے خواتین کا نام لیا تھا، ترا میم کی تھیں، ان کو مناندگی دی تھی تو اس کا کیا بنا؟ یہ منہ بولتا ثبوت ہے کہ تین سال میں جس قدر کام خواتین کی build capacity کرنے کے لئے کیا گیا، وہ سامنے ہے اور اس gender sensitive budget کے متعلق پورے اضلاع کی ایک انوٹی گیشن ٹیم نے یہ بتایا کہ نہ صرف سیاسی خواتین women کو سکول کے ذریعے ٹریننگ دی گئی بلکہ ہمارے وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب کے کنے پر 150 میلین سپیشلائزڈ ٹریننگ اس لئے کی جا رہی ہے کہ سو شل و یلفیئر یا کائی ٹانڈسٹریز میں جو پرانے زمانے میں ٹریننگ دی جاتی تھی وہاں outdated ہو گئی ہے اور نئی تجارتیں میں خواتین اور مردوں کو trained کیا جا رہا ہے تاکہ اس کا انفراسٹرکچر بہتر ہو جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر میں جس چیز کو فوکس کرنا چاہتی تھی وہ یہ ہے کہ جتنے بھی انٹرنسنٹ

سینڈرڑہ ہیں یا جتنے بھی خواتین کے لئے انٹرنیشنل پروگرام لائے گئے ہیں ان کو پنجاب حکومت نے link کیا۔ Women empowerment minister کی آشنا ریاض قیانہ ہنگامی طور پر اٹھ کر گئی ہیں اور فناں منڑی کو میں اس چیز کی داد دینا چاہتی ہوں کہ وہ کام جو کبھی 60 سال میں شروع ہی نہیں کیا گیا تھا، وہ خواتین جو صرف مزدور ہی رہ گئیں تھیں، جن کی مزدوریاں کبھی پوری دی ہی نہیں گئی تھیں، جن کو کبھی trained کیا ہی نہیں گیا تھا، ان کو کمانے کے قابل سمجھا ہی نہیں گیا تھا، آج ان پر ایک خطیر رقم صرف اس لئے خرچ کی جا رہی ہے کہ اگر وہ سیاست میں سامنے آئیں، اندھڑی میں سامنے آئیں اور ڈاکٹری میں سامنے آئیں تو وہ بہت زیادہ کامیاب ہوئیں۔

جناب سپریکر ہاں میں جو تجاویز دینا چاہتی ہوں وہ بہت اہم ہیں اور یہ ہیں کہ کامن ویلٹھ بنس وومن نیٹ ورک ایسا ادارہ ہے جنہوں نے کئی ملکوں میں یہ کر کے دیکھا ہے کہ صرف capacity building یا ٹریننگ کے لئے جو پروگرام بنائے جاتے ہیں وہ کافی نہیں ہیں، خواتین، بہترین women ہی ہیں اور women business and women Finance Ministry کو میں سفارش کرتی ہوں کہ افریقہ میں سال کا ٹیجرا اور بنس میں خواتین 61 فیصد کمائی کر سکتی ہیں تو یہاں پاکستان میں بھی اس طرف توجہ دی جائے اور ہمارے ایکسپورٹ پروموشن بیوروز اور women tribunals کو ان کے لئے بجٹ میں ایک ایسا substantial حصہ رکھا جائے کہ جب خواتین سامنے آئیں تو باہر کے ملکوں کی طرح وہ پاکستان میں بھی یہ ثبوت دے سکیں کہ وہ بہترین business women ہیں۔ میں یہاں پر ایک مثال دوں گی کہ مدینہ ٹیکسٹائل ملزمیاں چنوں کی مالک بھی عورت ہے، جس کی مزدور بھی عورت ہے اور جس میں کام کرنے والی تمام میخراز بھی عورت ہیں۔ آپ جا کر دیکھیں کہ خواتین بنس کے قابل ہیں۔ وہ وقت آگیا ہے کہ جب خواتین سامنے آتی ہیں تو نہ صرف ٹریننگ میں ان کی GRBIs اور gender sensitive budget examine کیا جائے بلکہ بنس کی طرف بھی ان کو لایا جائے تو یہ ہمارے پاکستان اور حکومت کی ایک نئی کامیابی ضرور ضرور رقم ہو گی۔

میں ایک political school کا ذکر ضرور کروں گی کہ آپ لوگوں کو اس چیز کی مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ اگر women political school جو کہ خواتین کو politically آگے بڑھنے میں اور ٹریننگ کرنے کے لئے ایک پروگرام شروع کیا گیا تھا، اس کی پذیرائی اس قدر ہوئی کہ پچھلے ہی دنوں مالدیپ میں کامن ویلٹھ ایسو سی ایشن میں مالدیپ کی حکومت نے یہ request کی کہ ہمیں بتائیے کہ پنجاب میں اور

پاکستان میں یہ سکول کیسے کامیاب ہوا، ہم اس کو کاپی کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس چیز کی داد دوں گی کہ ہاں! جب دنیا بھی سننے لگے کہ women representation پاکستان میں اگر ہوئی، جزوی مشرف نے کی، چودھری شجاعت حسین نے کی، چودھری پرویز احمدی نے پنجاب میں substantially کی تو اس کی کامیابی کے جھنڈے اس بجٹ تقریر کے ذریعے میں رقم کرنا چاہتی ہوں کیونکہ نہ صرف یہ تاریخ مردوں کے لئے لکھی گئی کہ پانچ سال حکومت رہی بلکہ خواتین کے لئے بھی لکھی گئی کہ وہ کسی بھی طرح کہیں بھی پیچھے نہیں رہیں تھیں۔

جناب سپیکر! ان چند تجواذبیں کے ساتھ میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے سب سے پہلے وقت دیا اور اس ایوان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جس بھی زبان میں گفتگو کریں، ان مردوں کے دل ہم خواتین کے لئے ہمدردی رکھتے ہیں۔ انہی کی وجہ سے، انہی کے سمارے سے ہم آج یہاں تک کامیاب ہو کر بڑھی ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ شہناز سلیم صاحبہ!

محترمہ شہناز سلیم: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس حکومت کا پانچواں 356۔ ارب روپے کا بجٹ پیش ہوا ہے جسے غریب پر اور عوام دوست کہا گیا ہے اور اس بجٹ کو بہتر پیش کر کے بہت ساری مبارکبادیں بھی وصول کی گئی ہیں لیکن میرے خیال میں اس بجٹ میں غربت ختم کرنے کے جو پروگرام دیئے ہیں اس کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ان کی نظر میں چند ایک خاندان جو بہت غریب ہیں ان کے لئے 500 روپے ماہانہ مقرر کیا ہے وہ 16.50 روپے روزانہ کے بنئے ہیں۔ اس 16.50 روپے سے کسی کا چولماں تو نہیں جل سکتا اس سے صرف ایک موم بقی، جل سکتی ہے اور اس رقم سے غریب کو فقیر ہی بنایا گیا ہے اس سے غریب کی کوئی امداد نہیں ہوتی۔ یہ رقم کسی کو دیتے ہوئے اور لیتے ہوئے بھی یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی کم رقم ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے پنجاب کی خوشحالی کی بہت باتیں کی ہیں خاص طور پر جنوبی پنجاب کا بھی ذکر ہوا ہے لیکن جناب وزیر خزانہ کو بتا ہے کہ جنوبی پنجاب کی غربت کا یہ عالم ہے کہ وہاں کے والدین بچہ بچوں میں سے چار بچے پالنے کے لئے دونپچھے اونٹ رلیں کے لئے خود اپنی مرضی سے بھیجنے کے لئے مجبور ہیں۔ انسانی اعضا فروخت کر کے وہ اپنے بچوں کا کھانا پور اکر رہے ہیں۔ وہاں بچے بھی اس مجبوری کی وجہ سے فروخت ہو رہے ہیں کہ وہاں پر کھانے کی کمی ہے اور ان کی ضروریات زندگی پوری نہیں ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! صرف ایک منٹ کے لئے ٹھہر جائیں۔ مجھے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ سلمان رشدی کو

برطانیہ کی طرف سے "سر" کا خطاب دینے کے اقدام کے خلاف صحافی حضرات 11 بجے واک آؤٹ کریں گے اور اسے میں سے کوئی طریقہ کی سیرھیوں پر احتیاج کریں گے اور قرارداد مذمت پیش کریں گے۔ جی، بی بی! اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ شمناز سلیم: جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے بھت میں یہ بتایا گیا ہے کہ سرکاری ملازمین کی تھوڑوں میں پندرہ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ پندرہ فیصد اضافے کے ساتھ ساتھ تقریباً سانچھے فیصد مہنگائی کا جواضافہ ہوا ہے اس میں یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ مہنگائی کا 47 فیصد حصہ اشیاء کے خورد و نوش میں ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے صحافی بھائیوں کی جس بات سے ایوان کو آگاہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا cause ہے پوری دنیا کے مسلمانوں کا کہ اگر صحافی بھائی اس بارے میں protest کر رہے ہیں تو آپ تھوڑی دیر کے لئے ہاؤس adjourn کریں تاکہ ہم بھی ان کو join کریں۔

جناب سپیکر: وہ تو ہم پہلے ہی قرارداد مذمت پاس کر چکے ہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! پھر آپ اس اطلاع کو اس ایوان میں اس طرح سے نہ دیتے اگر آپ نے دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس protest میں ہمارا شامل ہونا یقیناً ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ان کی طرف سے مجھے اطلاع دی گئی ہے میرا فرض بنتا تھا کہ میں یہ اطلاع ایوان کے رو برو پیش کروں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میں صحافیوں کی اور آپ کی اس روایت کو ہم اپنے quote کروں گا کہ جب بھی صحافیوں نے اپنے کسی personal cause کے لئے واک آؤٹ کیا ہے تو ہم نے ہاؤس کی کارروائی adjourn کیا، اسے روکا اور معزز ممبر ان کو باہر بھیجا تاکہ جا کر ان کو لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو لے کر آئیں گے۔

رانا شناہ اللہ خان: اگر آج وہ اس مقصد کے لئے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ان کے ساتھ شامل ہوں تو میں یہ ایک positive gesture ہو گا اور اتنی دیر ہاؤں adjourn کرنے میں کوئی عار نہیں ہو ناچاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جو معزز رکن ایک اس سے تاثر یہ ہو گا کہ جو بھائی، جو معزز رکن نہیں جائے گا اس کے بارے میں

خواہ مخواہ ایسے ہی ایک negative impression ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سب ارکین اسے اجازت ہے کہ وہ جائیں اور ہاؤں دس منٹ کے لئے adjourn کیا جاتا ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: شکریہ جی۔

(اس موقع پر صحافیوں سے یک جھتی کے لئے ہاؤں کی کارروائی 10 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر 11 نجگر 30 پر جناب سپیکر کری صدارت پر منعقد ہوئے)

جناب سپیکر: جی، صحافی حضرات والپس آگئے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آج حکومت اور اپوزیشن کے سب لوگوں نے باہر سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر صحافی بھائیوں کے ساتھ مل کر جو احتجاج کیا ہے اس پر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کتنی محبت اور اتحاد کی علامت ہے کہ چار سالہ اسمبلی میں دوبار گورنمنٹ اور اپوزیشن کے لوگوں نے اکٹھا احتجاج کیا۔ ایک بار جب نبی کریم ﷺ کے خاکے بنائے گئے اس میں وزیر اعلیٰ اور اپوزیشن لیڈر نے اس جلوس کی قیادت کی اور ہم سب اس میں شامل ہوئے اور پھر آج مشترکہ احتجاج کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ پر لاکھوں کروڑوں درود، ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری یہ چھوٹی سی مساعی اپنی بارگاہ المی میں قبول کر لے۔ شکریہ

معزز ممبر ان: آمین۔

ڈاکٹر سید و سیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر
جناب پیکر: جی، ڈاکٹر سید و سیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید و سیم اختر: جناب پیکر! آپ کی مربانی اور آپ کے فیصلے کی وجہ سے یہ مشترکہ احتجاج ہوا ہے لیکن یہ باتیں بار بار آرہی ہیں کہ شاید ابھی تک اسمبلی سے کوئی باضابطہ قرارداد مذمت پاس نہیں ہوئی امداست عاء ہے کہ اگر پہلے نہیں ہوئی تو پھر اب اس کا کوئی بندوبست ہو جائے۔

جناب پیکر: جو قرارداد پاس ہوتی ہے وہ باضابطہ ہی ہوتی ہے۔ پورے ہاؤس نے متفقہ طور پر وہ قرارداد مذمت پاس کی ہے۔ ارشد محمود گو صاحب نے جوابت کی ہے کہ صحافی حضرات نے احتجاج کیا۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ پورا ایوان خواہ کسی دوست کا تعلق حکومتی نچوں سے تھا یا اپوزیشن سے سب نے متفقہ طور پر صحافیوں کے ساتھ مل کر احتجاج کیا۔ میں یہ دیکھ کر دلی طور پر خوش ہوں۔ جیسے گو صاحب نے کہا کہ دو موقع ایسے آئے جن پر اپوزیشن اور حکومتی پارٹی نے یک جان ہو کر آج بھی احتجاج کیا اور اس سے پہلے بھی ایک بار ایسا موقع آیا تھا۔ ایوان میں چھوٹے موٹے معاملات چلتے رہتے ہیں اور ہاؤس کی یہ روایت بھی رہی ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے جو بھی بڑنس آتا ہے اس پر اپوزیشن نے ہمیشہ تقیید ہی کرنی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جائز حد تک اور دائرہ اخلاق میں رہ کر تقیید بھی کی جائے تو حکومت اسے خوش اسلوبی سے سنتی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے جو اچھی تجاویز آتی ہیں ان پر عمل بھی ہوتا ہے۔ میں حکومتی نچوں پر بیٹھے دوستوں سے بھی یہ کہوں گا جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ یہ اسمبلی پانچ سال کے لئے منتخب ہوئی تھی اب اس کا پانچ سال جارہا ہے لہذا گزشتہ ساڑھے چار سالوں میں جو کچھ ہوا وہ بھول جائیں اور مزید ہاؤس کا ماحول بہتر بنانے کے لئے جیسے آج صحافیوں کے ساتھ یتکھنی کا اظہار کیا ہے اسی طرح ہمارے رویوں میں تھوڑی بہت تبدیلی آنی چاہئے اور ہاؤس smoothly چلنے چاہئے۔ بہت مربانی۔ جی، لاءِ منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب پیکر! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے تمام ارکین بیشول اپوزیشن اور بالخصوص صحافی برادری کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے متفقہ طور پر اور تحد ہو کر پاکستان کے عوام اور بالخصوص پوری مسلم امہ کے مسلمانوں کے جذبات کی ترجیحی کی ہے۔ اس لحاظ سے آپ نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ اپوزیشن نے بلا امتیاز اور بلا تفریق ہر اس issue سے ہمارے ساتھ اتحاد کیا اور اسی طرح پر میں نے بھی ہمیشہ قوی موقف پر بھر پور طریقے سے اپنا اظہار کیا ہے۔ آج

بھی انہوں نے جواحتجاج کیا اس میں انہوں نے حکومتی اور اپوزیشن بخپر کو دعوت دی اور ہمارے تمام دوست بشمول حکومتی اور اپوزیشن بخپر سے ان کے ساتھ شامل ہوئے اور ہم نے مل کر یہ احتجاج ریکارڈ کروایا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی خوش آئندہ بات ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی قومی issues پر جماں قومی پیغمبہری کی ضرورت ہو گی ہم اسی طرح تحدیر ہیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ و رانہ انتظامی ترقی: پوانت آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بر گیڈیر صاحب! کافی بات ہو گئی ہے اب چلنے دیں۔ چونکہ آج ججٹ پر عام بحث کا آخری دن ہے اور میرے پاس کافی مقررین کے نام ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ و رانہ انتظامی ترقی: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صوبائی پیشہ و رانہ انتظامی ترقی: جناب سپیکر! کل ایوان میں جو مسئلہ اٹھا تھا اس بارے میں آج اخبار میں شاہ محمود قریشی صاحب کی تردید آگئی ہے۔ انہوں نے یہ بڑی اچھی بات کی ہے۔ سلمان رشدی کی بات ہو رہی ہے۔ اس حوالے سے پوری امد اور اس ایوان کے دل دھرتے ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی ہے اور ہم نے بے پناہ جمادیوں کو بغیر کسی شرط کے امریکہ کے حوالے کیا ہے۔ آج جب سلمان رشدی امریکہ کی سرزی میں پربراجمان ہے اور ہمیں اپنے دانت بھی دکھارہا ہے اور اس کے حمایتی برطانیہ نے اسے سب سے بڑا اعزاز دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس ایوان کو ایک قرارداد پاس کرنی چاہئے اور صدر پاکستان سے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ ہم سلمان رشدی کو واپس مغلوائیں اور امریکہ سے مطالبہ کریں کہ ہم نے ان کے لئے بہت ساری قربانیاں دی ہیں اور آج ہمیں ضرورت ہے کہ سلمان رشدی کو امریکہ سے نکالا جائے اور پاکستان کے حوالے کیا جائے۔ صرف اس طرح protest کرنے اور قرارداد اس پاس کرنے سے ہمارا مسئلہ حل ہو گا اور نہ ہی ہمیں کوئی اہمیت دے گا۔ اگر آپ واقعی اس معاملے کو اہمیت دلانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اس ایوان سے یہ قرارداد صدر پاکستان تک پہنچانی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بر گیڈیر صاحب! آپ لاے منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں ساتھ اپوزیشن کی طرف سے رانشاء اللہ خان، ارشد محمود گبو اور سمیع اللہ خان کو بھی لے لیں۔ آپ جو بھی فیصلہ کریں گے انشاء اللہ ہاؤس

اسے adopt کرے گا۔

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! شاید بر گیندیر صاحب کو علم نہیں کہ سلمان رشدی کا تعلق پاکستان سے نہیں بلکہ بنیادی طور پر اس کا تعلق انڈیا سے ہے۔ اس قرار داد کے ذریعے انھیں یہ تو باور کرایا جا سکتا ہے کہ یہ ہمارا ملزم ہے کیونکہ اس نے ہمارے نبی محترم پر باتیں کی ہیں لہذا سے ہمارے حوالے کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لاءِ منستر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر طے کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر!

سیدنا ظم حسین شاہ پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سیدنا ظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بھی راجہ بشارت صاحب کہہ رہے تھے کہ قوی issue پر اپوزیشن کے ساتھ دینے پر انھیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہی عرض کروں گا کہ اختلافات تو ہمیشہ سیاست کا حسن ہو اکرتے ہیں اور اگر اپوزیشن نہ ہو تو یو ان مکمل نہیں ہوتا۔ جیسے اگرچو بیس گھنٹے دن ہو تو پھر دن کی قدر نہ ہو۔ دنیا میں ہمیشہ دو ہتھی طاقتیں رہی ہیں اچھائی اور بُرائی۔ یہ ملک کسی ایک شخص کی جاگیر نہیں ہے بلکہ ہم سب کا ہے تو پھر ہم قوی issues پر کیسے اکٹھے نہیں ہوں گے اور پھر یہ قوی سے بڑھ کر مسلم امہ کا ہے جس پر ہم سب اکٹھے ہیں اس لئے ارباب اقتدار کو بھی کچھ سوچنا چاہئے۔ جیسے قادر مطلق اللہ تعالیٰ نے اپنے مخالف ابلیس کو بھی برداشت کیا ہوا ہے۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے لہذا ان کو چاہئے کہ یہ بھی اپوزیشن کو برداشت کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

معزز ممبر ان حزب اقتدار: ابلیس، ابلیس۔

سیدنا ظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اچھا حکمران وہ ہوتا ہے جو سب کے لئے مساوی

بات کرے لیکن یہاں پر تو ہمیں تعصب کا شکار بنایا گیا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ ساڑھے چار سال میں اپوزیشن کے کس ممبر کو ترقیاتی فیڈزدیئے گئے ہیں۔ کیا ہمیں صرف اس بات کی سزا دی گئی ہے کہ ہم وفادار ہے۔ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قدر کرتا ہے جو ثابت قدم رہتا ہے۔ جواد حضرت پھر تے رہتے ہیں یا منافق کرتے رہتے ہیں ان کی اللہ کے نزدیک بھی کوئی قدر نہیں ہے۔

جناب پیکر: جی، شاہ صاحب! شکریہ

سیدنا ظم حسین شاہ: اس لئے میرا کئنے کا مطلب یہی تھا کہ ہم قومی issues پر ہمیشہ ایک ہیں اور جب بھی قوم کو ضرورت ہو گی ہم اپنا خون دینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

جناب پیکر: بہت مر بانی۔ محترمہ آپ فرمائیں!

سیدنا ظم حسین شاہ: جناب والا! آپ اخبارات پڑھ لیں انہوں نے اس issue کو بہت اچھا تھا تو اب میں یہ وزیر قانون سے یہ توقع کر رہا تھا کہ یہ اس کی بھی appreciation کر دیں گے جو تردید آئی ہے۔

محترمہ شہناز سلیم: شکریہ۔ جناب پیکر! میری بات ابھی مکمل ہوئی ہے۔ یہاں بات ہو رہی تھی صوبے میں غربت کی۔ یہ مخالفت برائے مخالفت کی بات نہیں ہے یہ حقیقت ہے کہ ہمارے اصلاح میں، میں واضح طور پر یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ وہاں پر ماں باپ والدین خود ہی اپنے بچوں سے چاند لیبر کروانے پر مجبور ہیں۔ بنچ وہاں پر اس طرح کام کر رہے ہوتے ہیں کہ ایک انسان دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہے اور وہ کام کر رہے ہوتے ہیں جو ان کے کرنے کے نہیں ہوتے۔

جناب والا! خود کشیوں کا بھی یہ عالم ہے کہ اس سال تنگ دستی کی وجہ سے 157 خواتین نے خود کشیاں کی ہیں۔ ایک اور بات میں کہنا چاہوں گی اور وہ یہ ہے کہ غربت کی ایک وجہ صوبے میں یہ بھی ہے کہ بنگل کے ذریعے لیرنگ پر اشیائے ضرورت دی جاتی ہیں اس کی وجہ سے بھی غربت میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک تجوہ دار شخص جب کوئی چیز بنک سے خرید لیتا ہے تو جب اسے ماہانہ قسط دیتی پڑتی ہے تو اس کی وجہ سے اس کو بہت تنگی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ بھی ختم ہونا چاہئے۔ اس طرح سے حکومت نے تمام پنجاب کی عوام کو اپنا مقر و ضم بنا لیا ہے۔ جناب والا! صوبے میں اور بھی بہت سے ایسے بھر ان ہیں جن کا ذکر کیا جائے تو وہ ضروری ہے۔ یہ بھلی کا بھر ان دیکھ لیں سات سالوں میں ایک میگا وائٹ بھلی کا اضافہ نہیں ہوا۔ اسی طرح پانی کا بھر ان ہے آدھا صوبہ زندگ زدہ گند اپانی پر رہا ہے جس کی وجہ سے میپاٹاٹس نے وبا کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس کے علاوہ

گردنے کی تکلیفوں میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

جناب والا! ہم تعلیم کا بحران بھی کہ سکتے ہیں۔ اساتذہ کو دیکھ لیں جنہوں نے ایک قوم کو educate کرنا ہوتا ہے اور پورے صوبے کو یعنی کہ پنجاب کو اس نے پڑھا لکھا بنا ہے تو اس کا اپنا یہ حال ہے کہ استاد سڑکوں پر رل رہے ہیں اور ان کو اس بحث میں کوئی relief نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ health کے سلسلے میں بھی میری چند تجویزیں اور وہ یہ ہیں کہ مریضوں کو جو ادویات دی جاتی ہیں اس کا طریقہ کار آسان بنایا جائے اور ادویات کی کوالٹی کو چیک کرنے کے لئے کوئی سسٹم ضرور بنایا جائے کیونکہ ادویات جوان کو دی جاتی ہیں وہ اس کوالٹی کی نہیں ہوتیں جو ہونی چاہیں۔ اس کے علاوہ میں ایک بات اور بھی کہوں گی کہ فورٹ منڈ کی کل ادھربات ہو رہی تھی۔ چوتھے بجٹ میں چیزیں لفڑ اور ڈولیپمنٹ کے لئے ماں پروزیر خزانہ نے اعلان کیا تھا لیکن اب یہ پانچواں بجٹ ہے لیکن ایک فیصد وہاں پر ترقیاتی کام نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ ڈیرہ غازی خان کا میں نام نہیں لینا چاہتی تھی بھر حال میں یہ عرض کروں گی کہ وہاں پر پانی کی اتنی shortage ہے کہ شر میں ہوتے ہوئے لوگ دور راز سے بھرا ہو اپنی خرید کر پیتے ہیں جو آتے آتے مزید خراب ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر اٹاک انزجی کی وجہ سے وہ ضلع انہائی مسائل کا شکار ہے۔ کچھ لوگ شدید الرجی، اندھے پن اور abnormal پیڈا ہونے جیسے مسائل کا شکار ہیں۔ میں آپ سے یہ request کروں گی کہ فیدرل حکومت سے کہا جائے کہ اس سلسلے میں کوئی ریسرچ سنٹر بنائے تاکہ وہاں کے لوگوں کے لئے اس قسم کے مسائل ختم ہو جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ ثریا نیم صاحبہ!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرواعون: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرواعون: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں اور ہم یہ دعوے بھی کرتے ہیں کہ سیاست ایک مقدس پیشہ ہے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ یہ ملک، قوم اور عوام کی خدمت ہے لیکن آپ بھی جانتے ہیں اور ہم سب بھی جانتے ہیں کہ کچھ سیاسی حضرات کی حرکتوں کی وجہ سے یہ پیشہ بدنام ہو چکا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک پارٹی آپ کو تکٹ دے اور آپ کو کندھوں پر اٹھائے آپ کے نفرے لگائے اور آپ ان سے ووٹ لے کر آئیں اور بعد میں اپنے مفادات کے لئے اس

کو change کر کے دوسری پارٹی میں جائیں تو آپ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے آپ کو ایسا کرنا نہیں چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب آپ نے اپنی بحث تقریر کر لی ہے یا کرنی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرواعوan: جناب والا! آپ میری بات سن لیں اور یہ بڑی ضروری بات ہے باہر ہم بدنام ہوتے ہیں because of ---

جناب سپیکر: آپ جب اپنی بحث تقریر کریں گے اس وقت یہ نشاندہ کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرواعوan: جناب والا! آپ اور ہم سارے اس سے affected ہیں اس لئے ہمیں کرنا یہ چاہئے کہ پہلے تو ایک آدمی جب ایک پارٹی کو چھوڑتا ہے دوسری پارٹی کو لینا یہی نہیں چاہئے۔ کیونکہ اگر وہ اس سے بے وفائی کر رہا ہے تو اس سے کیا وفا کرے گا؟

جناب سپیکر: اچھی proposal ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرواعوan: اس سلسلے میں کوئی تحریک ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں اور ساری کمیٹی سن رہی ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرواعوan: اس لئے میری گزارش ہے کہ اس کو مناقصہ طور پر منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ شریان اسم صاحبہ!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرواعوan: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ---

جناب سپیکر: کرنل صاحب آپ تشریف رکھیں۔ لاہور صاحب نے آپ کی بات سن لی ہے۔ محترمہ! بسم اللہ کریں۔

محترمہ شریان اسم: اعوذ باللہ من الشیطین الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کو آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الی، وزیر خزانہ جناب حسنین بہادر دریشک اور اس معزز ایوان کو پانچواں عوام دوست اور نیکیں فری بحث پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپکر ازندگی کے مختلف شعبوں میں ہماری حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انقلابی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں 1989 کا بجٹ سامنے رکھا اگر موجودہ بجٹ کا موازنہ کیا جائے تو یہ صاف نظر آئے گا کہ ملک میں ایک زبردست معاشری انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ کسی بھی بجٹ پر سب سے اہم مثال صوبے کی ترقی ہے۔ جب سے موجودہ حکومت اقتدار میں آئی ہے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں انقلابی اقدامات کئے جا رہے ہیں اور ہماری حکومت نے اس چیز پر عمل کرتے ہوئے کہ۔۔۔

ماضی کو ہے بھلانا
آگے ہی آگے جانا

اس کے علاوہ کوئی بھی راستہ نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الی کی دورانیش پالیسیوں کی وجہ سے صوبہ پنجاب نے پچھلے پانچ سال میں زندگی کے تمام شعبوں میں جو ترقی کی ہے اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ وزیر اعلیٰ کے 2020 vision کے انقلابی پروگرام میں جو targets کے لئے ہیں وہ صوبے کے عوام کی تقدیر بدل دیں گے۔ 2020 vision کے مکمل ہونے تک سو فیصد روزگار سو فیصد شرح خواندگی ایک مکمل طور پر تربیت یافتہ work force کی تقدیر میں اضافہ کیا جائے۔ پیغمبروں کی تعلیم کا پروگرام صحت کے مرکز کا قیام اس کے علاوہ کارڈیاوجی سنٹر، نرنسگ ٹریننگ سکولز اور ہسپتال۔ ڈاکٹروں اور صحت کے شعبہ میں کام کرنے والے کارکنوں کی تعداد ہوں میں اضافہ، اساتذہ کی تعداد ہوں میں اضافہ، نسروں اور آبپاشی کے نظام کی بہتری اور ترقی کے لئے سائنسی بنیادوں پر تاریخی اقدامات میں سے پانی کے تقسیم کے نظام میں بہتری آرہی ہے۔ پولیس کے نظام کی بہتری کے لئے تاریخ ساز اقدامات Rescue 1122 کا نظام، پولیس پٹرولنگ پوسٹوں کا نظام جس سے عوام کی مشکلات کا ازالہ ہوا ہے۔ اس سے ان میں احساس تحفظ بڑھا ہے اور جامِ کم ہو رہے ہیں۔ یہ سب اور اس کے علاوہ بہت سے اقدامات جو موجودہ حکومت اٹھا رہی ہے۔ یہ ایک progressive society کی طرف بڑھتا ہوا خاموش انقلاب ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ اور حکومت پنجاب کی ان کوششوں میں برکت ڈالے۔ میں کم گھنٹی ہوں کہ:

نمود پیدا نہ ہو جب تک ضمیر سبزہ گل میں
وطن کی خاک تجدید بماراں کر نہیں سکتی

جناب والا! میں یہ کہتی ہوں کہ زبانی جمع خرچ بہت ہو گیا۔ ہم بہت سا وقت ضائع کر پکے پنجاب کو

اللہ تعالیٰ نے اب ایسی لیدر شپ عطا کی ہے جس کی نیت صاف ہے جو ستائش کی تمنا اور نہ صلہ کی پرواکنے بغیر عوام کی خدمت کر رہی ہے۔ جو کرپشن سے مبراہے اور تاریخ میں اپنا مقام بنانے کی خاطر عوام کے لئے کچھ کر گزرنے کا عمر رکھتی ہے۔ صوبے کے عوام کے لئے کچھ کرنا اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر کا فرض ہے اور جو حکومت نیک نیت سے کام کر رہی ہے، ہم سب کو اس کے ہاتھ مضمون کرنے چاہیئں۔ ہمارے ملک میں افسوس کے ساتھ کھانا پختا ہے کہ سیاست مخالفت برائے مخالفت کا دوسرا نام بن کر رہ گئی ہے۔ ہم نے یہاں یہ طرف تمادش بھی دیکھا اک ایک پارٹی نے عوام کے لئے سڑکیں بناؤں ایں اور دوسرا پارٹی نے رات اکھڑوا دیں۔ عوامی فلاج کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صرف ذاتی اغراض کی خاطر سیاست کی۔ اس سے برقی مثال شاید ہی کہیں نظر آئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بہت وقت گزر چکا اب ہمیں اس طرح کی سیاست کو خیر باد کہ دینا چاہئے۔ اس طرح کی سیاست کو خیر باد کہتے ہوئے اصولی سیاست کو اپنانا چاہئے۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ کہنا چاہوں گی کہ:

تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے بُرا تو نے

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ بحث ایک پارٹی اور حکومت کے بہت سے کارکنوں نے دن رات ایک کر کے بڑی محنت کے ساتھ اپنی صوابدید کے مطابق اور قوم کے بہترین مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے پورے سال کے لئے تجویز مرتب کی ہیں۔ یہ انسانوں کا بنایا ہوا بحث ہے جو حرف آخر نہیں۔ میں اپوزیشن ممبر ان سے درخواست کروں گی کہ آپ اس میں اپنی تجویز دیں۔ تقیید کرنا بہت آسان ہے۔ میں آپ لوگوں سے یہ بھی درخواست کروں گی کہ ان چند نوں کے لئے روایتی سیاست کو پس پشت ڈال دیں اور اس کے لئے سارا سال پڑا ہے۔ اس وقت کی اہم ضرورت ہے کہ سر جوڑ کر بیٹھیں، عوامی مفاد کی خاطر بحث تجویز پر غور کریں اور نیک نیتی کے ساتھ ان میں بہتری کی صورت نکالیں اور عوام کے بہترین مفاد میں اپنی تجویز دیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں اس وقت بحث تجویز پر بحث کی بجائے نعروں اور دھمکیوں کی سیاست کرنا عوامی مفاد کے ساتھ غداری کے مترادف ہے۔ یہ کہنا کہ یہ بحث صرف الفاظ کا ہیر پھیر یا عوام کش ہے میں سمجھتی ہوں یہ نا انصافی ہے۔ آخر میں، میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے لئے کہنا چاہوں گی کہ:

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ

غالب و کار آفرین کار کشا کار ساز

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، جناب محمد یار موسوٰن کا!

سید احسان اللہ وقار اقصیٰ: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب افرمائیں۔

سید احسان اللہ وقار اقصیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ بحث اجلاس ہے اور اس میں حکومت کی طرف سے بڑی مقدار میں فنڈز فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے اور ہمارے ضلعی نظام کو بڑے بیانے پر فنڈز فراہم کئے جا رہے ہیں اور بہت بڑی مقدار میں بڑھائے گے ہیں۔ "ڈاں" پاکستان کا ایک بڑا معتبر اخبار ہے اور قائد اعظم رحمت اللہ علیہ نے اس اخبار کو شروع کیا تھا۔ اس میں یہ خبر ہے Embezzlement of millions of rupees from development funds is Leyyah... ایک سڑک کے 27 حصے کر کے مختلف ٹھیکیداروں کو دے کر سارے فنڈز کی خورد برداشتی جا رہی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اصل مسئلہ فراہمی فنڈز کا نہیں ہے بلکہ اصل مسئلہ فنڈز کے صحیح استعمال کا ہے۔ یہ سرکاری افسران اگر لوٹ کھسوٹ کر کے یہ سارے فنڈز کھا جائیں گے تو اس سے عموم تک توکوئی relief نہیں پہنچے گا تو میری درخواست یہ ہے کہ منہ متعلقہ کو میں اخبار کی خبر پہنچا رہا ہوں وہ انکو اگری کروائیں اور اس پر ایکشن لیں تاکہ یہ embezzlement ہو سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، تشریف رکھیں۔ جناب محمد یار موسوٰن کا!

جناب محمد یار موسوٰن کا: شکریہ۔ جناب سپیکر! مورخہ 14۔ جون 2007 کو وزیر خزانہ جناب حسنین بہادر دریں کے نے صوبہ پنجاب کا پانچواں میراثیہ برائے سال 2007-08 پیش کیا اور اس میں بحث کا جم 3 کھرب 56۔ ارب 17 کھرب 18 لاکھ 31 ہزار روپے دکھایا گیا۔ expenditures کا نکال کر development کے لئے ایک کھرب 50۔ ارب روپے ظاہر کئے گئے جو کہ پچھلے سال سے بلاشبہ 50۔ ارب روپے زیادہ ہیں یہ خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! 17۔ جون سے آج تک بحث پر دونوں اطراف سے بحث ہوئی۔ ٹریشری پنجوں نے بحث کے حق میں دلائل دیئے اور اپوزیشن نے حسب دستور اس میں خامیوں کی نشاندہی کی۔ دو موقعوں پر جناب

وزیر قانون راجہ بشارت صاحب نے نشاندہی کی کہ اپوزیشن صرف بحث برائے بحث نہ کرے facts and deficiencies کے ساتھ بات کریں اور جہاں پر figures ہیں ان کی نشاندہی کریں اور تبادل تجاویز دیں۔ جناب سپیکر! میں اپنی تینیں کوشش کروں گا کہ جہاں حکومت کی خامیاں ہیں ان کا آئینہ کچھ دکھا سکوں۔ اس بحث کو عوام دوست، غریب دوست اور ٹیکس فری قرار دیا گیا۔ اگر یہ بحث اتنا ہی عوام دوست ہے، اتنا ہی غریب دوست ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ منگالی کا اڈھا جو پسلے بھی منہ کھولے ہوئے تھے جتنے بحث آئے منگالی اس سے زیادہ بڑھتی گی۔ جہاں تک ٹیکس فری کی بات ہے، کوئی نیا ٹیکس بھی نہ لگے تو میری سمجھ سے باہر ہے کہ اتنی رقوم کماں سے فراہم ہو جاتی ہیں تو اس کے لئے میں یہ بات کر رہا ہوں کہ تمام indirect taxes عوام کے کندھوں پر ڈال دیئے گئے ہیں اور وہ سیل ٹیکس، سیل ڈیوٹی اور امپورٹ ڈیوٹی کی شکل میں ہیں۔

جناب والا! اپوزیشن 04-2003 کے بحث سے لے کر آج تک یہ عنیدیہ دیتی رہی ہے کہ اس حکومت کی ground on خامیوں کی ایک وجہ Devolution Plan ہے۔ Devolution Plan کے تحت صوبہ پنجاب کے وزراء اور محکمہ جات کے پاس اختیارات بہت محدود ہیں مساواۓ محکمہ اریگیشن کے تمام محکمہ جات کا عمل دخل کسی نہ کسی طریقے سے ڈسٹرکٹ گورنمنٹس اور ٹی ایم ایز کے پاس ہے جس کے لئے ہم نے تجاویز دی تھیں کہ ٹی ایم ایز کو works supply کا اختیار دیا گیا ہے اس میں بڑیہ غرق ہو گیا ہے اور اس کے نتیجے میں حکومت نے اپنی ناکامی تسلیم کرتے ہوئے اس کا کچھ حصہ جو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی شکل میں واپس چھمے کو کیا اور اسی طریقے سے محکمہ تعلیم میں اس کی ناکامی کا ایک یہ شوت ہماری طرف سے آیا جو ہم کہتے رہے کہ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ناکام ہے اور ایجوج کیشن کو اتنی خوش اسلوبی سے نہیں چلا سکتی تو حکومت مجبور ہوئی اور کالج ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے واپس لے لئے گئے۔

جناب سپیکر! بلڈنگز کے متعلق میں Devolution Plan کی وجہ سے افسروں کی فوج ظفر موج ضلع کی سطح تک نیچے بٹھایا گیا ان کے لئے بلڈنگز ناکافی تھیں اور صوبہ پنجاب جو ایک زرعی صوبہ ہے جس کا زراعت پر زیادہ انتہا ہے تو آج تک حکومت پنجاب وہ بلڈنگز مرمت کر رہی ہے یا بتا رہی ہے۔ ابھی تک بھی وہاں افسران زیادہ ہیں اور بلڈنگز کی کمی ہے۔ جب بھی نیچے کوئی رقم دی جاتی ہے تو اس کی implementation، اس کی utilization اور work quality of work پر زیادہ خرچ ہوتا ہے تو بلاشبہ رقم دی گئیں۔ یہ پیسے یار قم جہاں

سے بھی آ رہی ہے اور جیسے بھی آ رہی ہے۔ پوری دنیا کے کسی ملک میں سیلز ٹکس 5 فیصد سے زیادہ کسی چیز پر impose نہیں کیا جاتا۔ یہ واحد ملک پاکستان ہے جس میں 50 فیصد سے زیادہ لوگ غربت کی لکیر سے نچپ زندگی بسر کر رہے ہیں تو ماچس سے لے کر بڑی سے بڑی چیز پر یہاں ٹکس impose کیا گیا ہے۔

جناب والا! اب میں محکمہ جات کی تھوڑی سی تفصیل عرض کروں گا۔ محکمہ تعلیم کے لئے 21- ارب 48 کروڑ 4 لاکھ 50 ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں۔ 2003 سے آج تک تقریباً ہر صلح اور خاص طور پر بہاؤنگر میں تقریباً 15 کروڑ روپے حکومت کی طرف سے دیئے گئے ہیں، واجہی فنڈ ہیں لیکن اس میں، میں افسوس سے کوئی گا جیسے چیف منسٹر پنجاب کہتے ہیں کہ تعلیم سب کے لئے مگر وہاں تین حصہ جات، PP-279، 284 & 280 میں کوئی فنڈ نہیں دیا گیا جو شینڈنگ کمیٹی کے پیغمبر میں تھے انہوں نے اس حلقو سے نکال کر وہ فنڈ زد و سرے حلقوں میں دیئے اور اس کا عالم یہ ہے کہ 2003-04 میں جو سکولوں کی عمارتیں بننی تھیں وہ آج تک مکمل نہیں ہو سکیں اور اس وقت حالت یہ ہے کہ فوج نے وہ اپنے قبضے میں لے لئے ہیں اور NLC کے ذریعے عملدرآمد ہو رہا ہے اور 06-05، 2004-05، 2005-06، 2006-07 اور 07-08 اللہ حافظ ہے کسی کو کوئی پتا نہیں ہے لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ تعلیم کی کارکردگی اپنی جگہ پر ہے لیکن یہ تین حلقوں میں کوئی فنڈ نہیں دیا گیا وہاں بننے والی غریب بچیاں، غریب بچے بھی پنجاب کی سیڈیاں اور بیٹے ہیں وہ تعلیم سے محروم رہیں تو وہ اس کو کیسے غریب پرور بحث کیں گے۔

جناب والا! منہگانی کے توڑ کے لئے حکومت نے 500 روپے فی خاندان دینے کا عنیدیہ دیا ہے اور یوٹیلٹی سٹورز پر انحصار کیا ہے۔ ایک طرف تو حکومت سٹیل مل آف پاکستان تک کو نیلام کرنے جا رہی ہے اور بڑے بڑے پراجیکٹ جیسے ٹیلیفون کا محکمہ، بنک ڈی نیشنلائز کے جا رہے ہیں اور آپ غریب کو کیا بتا رہے ہیں کہ سٹورز آپ کھول رہے ہیں کیا حکومت اب ایک دکان کھول کر، ہٹی کھول کر، ترازو پکڑ کر لوگوں کو، عوام کو اشیائے ضروریہ بیچے گی۔ یہ یوٹیلٹی سٹورز ہیں جو شہید ذوالفقار علی بھٹومر حوم نے 1970 میں ان کا اجراء کیا تھا لہذا یہ ثابت ہوا کہ پچھلی حکومتوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے والپس انہی باتوں پر آ رہے ہیں۔

جناب والا! صحت کے لئے 6 ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا اور میرے بھائی ارشد گو صاحب نے بھی تعریف کی ہے کہ آپ کے ایم جنسی و ارڈز میں علاج کی سوالت مفت مل رہی ہے۔ اس میں بلاشبہ میں یہ بات کروں گا اور کنجوںی نہیں کروں گا کہ بہاؤنگر میں بھی کشیر قم مختص کی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر بہاؤنگر کے ہسپتال پر کافی رقم خرچ ہوئی ہے اور اپ گریڈ لشناں ہو رہی ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہارون آباد اور فورٹ عباس کا ہسپتال 40339 بلین روپے سے لیکن جب اس کا impact ہونے ہوا اپ ground یکھیں کہ اس کا اثر کیا ہو رہا ہے۔ بہاؤ نگر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ایک بست بڑا ہسپتال ہے اور ضلع بہاؤ نگر کی 20 لاکھ کی آبادی ہے۔ وہ غریب لوگ ایمرو جنسی میں لا ہور گو جرانوالہ یا گجرات میں تو نہیں آئیں گے۔ وہاں حالات ایسے پیدا کئے گئے ہیں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بہاؤ نگر میں دو ڈاکٹروں کی برادریوں کا غلبہ ہے اور ان کی آپس میں rift ہے آئے دن ان میں کبھی ڈانگ سوٹا چل رہا ہوتا ہے اور کبھی فائز نگ بھی ہوئی ہے اور تھانوں میں پرچے ہوتے ہیں۔ جب مریض وہاں جاتے ہیں تو دونوں دھڑوں کے ڈاکٹرا پنی میٹنگز میں مصروف ہوتے ہیں اور لاحق عمل بنارہ ہوتے ہیں۔ بہر حال میں کسی برادری کا نام نہیں لوں گا۔

جناب والا! ضلع بہاؤ نگر میں BHUs کی یہ حالت ہے کہ یہاں پر 76 یو نین کو نسلیں 2002 کے ایکشن سے پہلے تھیں ان میں چند کے سواتامان میں سابق حکومتوں نے BHUs بنائے ہوئے تھے اور سب تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک RHC کام کر رہا تھا لیکن Devolution Plan کے بعد جو نئے لوکل گورنمنٹ کے ایکشن ہوئے اس میں ضلع کی 118 یو نین کو نسلیں بنا دی گئیں۔ یہ یو نین کو نسلیں صحیح طریقے سے نہیں بنی تھیں اور حکومت نے اپنے حساب سے بنائی تھیں کہ یہاں سے اپنے لوگ کا میاپ کرانے تھے۔ اب صورت حال یہ بن گئی ہے کہ کئی یو نین کو نسلوں میں دو دو BHUs آگئے ہیں اور زیادہ یو نین کو نسلیں اس سے محروم ہو گئی ہیں۔ جتنی یو نین کو نسلیں بنائی گئی ہیں ان کے لئے بلڈنگ بھی میاکی جانی چاہئے تھی لیکن حکومت پنجاب اس سلسلے میں ناکام رہی ہے۔ آج تک یو نین کو نسل کا کوئی ہیڈ کوارٹر نہیں بنایا اور بہت سی یو نین کو نسلوں کے دفاتر BHUs میں جو میدیکل آفیسر کی رہائش ہے وہاں بننے ہوئے ہیں لہذا ان حالات میں یہ کیسے کما جا سکتا ہے کہ پنجاب کے ہر غریب کو صحت کی سولت میر آگئی ہے۔

جناب والا! انہوں نے good governance کا کہا ہے تو منڈی بہاؤ الدین آپ، ہی کا علاقہ ہے اور وہاں پر سوں جو نرسوں کے ساتھ سلوک ہوا ہے جس کا ہائیکورٹ نے suo moto نوٹس لیا ہے۔ جب یہ حالات ہوں، جب یہ زیادتیاں ہو رہی ہوں تو غریب عوام کو یہ حکومت کیاری لیف دے سکتے ہیں۔

جناب والا! سڑکوں کے متعلق بھی بہاؤ نگر میں اس حکومت کے دور میں صرف ایک پراجیکٹ پر کام ہوا ہے اور ایک کا وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے improvement and widening of road یہ سڑک 13-10-04 Bahawalnagar to Bhoka Pattan کا

تخمینہ 1.70 بلین روپے ہے لیکن اس کے لئے اس سال 08-2007 کے لئے صرف دس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ ہم اس سڑک کی کب امید کر سکتے ہیں کہ جو ہماری میں سڑک ہے اور پورے پنجاب میں انٹر ہونے کا ہمارے پاس ساہیوال سے بہاؤ لگر ایک ہی راستہ ہے تو یہ وہ سڑک ہے جہاں پر آئے روز ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔

جناب والا! واثر سپلائی کے لئے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ 6۔ ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں تو TMAs کے حالات میں نے بتادیئے ہیں اس میں facts and figures کے ساتھ میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ پچھلے چار سال میں میرے حلقے میں TMAs کے ذریعے سے دس واثر سپلائز بنی ہیں مگر آج تک ایک بوند پانی بھی ان پانپوں میں سے نہیں نکلا جو عوام کو مل سکے۔ اسی طریقے سے ہارون آباد میں سولہ واثر سپلائز بنی ہیں جن پر کثیر رقم خرچ ہوتی ہے لیکن ایک قطرہ پانی بھی ان میں سے آج تک نہیں نکلا۔ البتہ ایک ہارون آباد کی آبادی شاید تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے اس کی 70 ہزار کی آبادی ہے اس کے لئے 29 میں کا ایک پانی کا منصوبہ ہے جو کہ تین سال سے جاری ہے ابھی تک وہ 70 ہزار کی آبادی وہ پانی پینے پر مجبور ہیں جیسا کہ لاہور کا گند میو نسل ویسٹ کا پانی جو گندے نالے سے دریائے راوی میں جاتا ہے، راوی سے بلوکی اور وہاں سے آگے۔ یہ پینے کا پانی جو ڈگی کا پانی ہے جو یہ آبادی پر رہی ہے۔ میں واثر سپلائی کے لئے یہ کہوں گا کہ ابھی آدھا انجینئرنگ کے نگرانے کے پاس آگیا ہے اور پچھے TMAs کے پاس ہے یہ تیز رہا ہے اور نہ بیڑ رہا ہے۔ اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ یہ تو 20/30 واثر سپلائز ہیں یہ سب brackish area کی ہیں جہاں یہ واثر سپلائی دے رہے ہیں۔ جہاں میٹھا پانی ہے وہاں میری تجویز ہے کہ آپ خرچہ کریں سیور تج دیں لیکن وہاں میٹھا پانی ہے وہاں لوگ اپنے پمپ لگا کر پانی اٹھا لیتے ہیں۔ بہاؤ لگر کا جوزیاہ علاقہ brackish ہے، صحراء ہے وہاں پر کڑوا پانی ہے، وہاں کے لوگ یہ پانٹاں اور گردے کی مختلف بیماریوں میں بنتا ہو رہے ہیں تو پینے کے پانی کی سولت ان کو ضرور دینی چاہئے۔ اگر حکومت پنجاب غریب عوام سے مخلص ہے تو میں آج چودھری پروین احمدی صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ اعلان کر دیں کہ پورے پنجاب میں جہاں دیہاتی علاقوں میں واثر سپلائز ہیں ان کے لئے مفت پانی دیا جائے گا تو یہ 500 روپے والی بھیک جو فی خاندان آپ دے رہے ہیں تو یہ رقم ادھر لگادی جائے تو ہر غریب آدمی کو کم از کم مفت پینے کا پانی مل جائے گا لیکن شامد اس حکومت کے نصیب میں نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جب ہماری حکومت آئی تو ہم یہ کر کے دکھائیں گے۔

جناب والا! زراعت کا مکملہ وہ محکمہ ہے جو پنجاب کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس بحث میں

اس محکمہ کی کارکردگی سب سے ناقص ہے پچھلے چار سال سے ہم پیٹ رہے ہیں لیکن کوئی نتیجہ و رائٹ نہیں آئی کوئی کسانوں کو کوئی سمولت نہیں دی گئی۔

جناب والا! ڈیزل دیکھ لیں۔ آپ پانچ فیصد بجلی پر جو سببدی دے رہے ہیں کتنے ٹیوب دیل ہیں جو بجلی پر چل رہے ہیں۔ ڈیزل کتنا مرنگا ہو گیا ہے تو جتنی سببدیز ہیں وہ آپ زراعت میں لا لیں۔
جناب سپیکر: پانچ فیصد نہیں ہے بلکہ 25 فیصد ہے۔

جناب محمد یار موزن کا: 25 فیصد بھی کم ہے۔ فلٹ ریٹ 2/- روپے 25 پیسے، 3/- روپے گا لیں ٹیوب دیل پر فلٹ ریٹ کا مطالباً حکومتی بخوبی کی طرف سے بھی ہورہا ہے اور اپوزیشن کے بخوبی کی طرف سے بھی ہورہا ہے۔ آپ نے چھوٹے کسان کو جو یلیف دینا ہے تو وہ کس مد میں ہے۔ پنجاب کا غریب کسان ہی ہے جو ہر حال میں اور ہر صورت میں آپ کو غلام میا کر رہا ہے، گناہ میا کر رہا ہے اور گنے میں کیا ہوا ہے کہ حکومت کی کمال گئی۔ آپ کا جو کرشنگ سیزن ہے جو 15۔ اکتوبر سے شروع ہوتا ہے اور 15۔ مارچ تک جاتا ہے تو مل آنڑے نے آپ کے کہنے پر حکومت کے کہنے پر ملیں نہیں چلائیں۔ وہ کرشنگ سیزن دو میئن پر لے آئی ہیں تو اس میں کسان کو ہر حالت میں اونے پونے گنادینا پختا ہے یعنی ادھر سے چینی ایکسپورٹ ہو رہی ہے اور ادھر سے امپورٹ ہو رہی ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ پاکستان سے انڈیا میں ایکسپورٹ کی اور سات آٹھ ماہ بعد یہاں crisis پیدا ہو گئے، انہوں نے اپنی چینی underground کر لی تو وہی چینی ہم نے واپس لی تو یہ strategy کیا ہے۔ زراعت پر میں تفصیل سے بات کث مو شنز پر کروں گا۔

جناب سپیکر! اب ایک شاہکار محکمہ اریکلیشنس کا ہے جو بہت بڑا محکمہ ہے اور اس پر بہت سارا روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ 1960 سے پہلے ستھن کا پانی صاف تھا یہ پانی ہمارے head works پر آتا تھا، ہم اس کو لگاتے تھے۔ ہمارے خواب تھے کہ ہمارا جو رقبہ غیر آباد ہے یہ آباد ہو گا، یہاں لوگ بسیں گے اور خوشحالی آئے گی۔ 1960 میں جو Indus Water Treaty ہے یہ تین دریاؤں ستھن، راوی اور بیاس کا پانی ہندوستان کے پاس چلا گیا۔ کل میرے ایک معزز بھائی نے یہاں کالا باغ ڈیم پر بات کی تھی اور وہ پوچھ رہے تھے کہ پیپلز پارٹی کا کیا موقف ہے تو آج میں یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ یہ وہ ڈیم ہے جس کی 1960 Indus Water feasibility میں شامل تھی۔ میں ان بخوبی سے آپ کے توسط سے پوچھتا ہوں کہ یہ کالا باغ ڈیم اس وقت کیوں نہیں بنایا اور تریاکیوں بن گیا۔ اگر یہ بحث چھڑ جائے گی تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ آپ اس پر ایک

دن رکھ لیں ہم یہ ثابت کریں گے کہ تربیلا کیسے بنائیں ابھی کالا باغ ڈیم کے لئے ہمارا پیپلز پارٹی کا یہ موقف ہے کہ ہم آئین پر ایمان رکھنے والے لوگ ہیں کیونکہ آئین ہماری ایک مقدس کتاب ہے جو اس ملک کو چلانے کے لئے بنائی گئی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 153 سے لے کر 155 تک میرے معزز رکن پڑھ لیں تو اس میں Council of Common Interest of Common Interest ہے کہ کوئی نیشنل issue ہے تو اس پر requirement ہے اور اس میں ساروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ اور ہر صوبے سے برابر نمائندگی ہوتی ہے تو جو رپورٹ وہ دیں گے وہی رپورٹ پارلیمنٹ میں جائے گی اور اس کو national consensus کما جائے گا۔ یہ کہتے ہیں کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ سندھ کے چیف منٹر کو منتیں کرتے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی منت کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ آئین پر عمل کریں گے تو سارے مسائل کے اوپر consensus ہی پیدا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: موزکا صاحب ایلیزد منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب محمد یار موزکا: جناب سپیکر! دریائے ستلج کا پانی جو بغلہ سے آنا شروع ہوا، جو رسول سے قادر آباد، قادر آباد سے بلوکی اور بلوکی سے سلیمانی کی میں تو اس پر بڑی رقم خرچ ہوئی ہے۔ بہاو لگر میں فور ڈواہ ڈویشن پر 42 کروڑ روپے، صادقیہ پر 48 کروڑ روپے اور ہاکڑہ پر 52 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ جو ہماری links on ground affect ہیں ان کے اوپر اربوں روپے پچھلے چار سالوں میں خرچ ہوئے ہیں۔ اس کا sanctioned ہوا ہے کہ ہمارا خیال تھا کہ اس سے ہمارے پانی میں بہتری آئے گی۔ ہمارے ضلع بہاو لگر کا جو water ہے وہ 9127 کیوں سک تھا، اس پر جو ساری محنت ہوئی ہے یا جو پلیں کشادہ کی گئی ہیں تو دوسال سے ہمارا sanctioned water الاؤنس ہے وہ 10900 کیوں سک ہو گیا ہے۔ اس میں صادقیہ کینال کا 6400 کیوں سک سے بڑھا کر 6900 کیوں سک اور فور ڈواہ کا 3400 سے چار ہزار کیوں سک کر دیا گیا ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ پچھلے annual closure میں حکومت پنجاب کی طرف سے یہاں سے ایک نیا محکمہ جسے Punjab Monitoring and Implementation Unit (PMIU) کہتے ہیں، جس کے لئے کروڑوں روپے بجٹ میں رکھے ہیں، محکمہ نمودار ہوا۔ ہماری یہ نسیں 1914 سے ڈیزاں ہوئی تھیں انگریز کے وقت ان gauges پر لگی تھیں۔

جناب والا! میں ایک مثال دے رہا ہوں کہ ہماری 360 کیوں سک کی جو نر ہے اس پر جب full platen ہمیں دی جاتی تھی تو ڈیریٹ فٹ پانی اس سے نیچے ہوتا تھا۔ PMIU ادارہ جب گیا ہے تو انہوں نے کہا کہ gauges غلط ہیں، ڈسچارج پیپر غلط ہے تو انہوں نے اڑھائی فٹ gauge نیچے کر دی اور پانی ہمارا بڑھا کر 207 سے 351 کر دیا گیا۔

جناب والا! کیا وہ کیوں سکس چھوٹے ہو گئے ہیں یا کوئی اور شاہکار ہے تو انہوں نے ہمارے ہاکڑہ ڈویشن اور نور ڈواہ کے تمام موگے اوپنچے کر دیئے کہ ٹیل کو پانی دینا ہے اور یہ وارہ بندی ختم کرنی ہے۔ ہماری وہ امیدیں کہ ہم نے رقبے آباد کریں گے، یہاں غریب کوفائدہ ملے گا اور روزگار ملے گا۔ جب پانی چھوڑا گیا تو 351 کیوں سک کے against 200 کیوں سک چھوڑا گیا تو ہمارے دو ڈیزائنوں میں ہزاروں موگوں میں پانی جانشیں رہا تھا اور ٹیلیں flood ہو گئیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس طرح کی workmanship اور انجینئرنگ ہے۔ میرے بھائی عبداللہ ویں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کی نسرا پر بھی ایسا ہوا تو کئے موگے ٹیک نہیں ہوئے جوانہ میں چاہیں تھے۔ وہاں رد عمل یہ ہوا کہ 80 لوگوں نے موگے توڑ دیئے لیکن ہم law abiding ہوں گے میں آپ نیچے کر لیں۔ پہلے پانچ لاکھ روپے گھنے اور پر کرنے کے لئے خرچ کئے اور پھر اس کو نیچے کیا لیکن پانی اتنا ہی تھا کہ ٹیلیں تر گئیں اور ٹوٹ گئیں۔ لوگ Flood کی وجہ سے پھر بد دعائیں دینے لگ گئے کہ ہم ڈوب رہے ہیں۔ یہ تین دفعہ وہ موگے adjust کر کچے ہیں، میں یہ پوچھتا ہوں کہ انجینئرنگ کا کس طرح کاشاہکار ہے۔ انجینئر تو وہ ہوتا ہے جسے پتا ہو کہ اتنا پانی آ رہا ہے اور اتنا پانی ٹیل پر جانا ہے۔

جناب والا! جب PTV پر دیکھتے ہیں کہ "نر دے اتے حکومت نے کپیو ٹر بٹھادتا اے" میں کہتا ہوں کہ چودھری پرویزالی خود بیٹھ جائیں یا کسی اور کو بٹھا دیں لیکن ہمارا جو حق ہے ہمیں وہ تو ملنا چاہئے۔ ضلع ہماولنگر میں ربع میں اگر ہماری گندم کو ایک سے دو پانی بھی لگے ہوئے ہوں تو ہمارا سے کوئی بھی ہماولنگر کا نمائندہ اٹھ کر کہہ دے کہ لگا ہے لیکن لوگوں نے کڑوے پانی ٹیوب ویل سے لگائے اور اللہ تعالیٰ نے موقع پر بارش دی لیکن حقیقت میں ایک سے دو پانی سے اوپر گندم کو نہیں لگا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ utilization کیا ہو رہی ہے اور اتنے بجٹ کو ہم کیا کریں۔

بے شک آپ وانا کی وجہ سے لے لیں، افغانستان کی وجہ سے لے لیں، دہشت گردی کی وجہ سے پیسے آ جائیں ہمیں کوئی غرض نہیں ہے، چاہے اللہ رحم کرے آپ ڈاکٹر قدری کا سودا کر لیں اور میں مانتا ہوں کہ ان کے پاس

بڑا پیسا ہے لیکن دیکھیں کہ اس کا impact غریبوں پر کیا ہو رہا ہے، کیا آپ ان کو بھکاری بنانے جا رہے ہیں؟ جناب والا! محکمہ تعلیم کی کئی لوگوں نے تعریفیں کی ہیں لیکن میں صرف اپنے ضمیر کے مطابق بات کروں گا۔ میں خوشامد نہیں کر رہا، ان چار سالوں میں آپ کا conduct بہترین رہا ہے، آپ نے اپوزیشن کو بھی ٹائم دیا ہے لیکن ایک دو دفعہ آپ تھوڑا سا غرضے میں بھی آئے ہیں لیکن کوئی بات نہیں، پانچ سال میں ایسا ہو جاتا ہے۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور سلام کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شایدینہ اسد صاحبہ!

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی تقریر کرچکی ہیں کسی اور کو بھی بات کرنے دیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اپنے چھلے تین دن سے اس ہاؤس میں اپوزیشن یہ کہہ رہی ہے کہ یہ 3 کھرب سے زیادہ کا جو بجٹ ہے اس کے اثرات غریب عوام تک نہیں پہنچیں گے لیکن کل ایک بڑا افسوسناک واقعہ ہوا کہ پولیس کے لئے 29۔ ارب روپے کا جو بجٹ رکھا گیا ہے اس کے اثرات بھی پولیس کا غلط طبقہ جو کا نشیل کی سطح کا ہے اس تک نہیں پہنچیں ہیں۔ ایک کا نشیل جو پنجاب پولیس سے تعلق رکھتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب پولیس کا بجٹ جو 29۔ ارب روپے ہے تو میری آپ کی وساطت سے اس محکمہ سے گزارش ہے کہ جو صرف آئی جی، ڈی آئی جی حضرات کی عیاشیوں، گاڑیوں اور ان کے لئے تلوں پر خرچ ہوتا ہے اگر اس کی بجائے یہ 29۔ ارب روپے کے اثرات کا نشیل بولوں تک بھی پہنچیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس فورس میں ڈسپلن بھی آئے گا اور اس کی کارکردگی بھی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، گورنمنٹ سن رہی ہے۔

سید احسان اللہ وقاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! چلنے دیں کیونکہ ابھی کافی مقررین بولنے والے ہیں۔ آپ نے اپنی بجٹ تقریر کر لی ہے، کافی ٹائم دیا گیا تھا۔

سید احسان اللہ وقار ص: جناب سپیکر! وفاتی وزیر خزانہ عمر ایوب صاحب کا یہ بیان آیا تھا کہ قومی اسمبلی میں حکومتی اور اپوزیشن ارکان نے بجٹ میں سے 91 تجویزی ہیں ان میں سے ہم نے 51 قبول کر لی ہیں اور ان کو ایڈ جسٹ کر لیا ہے۔ میں اپنے وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو تجویزی ہیں ان میں سے بھی کوئی مرتبہ کریں اور قبول فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ نوٹ کر رہے ہیں۔ جی، محترمہ شایئنے اسد صاحبہ!

محترمہ شایئنے اسد: جناب سپیکر! میں چند اشعار کے ساتھ آغاز کروں گی

جب راج تمہارا اپنا تھا جب تیرے وارے نیارے تھے
اس وقت تمہارے ہی ہاتھوں مرتبے جموروں بے چارے تھے
لیڈر بننے کی خاطر ، پرنسٹ کے بھارتے دھارے تھے
کرتے ذخیرہ اندوڑی تم اور سملگروں کے سارے تھے
اب قوم سے اٹھ کر کہتے ہو ہم تو صرف تمہارے تھے
چپ ہی رہو سب دیکھ چکے وہ تیر جو تم نے مارے تھے
(نعرہ ہائے حسین)

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ ہمارا موجودہ بجٹ ایک تاریخ ساز موقع پر ایوان میں آیا ہے کیونکہ پانچ سالہ tenure پارلیمانی اسمبلی میں اپنی آئینی مدت کو مکمل کیا ہے۔ اس موقع پر میں اپنے سارے ارکین کو مبارکباد دیتی ہوں اور آپ کو بھی مبارکباد دیتی ہوں کہ آپ نے ہمارے ساتھ اور ہم نے آپ کے ساتھ بت اچھا وقت بر سر کیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ موجودہ بجٹ جو ہے وہ پچھلے بجٹ کا جو ہم نے چار سالہ اپنے دور حکومت میں دیا اس کا تواتر ہے۔ ہمارا موجودہ بجٹ جو ہے یہ 2020 vision وزیر اعلیٰ کا ایک پرتو ہے اور ساڑھے چار سال کی جو ہماری کارکردگی ہے وہ اس بجٹ میں بہت نمایاں ہو کر سامنے آئی ہے۔

جناب سپیکر! آج یہ کہتے ہوئے مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ پنجاب کا ترقیاتی بجٹ 2002 کے بجٹ سے کہیں زیادہ ہے۔ ساڑھے چار سال کے مختصر عرصے میں اتنی بڑی کامیابی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پنجاب میں گزشتہ ساڑھے چار سال میں امن اور ترقی کا ایک مثالی دور رہا ہے۔ اس سال صوبے میں 58 لاکھ 32 ہزار افراد کو روزگار ملا کیونکہ یہ مسئلہ جو بے روزگاری کا تھا وہ نہیں ورثے میں ملا۔ اپوزیشن کے ساتھی جب

کھڑے ہو کر تنقید کرتے ہیں تو وہ بھول جاتے ہیں کہ ماضی میں جب ان کا دور حکومت تھا تو انہوں نے لوگوں کے لئے کیا کیا۔ کیا سوتیں دیں، جو بے روزگار نوجوان تھے ان کو کیا دیا اور کیا روزگار کے لئے کوئی منصوبہ سازی کی۔ آج ہم فخر سے یہ کہتے ہیں کہ موجودہ حکومت کی جو قیادت ہے چودھری پرویزا! جب انہوں نے آکر اپنی حکومت سنبھالی تو ان کے پاس منصوبے تھے اس لئے کہ وہ grass root level سے اوپر آئے اور اس منصب جلید تک پہنچے اور ان کے پاس ایک پوری منصوبہ سازی تھی کہ کس طرح میں نے ان مسائل کو دور کرنا ہے جو کہ عوام کو درپیش ہیں۔

جناب سپیکر! منگانی، بے روزگاری اور امن و امان کی صورتحال کے بارے میں لوگ باتیں کرتے ہیں، میں اس کے جواب میں کہوں گی کہ ہماری حکومت نے خصوصاً پودھری پرویزا! نے بے روزگاری کو اس کا سب سے بڑا حد فراہدیا۔ کیونکہ بے روزگاری ہی وہ چیز ہوتی ہے جو انسان کو بدی کی طرف راغب کرتی ہے، برائیوں کی طرف لے کر جاتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے ایک بہت بڑا پلان دیا۔ انہوں نے صنعتی زون بنائے، ہائی رائز بلڈنگز کا قیام اور بیروفی سرمایہ کاری کو پنجاب میں ترویج دی۔ یہ وہ منصوبے ہیں جو وقت کے ساتھ ہماری عوام کے لئے ایک بہت بڑا اثاثہ اور ہمارے نوجوانوں کے لئے روزگار کا بہت بڑا اثاثہ ثابت ہوں گے۔

جناب سپیکر! شرح خواندگی جو 47 فیصد تھی اب 62 فیصد ہو گئی اور ہائی ایجوجو کیشن میں 0.78 فیصد تھی وہ 0.93 فیصد ہو گئی۔ (نفرہ ہائے تحسین)

تعلیم اور غریب کی مدد پر موجودہ دور حکومت میں خصوصی توجہ رکھی گئی۔ گزشتہ سال دو کروڑ میں لاکھ طلبہ کو مفت کتابیں فراہم کی گئیں۔ 15 اضلاع میں 11 لاکھ طالبات کو 3۔ ارب 64 کروڑ روپے سے زائد وظیفے دیئے گئے، 63 ہزار سے زیادہ سکولوں کو 19۔ ارب روپے کی لگات سے سوتیں میاکی گئیں۔ 50 ہزار سے زیادہ اساتذہ کی بھرتی کی گئی اور موجودہ مالی سال میں 25 ہزار سے زائد اساتذہ کو مزید بھرتی کیا جائے گا۔ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے موقع پر ذاتی گھر میاکرنا یہ ہماری حکومت کا اولین issue کھاہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ماضی میں حکومتوں نے روٹی، کپڑا اور مکان کے بلند و باتنگ نعرے بلند کئے مگر آج تک عوام انہی نعروں کے جھونکے میں چند لوگ جورہ گئے ہیں ان کے ساتھ چل رہے ہیں لیکن ہماری موجودہ حکومت کا یہ بھی کارنامہ ہے کہ انہوں نے جہاں ان نعروں کو عملی جامہ پہنا یا وہاں وہ کوشش کر رہے ہیں کہ لوگوں کو چھٹ میاکی جائے۔ جو وہ اپنے گھر کا سپنار کھتے ہیں اسے پورا کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں وہ ملازمین کو

ریٹائرمنٹ کے بعد گھر میا کریں گے اسی طرح کچی آبادی کے مکینوں کو 30۔ نمبر تک مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں گے۔ (نفرہ ہائے تحسین)

اس طرح تین لاکھ ستر ہزار افراد بے گھری اور تکلیف کی زندگی سے نکل کر ان لوگوں میں شامل ہو جائیں گے جو اپنے گھروں میں رہتے تھے۔

جناب سپیکر! یہ کریڈٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ میں اپنے بھائیوں اور بھنوں سے پوچھتی ہوں کہ جب آپ کھڑے ہو کر پوچھتے ہیں کہ موجودہ حکومت نے کیا کیا؟ تو یہ جو facts and figures آپ کے سامنے آئے ہیں ان میں رتنی بھر بھی کوئی چیز کردار نہیں تو میں خود ان کے ساتھ کھڑی ہوں اور میں دیکھوں گی کہ وہ کس طرح چیز کرتے ہیں۔ (نفرہ ہائے تحسین)

چودھری پرویز اللہی کا دور حکومت ترقی اور روزگار کی ترقی کا دور حکومت ہے۔ چونکہ چودھری پرویز اللہی خود گراس روٹ سے اس منصب جلیلہ تک آئے ہیں اس لئے وہ تمام مسائل سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ انہوں نے ہر شعبے کے لئے حقیقت پسندانہ پروگرام دیا جس میں انہوں نے تیزی سے عمل شروع کیا اور جس کے نتائج سے آج ہم فیض یاب ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم پھیلانے میں انہیں دنیا بھر سے داد ملی۔ میں سمجھتی ہوں کہ "پڑھ لکھ پنجاب" کا وہ منصوبہ جو اس پنجاب میں شروع ہوا لیکن پاکستان سے نکل کر اس کی آواز پوری دنیا تک پہنچی اور امریکہ سمیت اس کو ہر جگہ سے داد تحسین ملی۔ چائنا اور دیگر بہت سے ممالک میں پڑھ لکھ پنجاب کے منصوبے سے استفادہ کیا گیا اور یہ کریڈٹ ہماری حکومت ہی کو جاتا ہے کہ انہوں نے تعلیم کی طرف بھر پور توجہ دی۔

جناب سپیکر! چودھری پرویز اللہی صاحب نے صحت کے شعبے میں انقلابی اقدامات کئے۔ انہوں نے فری ایر جنسی سروس کے ساتھ عام آدمی کے لئے ہسپتا لوں میں حالات بہتر کئے۔ شروں میں فائر بریگیڈ اور ہنگامی قانونی امداد کے مرکز بنائے۔ ایک بولینس سروس کو بین الاقوامی سروس کے ساتھ ملا دیا۔ اس سلسلے میں جدید ترین گاڑیاں 1122 Rescue میا کی گئیں۔ جن میں فوری طبی امداد کا انتظام موجود ہے۔ ٹرینک وارڈن کا نظام رائج ہو اور شاہراہوں پر نئی پولیس چوکیاں قائم ہوئیں تاکہ امن و امان کے قیام کو یقینی بنایا جاسکے اور ٹرینک کے بماو کو بہتر طریقے سے کنٹرول کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! چودھری پرویز الی صاحب وہ واحد وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں جنہوں نے ماحولیاتی آلوڈگی کے خاتمہ کے لئے سنجیدہ کوششیں کیں۔ ماضی میں بہت سی حکومتوں کے سامنے یہ مسئلہ آیا تھا اسکے لئے اس سے مجرمانہ غفلت کی۔ میں اپنی موجودہ حکومت کو اس بارے میں مبارکباد دیتی ہوں کہ جنہوں نے ماحولیاتی آلوڈگی پر قابو پانے کے لئے CNG ٹرانسپورٹ کے فروغ کے لئے کوشش کی اور 2 سڑک رکشوں اور اس کے علاوہ دیگر ٹرانسپورٹ کے replacing ماحول دوست اور انسان دوست اقدامات کئے۔ میں اس موقع پر اپنی حکومت سے درخواست کروں گی کہ وہ ماحولیاتی آلوڈگی کے خاتمہ کے لئے اپنے وسائل کو مزید بروئے کار لائے۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں غربت کی سب سے نچلی سطح پر زندگی گزارنے والے غریب خاندانوں کی مالی امداد کا پروگرام پنجاب کی کسی بھی حکومت کی پہلی کوشش ہے جو کہ خراج تحسین مانگتی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ کسی لیڈر کا عوام کے لئے ایسا قدم ہے جو ان کی غربت کو دور کرنے کے لئے اور ان کی مالی امداد کا عملی قدم ہے اس مقصد کے لئے چودھری پرویز الی نے 2 ارب روپے مختص کئے اور یہ پہلا مرحلہ ہے کہ جب 500 روپے غربت کی نچلی سطح کی زندگی گزارنے والے لوگوں کو دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ دوسرے مرحلے میں وہ ایسا پروگرام ان لوگوں کے لئے لارہے ہیں کہ ان کو روزگار مہیا کیا جائے، انہیں ہنزہ مند بنایا جائے اور انہیں دوکنال کے پلات دیئے جائیں جہاں پر gardening کریں اور اپنی مدد آپ کے تحت وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ اس طرح کل اس مدت میں 4 ارب روپے کی خطریر رقم رکھی گئی۔

جناب سپیکر! چودھری پرویز الی یوں توہر شعبے میں ترقیاتی کام کر رہے ہیں لیکن انسانی خدمت کے جو راستے انہوں نے نکالے ہیں، ان کی طرف آج تک کسی نے توجہ نہیں کی۔ میں اس موقع پر چودھری پرویز الی صاحب کو آپ کے توسط سے مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع دیا کہ وہ صوبے کے انتظامی غریب عوام کی اپنی دیرینہ خواہش کے مطابق خدمت کا عظیم منصوبہ شروع کر سکیں۔ میں آخر میں یہی کہوں گی کہ پنجاب کے اس بجٹ میں زندگی کے کسی شعبے کو نظر انداز نہیں کیا گیا نیز یہ کہ ہر شعبہ زندگی میں تعمیر و ترقی کی رفتار تیز تر کرنے کے لئے بھرپور اقدامات اور وسائل کی فراہمی کا اہتمام کیا گیا ہے جو کہ مرکزاً اور صوبوں کی بہترین پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ اس سال مجموعی پیداوار میں حقیقی اضافے کی شرح ہدف سے بڑھ کر ہے۔ بہت شکریہ محترمہ عظمی زاہد بخاری: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظیمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں صرف ایک نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ محترمہ جس مثالی امن کا ذکر کر رہی تھیں تو اس کا نمونہ خود ان کا گھر ہے کہ جو باقی وزیروں کے ساتھ چار سال میں ہواتو میں اس کا ذکر نہیں کرتی لیکن محترمہ کے گھر پر دو دفعہ ڈکیتی اسی دور حکومت میں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بتتا۔ جی، محترمہ طاعت یعقوب صاحب!

محترمہ طاعت یعقوب: شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب بجٹ 08-2007 حکومت کی طرف سے اس کا اعلان اور اس پر بحث جاری ہے۔ یہ بجٹ ایک سالانہ رسم ہے اور اس کا مقصد خانہ پری کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ملک کی 74 فیصد آبادی کی یومیہ اجرت دو ڈالر ہے جبکہ دعویٰ یہ کیا جا رہا ہے کہ فی کس آمدنی 925 ڈالر ہے۔ یہ فی کس آمدنی کا فارمولہ بھی عجیب چیز ہے۔ یہ بھی ولڈ بنک کا تحفہ ہے اور اس میں قومی مجموعی آمدنی کی آبادی پر اگر تقسیم کیا جائے اور اوسط نکالی جائے تو ایک شخص کی تھواہ 4 لاکھ، دوسرا کی ایک لاکھ اور تیسرا کی 50 ہزار روپے اور عام شری کی 4600 روپے اور جب ان کو جمع کریں تو کل رقم 555 لاکھ/- 4600 روپے بنتی ہے اور اس کو چار پر تقسیم کریں تو فی کس 138,650 روپے ہو گی۔ یہ ہے اوسط آمدنی کا ذریعہ۔ حکمرانوں کی زبان سے سنتے رہتے ہیں جبکہ حقیقت اس کے بالکل بر عکس ہے۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ پنجاب نے اپنی تقریب میں فرمایا ہے کہ حکومت کے کارناموں کو سنسرے حروف میں لکھا جائے گا جس کا سراج محل مشرف صاحب، شوکت عزیز وزیر اعظم پاکستان، وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الی کے سر پر باندھا جائے گا۔ پنجاب حکومت کی پالیسی کے چار بنیادی مقاصد objects اور core objectives کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں۔ آج میں ان چار بنیادی مقاصد چار علاقائی تغیریں کے خاتمہ پر بات کروں گی۔

جناب سپیکر! سال پہلے پاکستان کی فی کس اوسط آمدنی 586 یا اس ڈالر سالانہ تھی اب یہ بڑھ کر 925 یا اس ڈالر ہو گئی ہے۔ ترقی کی رفتار بدستور قائم رہی تو بہت جلد وطن عزیز غربی کا طوق گلے سے اتار پھینکنے گا اور اس کا شمار کھاتے پیٹے ملکوں میں ہونے لگے گا۔ سرکار نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے غریب نواز حکومت عملی کے

طفیل ایک کروڑ 30 لاکھ افراد خط افلاس سے اوپر آگئے ہیں۔ پہلے ایک تھائی آبادی افلاس کا شکار تھی اور اب ہر چوتھا شخص مغلس ہے۔ اس دوران ایک کروڑ سے زائد روزگار کے نئے موقع پیدا ہوئے ہیں جن سے بے روزگاری کی لعنت ختم ہوئی۔ مشکل یہ ہے کہ عام آدمی کو یہ حسین تصویر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آتا کہ خوش حالی کا اتنا بڑا سیلا ب کیسے گزر گیا؟ اس کی خبر کیوں نہ ہوئی اور اس وقت مہگانی، بد امنی اور لوٹ کھسوٹ بڑھتی جا رہی ہے۔ غریب ظلم کی چکی میں پستے چلے آ رہے ہیں بقول وزیر خزانہ صاحب کہ عوام بیرونی و روزگاری اور منگانی سے تنگ نہیں۔ ہم نے صوبے سے غربت کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس کا جواب تاریخ سے دیا جاسکتا ہے۔ انقلاب فرانس سے پہلے جب بھوکوں کا نعرہ لگتا، جلوس محل کے نیچے سے گزرتا تو ملک نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا مانگتے ہیں تو جواب ملا کہ روٹی مانگتے ہیں۔ ملک نے جواب دیا کہ یہ کیک کیوں نہیں کھاتے۔

میرا دوسرا پاؤ ایجنسی خدمات یعنی عوام کو سمویات کی فراہمی ہے۔ سولتوں میں سب سے پہلی گلگور نس اور لاءِ اینڈ آرڈر کی سولتیں میر آنی تھیں جس کی ایک مثال آپ کے سامنے ہے کہ لاہور کا دل شادمان جس سے چند فرلانگ دور گورنر اور وزیر اعلیٰ قیام پذیر ہیں۔ ایک طرف انصاف کی سب سے بڑی کرسی پر بیٹھے چیف جسٹس پنجاب اور جسٹس صاحبان رہائش پذیر ہیں اور دوسری طرف سب سے بڑی انتظامیہ کے افسران چیف سیکرٹری، آئی جی، ڈی آئی جی اور ایس پی رہائش پذیر ہیں۔ ایک دن اسی شادمان میں اولاد آدم کا جنازہ اپنے دوست احباب کے کندھوں پر آخری منزل کی طرف گامزن تھا کہ اچانک گاڑیوں میں سوار جن کے ہاتھوں میں کلاشکوف تھیں جنے کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ کلاشکوف کے چند برست مارے اور میت کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ قریبی لو احتیں کے علاوہ تمام لوگ جان بچا کر بھاگے۔ میت کو قبضے میں لینے والے لوگوں نے اعلان کیا کہ مرنے والے نے ہم سے سود پر پیسے لئے تھے اور ہماری کچھ رقم اس کی طرف بمقایہ ہے اور جب تک ہماری رقم نہیں ملتی ہم اس میت کو آنکھوں تکیر غمال بنائے رکھیں گے۔ ایک اور اس کی مثال آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں کہ کوٹ لکھپت جیل میں پیپلز پارٹی کے جیالے اور میرے بھائی سرمد منصور کی موت بھی عوام کو سولتوں کی فراہمی کی نشاندہ ہی ہے۔

تیسرا نمبر پر اقتصادی ترقی کی طرف آتی ہوں کہ موجودہ ترقی کے دور میں جب حکومت ہر طرف خوش حالی کے دعوے کرتی ہے تو اس کی ایک مثال جس سے ہر درد مند شہری کا نپ اٹھا ہو گا۔ اس پر بھی حکمرانوں کی نظر کیوں نہ گئی۔ جب ایک چالیس سالہ خالتوں جس کے پہلے چھ بچے اور ایک بچ کی پیدائش ہوئے والی تھی تین لاکھ میں فروخت کرنے پر مجبور ہو گئی کیونکہ وہ اپنے بچوں کو روٹی کپڑا پورا نہیں کر سکتی تھی اور اس کا

شوہر جو کامز دور تھا وہ روزانہ 150 روپے کرتا تھا۔ daily wages

جناب سپیکر! میں ایک اور مزدور کی مثال دیتی ہوں جو سارے کنبے کی کھالٹ کرتا ہے جس دن اس کو کام مل گیا تو سکھ کا سانس لیا غروب آفتاب تک 200 روپے تک اجرت مل جائے تو خوشی کی بات ہے۔ اجرت کا کوئی سوال نہ کوئی بیم پالیسی اس کا سمارا ہے۔ روزانہ کی بیناد پر مزدوری کرنے والے کے کوئی حقوق ہوتے ہیں اور نہ رعایت، رحم و کرم کے سمارے زندگی گزار دیتا ہے ایک ماہ کے اندر اس کی اوسطاً مزدوری پندرہ یا بیس دن تک مختص ہوتی ہے۔ بجٹ میں ان کا پچھا باؤنٹ علاقائی تفریق کا خاتمہ ہے۔

جناب سپیکر! ذات برادری اور علاقائیت کی جتنی بات اس دور حکومت میں ہوئی اس کی مثال دور تک نہیں ملتی۔ آج مخصوص ذات کے لوگوں کو ترقی دی جا رہی ہے، مختلف حیلوں بہنوں سے نواز اجرا ہے، خاص علاقے کے لوگوں کو نوکریاں دی جا رہی ہیں غریب آدمی کا کوئی پر سان حال نہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ بات سب کے سامنے کوں گی کہ آج دنیا کی نظریں پاکستان کے سولہ کروڑ عوام پر ہیں۔ ان کی نظریں چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس افتخار محمد چودھری پر لگی ہوئی ہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج اس ملک کے چیف جسٹس جو عوام کو انصاف میا کرتے تھے وہ آج خود انصاف کے طلبگار ہیں۔

جناب سپیکر! جی، تشریف رکھیں۔ محترمہ روینہ سلسلہ صاحبہ! تشریف نہیں رکھتی۔ اگلی مرر محترمہ ماہراجہ ترین!

محترمہ ماہراجہ ترین: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! جمورویت، ڈولیپمنٹ، پر اگر میں اور prosperity ان چیزوں کے fundamental اصولوں میں سب سے اہم چیز کسی بھی قوم کا، کسی بھی ملک کا ان کی لیدر شپ کا وژن اور ان کی پالیسیاں ہوتی ہیں اور دوسرا ان کی عوام کا resolve towards progress and firm resolve prosperity.

جناب سپیکر! جب اس حوالے سے ہم بات کرتے ہیں اور اس حوالے سے جب دیکھتے ہیں تو میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں صدر پر وزیر مشرف کے enlightened, progressive yet moderate وژن کو کہ جس کے تحت جس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آج پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے پانچواں بجٹ پیش کیا۔ یہ بجٹ نہ صرف socio economic development کا حامل ہے بلکہ جب میں

بات کرتی ہوں حکومت کی کامیابی کی تو اس میں سب سے اہم چیز جس کو انٹرنیشنل میڈیا نے، انٹرنیشنل اکاؤنٹسٹ نے سراہا ہے وہ سب سے اہم چیز گذگور نہیں ہے اور وہ fundamental concepts ہے۔

جناب سپیکر! Rule of Democracy یہ کہتا ہے کہ جب تک گراس روٹ یول تک جموریت بحال نہ ہو، جب تک آپ کو جموروی اور اول کا تحفظ فراہم نہ ہو آپ جمورویت بحال نہیں کر سکتے۔ جب ہم اس تناظر میں بات کرتے ہیں تو یقیناً سارے اکریڈٹ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت اور جزل پرو یز مشرف کی پالیسیز کو جاتا ہے کہ انہوں نے نہ صرف ایک بار بلکہ دوبار basic democracies کے نظام کو ہمارا پہنچنے کا موقع دیا۔ جب ہم بات کرتے ہیں good governance کی تو اس کی سب سے اہم اکائی جو human development, human resource کو develop کرنے کے لئے سب سے زیاد allocation اور کوششیں موجودہ حکومت کے دور میں ہوئیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں socio economic progress کی تو آپ دیکھیں کہ یہ میرا ہی پنجاب تھا کہ جس کے عوام، جس کی بیوہ، جس کی یتیم بچیاں، جس کے بوڑھے، جس کے بزرگ، جس کے بچے ہستا لوں میں جاتے تو چہ لیکن وہاں دوائیوں کی جگہ دھلان کے نصیب میں تھے۔ یہ آج وہی پنجاب ہے جس میں اس وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الی کی کوششوں اور شب دروز کی محنت سے نہ صرف بچت tipple ہوا ہے بلکہ ایک جنسی سروس میں انہی غریبوں کو مفت علاج نصیب ہوا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صحت کے بحث میں 6- ارب کی خطریر رقم 51 فیصد کا increase کا میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ مااضی میں کسی حکومت نے اس شعبے میں اتنی توجہ نہیں دی۔ صرف ہمیتھ کے شعبے کی بات نہیں ہے بلکہ میں سمجھتی ہوں کہ حقیقت کچھ اس طرح سے ہے کہ جب ہم بات کرتے ہیں غربت اور بے روزگاری کی تو یک کیا ہے تو صدر پرو یز مشرف کی poverty alleviation policy کیا ہے۔

جناب سپیکر! vicious circle of poverty غربت اور جمالت کا چوپی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ تک غربت کو مٹا نہیں سکتے جب تک غریب کی قسم میں تعلیم کا زیور نہیں لکھتے۔ میرا یہ یقین قوی ایمان ہے کہ جب تک پرائمری تعلیم کو فوکس نہ کیا جائے تب تک ترقی کی راہ پر کوئی ملک بھی گامزن نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے کو موجودہ حکومت نے نہایت اہمیت دی ہے۔ اگر آپ حالات کا جائزہ

لیں تو facts & figures یہ کہتے ہیں کہ یہی میرا پنجاب تھا جس میں 47% literacy rate تھا اور آج یہی پنجاب ہے جس میں 62% literacy rate ہے۔ یہ وہی پنجاب تھا جس کے بچوں کی قسمت میں کلاس روم کی تاریکیاں تو لکھی تھیں لیکن مفت کرتا ہیں نہیں لکھی ہوئی تھیں۔ یہ وہی پنجاب ہے کہ جس میں 2002 سے پہلے 45% enrollment تھی لیکن آج یہ وہی پنجاب ہے جو ”پڑھا لکھا پنجاب“ ہے یہ نہ صرف ہم کہتے ہیں بلکہ international educationists کے سکولوں میں 70% enrollment سے زیادہ تھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات صرف تعلیم اور صحت کے شعبوں تک نہیں رہ جاتی بلکہ جب ہم بات کرتے ہیں development, progress اور prosperity کی تو یہاں پر اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے معزز اراکین نے فرمایا کہ غریب کے لئے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ یقیناً غریب کے لئے مااضی میں کچھ نہیں کیا گیا لیکن میرا تعلق نہیں تھا یہ پہمانہ اور غربت میں دھنے ہوئے علاقے ضلع چکوال سے ہے اور آج آپ وہاں جا کر دیکھیں کہ چوڑا سیدن شاہ کی تحصیل اور کلر کمار کی تحصیل کے سلسلہ پر کوئون ویلی کے سینے کو چیرتی ہوئی تین سیمٹ فیکٹریاں گلی ہیں اور یہ اسی حکومت کا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر! investor تو بھاگ جاتا تھا لیکن پنجاب کی حکومت کی poverty reduction investment strategy کو دیکھتے ہوئے investor کیا مانگتا ہے اپنے پیسے کا تحفظ مانگتا ہے اور جب اس حکومت نے for development international/global partnership کی پالیسیز کو منظر رکھتے ہوئے ایسے اقدامات کئے کہ آئی تو میرے investment آئی تو میرے علاقے میں خوشحالی آئی۔ اب میرے اپنے علاقے سے حق نمائندگی کا پورا حق ادا نہیں ہوتا جب تک کہ میں چند تجویز نہ دے سکوں۔

جناب سپیکر! فیکٹریاں تو لگ گئی ہیں، کام کر رہی ہیں لیکن میری یہاں یہ گزارش ہے، میری خواہش تھی کہ انڈسٹریز کے منسٹر یہاں تشریف فرمائے ہوئے لیکن اب میری آپ کی وساطت سے فانس منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہو گئی کہ employment کے حوالے سے کچھ ایسی پالیسیاں مرتب کی جائیں کیونکہ گورنمنٹ کا یہ ٹارگٹ رہا ہے اور ماشاء اللہ اسے achieve بھی کیا گیا ہے کہ سماں ہے چودہ لاکھ سالانہ employment کے موقع فراہم کئے گئے ہیں جو کہ نہایت ہی قابل تعریف قدم ہے لیکن جب میں اپنے علاقے میں ان فیکٹریز کی بات کرتی ہوں تو میں ان سے یہ چاہتی ہوں کہ یہ اس پالیسی کا launch کریں کہ پہلا حق میرے ضلع چکوال کے ان غریب اور پے ہوئے 12 لاکھ عوام کا ہے۔ وہ پالیسی ان کو ان پر impose کرنی چاہئے کہ

سب سے پہلے چکوال کے لوگوں کا یہ حق ہے، خواہ جتنی بھی ان کی تعلیم ہے، خواہ جیسا بھی ان کا کیدڑہ ہے اس کے مطابق میری اس معزز زایوان کی رکن ہونے کے حوالے سے یہ التجاہ ہے کہ خدار! امیری یہ گزارش آپ سنیں اور ان لوگوں کو روزگار کے موقع اپنے گھر پر ہی دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! مصائب اور مجبوریاں توہر علاقے کی ہوتی ہیں، ہمارا علاقہ تھوڑا سا مختلف ہے وہ اس طرح سے کہ یہ غازی اور شہیدوں کی دھرتی ہے۔ جب بھی اس ملک پر آڑا وقت آیا ہے تو میرے چکوال کی عوام نے خون کی ندیاں بہادی ہیں لیکن اپنا قدم پتھھنے نہیں ہٹایا۔ یہ جفاکش لوگ ہیں جو مائنگ کی انڈسٹری سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو اس حوالے سے mineral development کے لئے incentives ہیں۔ پھر جب ہم انفراسٹرکچر ڈیلپمٹ کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر انفراسٹرکچر جو نہ تھا اس میں ترقی ہو رہی ہے، ڈیلپمٹ ہو رہی ہے لیکن ہمارے علاقے کا ایک دیرینہ مطالبہ جو پڑک سرائے سے ایک روڈ کا ہے جو نہ صرف تین یونین کو نسل سے گزر کر جاتی ہے بلکہ وہ دو ضلعوں یعنی چکوال اور جمل کے درمیان رابطہ کا بھی کام کرتی ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ جناب وزیر اعلیٰ نے میری گزارش پر اس کا اعلان بھی کیا تھا، آج منسری اینڈ ڈیلپوڈھری ظسیر الدین تشریف فرمائیں، میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ چکوال سے تحصیل چواء سیدن شاہ کے عوام کی آپ سے التجاہ ہے کہ یہ روڈ جس کا اعلان جناب وزیر اعلیٰ نے کیا تھا اس پر مردانی فرمائیں اور اس پر نڈوز allocation کریں۔ آپ کی بڑی مربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! ترقی اور کامرانی کا یہ دور گزر رہا ہے۔ میرے علاقے کے عوام کی یہ دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر یزید نٹ مشرف کو ترقی اور کامیابی عطا کرے۔ پاکستان مسلم لیگ کو ترقی عطا کرے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایکشن جیت کر پھر آئیں اور پھر اسی طرح بجٹ پیش کریں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ مربانی۔ مراثیاق احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب جاوید اکبر ڈھلوں!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب جمانزیب امیاز گل!۔۔۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ وفاتی وزیر خزانہ اور وزیر خزانہ سندھ نے ملازمین کے سکیلوں کو اپنے بجٹ میں آپ گریڈ کرنے

کا اعلان کیا ہے تو پنجاب کے جو ملازمین ہیں ان کو تشویش اور اضطراب یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ 2007ء میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب بھی کم جولائی سے پنجاب کے ملازمین کے سکیلوں کو اپ گریڈ کرنے کا اعلان کریں گے؟

مراثتیاق احمد: جناب سپیکر! میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، مراثتیاق احمد صاحب!

مراثتیاق احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ ار حمل الرحیم۔ جناب سپیکر! آج اس اسمبلی میں یہ پانچواں بجٹ ہے اور ہر بجٹ میں ہمیں یہ یقین دلایا گیا کہ اس دفعہ اس بجٹ کے بعد عوام کے حالات بدل جائیں گے۔ یہاں پر دودھ کی نریں بہہ جائیں گی لیکن ہم نے یہ دیکھا کہ ہر دفعہ جب بجٹ آیا تو اس کے بعد ان کے جو facts and figures تھے وہ تو آسانوں پر چلے گئے لیکن عام لوگ متاثر ہوتے چلے گئے۔ اگر ان کے جو facts and figures ہیں وہ لوگوں کے ساتھ match نہیں کرتے تو پھر اس بجٹ پر یہ جو نیا بجٹ ہمیں پیش کیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ایکشن کا بجٹ ہے اس پر ہم کیسے یقین کر لیں؟

جناب سپیکر! یہاں پر بات کی گئی کہ ہمارا جو ”پڑھا لکھا پنجاب“ ہے اس کی بات بین الاقوامی طور پر لوگوں نے اپنائی ہے۔ یہاں پر چائنا کی بھی بات کی گئی۔ میں آپ کو یاد کروانا چاہتا ہوں کہ 2004-05ء کے اندر اسی طرح یہاں پر وزیر خزانہ صاحب نے صفحہ نمبر 6 اور پیر انمبر 17 ہے اس کے اندر ایک دعویٰ کیا تھا کہ تعلیم کے شعبہ میں ہمارا ایک اور اہم قدم تعلیمی اداروں کا درجہ بڑھانے ہے اور آئندہ مالی سال میں پرائزی سکولوں کو ڈیل اور ڈیل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے بجٹ میں 2۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آئندہ تین سال کی مدت میں ہم صوبہ کے تمام ڈیل سکولوں کو میٹرک کا درجہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ میں وزیر خزانہ سے پوچھتا ہوں، آج اگر وزیر تعلیم بھی یہاں موجود ہوتے اور ہتر تو یہ تھا کہ وہ ذریعہاں پر موجود ہوتے، کسی ایک سکول کا بھی ہائی یادوسر ادرجہ نہیں بڑھایا گیا۔ کماں گئے یہ 2۔ ارب روپے اور کماں گئے یہ ان کے دعوے؟ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ”پڑھا لکھا پنجاب“ کروڑوں روپے کے اشتہارات دے دیئے گئے لیکن دوسرا طرف ان کا تضاد کیھے کہ تھوڑے دن پہلے آٹھ سکولوں کے بارے میں انھوں نے ان سے ریکارڈ مانگا کہ ان کے assets اور liabilities بتائیں، میں یہ لاہور کی بات کر رہا ہوں، اس کی ایک کاپی جسٹس نسیم حسن شاہ جو حمایت اسلام کے پریزیدنٹ ہیں ان کو دی گئی۔ ایک طرف

تو ہم کہتے ہیں کہ ”پڑھا لکھا پنجاب“ مفت تعلیم اور دیکھنے کے آٹھ سکولوں کو وہ ڈی نیشنل ائرڈر کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے دوسرے سکولوں کا توپتا نہیں، میرا جو حلقة ہے، ہمارے این اے کے اندر صرف دو ہائی سکول ہیں، ایک طرف پنجاب حکومت یہ کہتی ہے کہ ہم مفت تعلیم دیں گے، جب سکول ہی دو ہیں، میں یہ این اے کے حلقت کی بات کر رہا ہوں کہ قومی اسمبلی کے حلقت میں صرف دو سکول ہیں تو کتنے لوگوں کو انہوں نے مفت تعلیم دے دی؟ دوسری طرف ایک سکول جس کی میں بات کرنے جا رہا ہوں، اسلامیہ ہائی سکول ملتان روڈ ہے، اس میں اس وقت دو ہزار بچپڑھتا ہے، میں یہ سوال کرتا ہوں، اب وزیر تعلیم توہماں پر ہیں نہیں، میں یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر انہم یہ سکول takeover کر لے گی تو کیا وہ 7 روپے فیس رکھے گی اور کیا وہ بچوں کو مفت کرتا ہے؟ اگر ایسا ہر گز نہیں تو یہ تضاد ان کے درمیان کیوں ہے؟ دوسری طرفہ مال پر یہ شور چایا جا رہا ہے کہ enrollment میں 70 فیصد اضافہ ہو گیا ہے اگر کارکردگی کی بنیاد پر اس کی improvement ہوئی ہوتی تو پھر میں یہاں پر کہتا ہوں کہ یہاں ہاؤس میں پونے چار سوار کا ہیں مگر ہمارے گورنمنٹ سکولوں میں تعلیم بہتر ہوئی ہوتی تو ہمارے بھی بچے ان میں پڑھتے۔ ہم بھی سب سے پہلے وہاں ان کو داخل کرواتے لیکن ایسا ہر گز نہیں ہے۔ لوگ غربت کی لکیر سے بچے زندگی بسر کر رہے ہیں، وہ اس لئے اپنے بچوں کو گورنمنٹ کے سکولوں میں داخل کروارہے ہیں کہ وہاں پر لوگوں کو فیس دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں اسی لئے enrollment ہوتی جا رہی۔ اگر ان کی کوالٹی کی وجہ سے بڑھ رہی ہوتی۔۔۔

(اذان ظهر)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقت کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کردی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقت کے بعد ملک نزرفید کھوکھر ایک نجکرنگ 35 منٹ پر کرسی صدارت پر ممکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، مر صاحب! آپ شروع کریں۔

مراشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب چیئرمین۔ اب میں نہیں سمجھتا کہ اتنے کم معزز ممبران کی موجودگی میں بھٹ پر بحث کروں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ میں نے جو بات کرنی ہے وہ وزیر خزانہ صاحب کو لکھ کر دے دوں اور وہ اسے دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: لابی اور اسمبلی کے تمام premises میں آپ کی تقریر سنی جائے گی۔

مراثتیاق احمد: ٹھیک ہے۔ جی، بہر حال میں گزارش کر رہا تھا کہ اگر معیار بہتر نہ ہو تو ترقی بھی یقیناً بہتر نہیں ہو سکتی۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ پچھلے بجٹوں کے اندر جتنے دعوے کئے گئے اگر ان میں سے 5 فیصد پر بھی عمل کیا جاتا تو آج یقیناً ہمارے حالات بہتر ہوتے لیکن ہر بجٹ کے اندر ایک ہی بات کی گئی۔ بھی اس کے الفاظ بدلت دیئے گئے کہ جزء پرویز مشرف کی دورانی میں قیادت کے اندر یا اس دفعہ کما گیا کہ مدبرانہ قیادت میں یہ سارا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس گورنمنٹ کا تو یہ پانچواں بجٹ ہے اور ہمارے صدر صاحب کا یہ آٹھواں بجٹ ہے جو امریکہ کے 2 کے برابر ہے اور پاکستان میں تو انہوں نے ویسے ہی 3/4 وزیر اعظم بدلت دیئے ہیں۔ دعوے اتنے ہی کرنے چاہیئے جس پر عمل ہو سکے لیکن گزششہ کسی بھی بجٹ میں جتنی رقوم مختص کی گئیں اسے پوری طرح یہ خرچ ہی نہیں کر پائے۔ اگر کوئی گورنمنٹ پوری رقم خرچ نہیں کر پاتی یا جو خرچ کرتی ہے اس کے براہ راست اثرات عوام تک نہیں پہنچتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یا یہ گورنمنٹ ناہل ہے یا کہیں نہ کہیں کوئی ایسا معاملہ ہے جسے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تعلیم کے اندر جو تعداد ہے ایک طرف تو کتنا ہیں کہ ”پڑھا لکھا پنجاب“ اور مفت تعلیم اور دوسرا طرف لاہور ہی کے اندر جو 8 سکول ڈی نیشنل سکولز کے جا رہے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ کو اس پر سوچنا چاہئے۔ ان میں سے میں نے صرف ایک سکول کی بات کی جو میرے حلقے کے قریب ہے اس میں 2 ہزار بچے پڑھتے ہیں۔ وہ 2 ہزار بچے نہیں بلکہ 2 ہزار خاندان ہیں جو اس وجہ سے پریشان ہیں۔ ان 8 سکولوں کے اندر جو ٹھپر زہیں وہ بھی پریشان ہیں۔ ٹھپر ز پسلے ہی پریشان ہیں تھیوا ہیں ان کی کم ہیں وہ بھی احتجاج پر ہیں تو ہم کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے یہ سارا نظام خراب ہو رہا ہے۔ یہ حکومت تو اس اہل بھی نہیں ہے کیونکہ پچھلے دونوں آٹھویں جماعت کے امتحان کے پر پے leak out ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ کی ناہلی ہے کہ بچے سارا سال پڑھتے رہے پھر آخر میں یہ کہا گیا کہ بغیر امتحان لئے انہیں الگی کلاس میں بڑھا دیا جائے تو گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ اپنے رویے کو ان حالات میں درست کرے اور ان مدبروں سے ہماری جان چھوٹی چاہئے۔

جناب چیئرمین! ہماری گورنمنٹ کا یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ ہر معاملے میں credit خود لینا چاہتے ہیں۔ یہاں اگر زراعت کی فصل اچھی ہو جائے، اب لوڈ ہمی صاحب نہیں ہیں بلکہ وہ یہاں آکر سوئے رہتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ اگر قدرت کی طرف سے فصل اچھی ہو گئی تو اس کا credit بھی گورنمنٹ نے لے لیا۔

بہتر تو یہ ہوتا کہ ہم ریسیرچ کرتے اور پھر ہماری پیداوار بڑھتی پھر تو ہم اس گورنمنٹ کو credit دیتے۔ انگلینڈ اور دوسرے ملکوں کی بات نہیں کرتے اگر ہماری پیداوار اندھیا کے برابر بھی ہوتی تو ہم اپنی گورنمنٹ کو credit دیتے لیکن یہاں پر قدرت نے اگر بارشیں اچھی کر دیں تو اس کا supporting price بھی گورنمنٹ نے لیا۔ اور پر سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے گندم کی supporting price کی دی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر گندم کی price انہوں نے دی ہے تو اس میں گورنمنٹ کا کیا کمال ہے۔ 70 فیصد لوگوں کا زراعت پر انحصار ہے لیکن زیادہ سے زیادہ 50 فیصد لوگ گندم کاشت کرتے ہیں۔ باقی 50 فیصد جو گندم کاشت نہیں کرتے یا جن کا دوسرے پیشوں سے تعلق ہے۔ جب آپ نے قیمت بڑھادی تو دوسرے لوگوں کی جیب سے پیسے نکال کر اگر کسان کو دے دیئے ہیں تو اس میں گورنمنٹ کا کون سا کمال ہے۔ جو لوگ گندم کاشت نہیں کرتے، گورنمنٹ نے ان سے پیسے لے کر کسانوں کو دے دیئے اور گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم نے کاشنکاروں کے لئے بہت کام کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھلی میں رعایت دے دی گئی ہے۔ یہ مدرب جو بیٹھے ہوئے ہیں انھیں یہ نہیں پتا تھا کہ آنے والے وقت میں بھلی کی کتنی ضرورت ہے جو وزیر کی فوج ظفر مونج یہاں پر موجود ہے لیکن ان کے پاس اتنی ہمیت نہیں ہے کہ انھیں یہ پتا ہو کہ آئندہ آنے والے وقت میں ہماری کیا حالات ہو گی۔ ہم نے تو کہہ دیا ہے کہ 25 فیصد رعایت دیں گے۔

جناب پیغمبر میں! اگر انہوں نے بھلی کی رعایت دی بھی ہے تو ہمارے پاس تو بھلی ہے ہی نہیں اس لئے ہم اس کو ایکشن کا بجٹ کہتے ہیں کہ ایک طرف آپ نے ٹیوبویل پر بھلی میں رعایت دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچاس فیصد سے زائد ٹیوبویل ڈیزیل پر چلتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا اور ہماری تجویز ہے کہ کم از کم کسانوں کے لئے ڈیزیل کی قیمت کم کی جاتی۔ اب یہ ہو گا کہ ایک طرف تو لوگوں کا trend بھلی کی طرف جائے گا اور وہ بھلی کے ٹیوبویل گواہیں گے اور دوسری طرف ہمارے پاس بھلی ہی نہیں ہے تو ہم کیا کریں گے۔ یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ سارے انتظامات کئے جاتے۔

جناب سپیکر! میں باقی باتیں نہیں کرتا لیکن ایک بات جو میرے حلقے کی ہے وہ میں کرتا ہوں کہ بکر منڈی سلاٹر ہاؤس کا مسئلہ ہے۔ گزشتہ چار سال سے یہ مسئلہ میں نے اس ہاؤس میں take up کیا ہوا ہے۔ آپ کی مربانی سے وہ معاملہ آگے بڑھتا ہا اور Assurance Committee تک وہ معاملہ گیا ہے اور آخر میں راجہ بشارت صاحب نے موقع پر کام بھی شروع کروا یا لیکن چار میں کے بعد کام بند ہو گیا۔ چلیں وہ بھی ایک بات تھی۔ اس کے بعد آج سے چار میں پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میرے حلقے میں گئے اور انہوں نے وہاں پر اعلان

کیا کہ ایک مینے کے اندر بکر منڈی لاہور شر سے باہر نکال دی جائے گی۔ آج چار مینے ہو گئے ہیں اس پر کوئی عمل نہیں ہے۔ ہم کیسے اس بحث پر اعتبار کر لیں کہ انھوں نے جو کہا ہے یہ پورا ہو جائے گا۔ اسی لئے لوگ شہباز شریف کو یاد کرتے ہیں کہ وہ جو کہتا تھا، کرتا تھا اور ہوتا تھا۔ کماں ہیں آپ کے وزیر اعلیٰ کہ جو پورے جلسے میں یہ کہہ کر آئے تھے کہ ایک مینے کے اندر بکر منڈی شفت ہو جائے گی مگر وہ شفت نہیں ہوئی تو مجھے بتائیے کہ کیا. writ of Govt. ہے۔ یہاں پر (قطع کلامیاں)

شیخ اعجاز احمد: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! میرے بھائی نے ابھی میاں محمد شہباز شریف کا نام لیا ہے تو آپ دیکھیں کہ حکومتی بچوں میں کیسی بھگڑچ مچ گئی ہے۔ ابھی نام لینے سے یہ عالم ہے تو جس دن انھوں نے آنا ہے تو یہ بے چاریاں تو یہاں سے بھاگ جائیں گی اور ملک چھوڑ جائیں گی۔ ان کو یہ سمجھائیں کہ وہ اس ایوان کے معزز لیڈر آف دی ہاؤس رہے ہیں۔ ان کے ذکر پر ان کا یہ واویلہ ان کی کمزوری ہے۔ یہ پریشانی کے عالم میں یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب، آج چونکہ ٹائم ٹھوڑا ہے بحث کو wind up کرنا ہے۔

بیگم زینت خان: جناب چیئرمین! ان سے یہ پوچھیں کہ ان کی کتنی مرتبہ ان سے ملاقات ہوئی ہے کہ جس وقت وہ وزیر اعلیٰ تھے۔ کیا وہ کسی کو ملتے تھے۔ یہ اس وزیر اعلیٰ کی بات کرتے ہیں جو آستینیں چڑھا کر اور گریبان کھول کر غندوں کی طرح سے آیا کرتے تھے۔ اس وزیر اعلیٰ کی بات کریں گے کہ جس کو ہر غریب امیر جس کا دل چاہے جا کر مل سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: میری معززار اکیں سے یہ درخواست ہے چونکہ آج بحث پر بحث کا آخری دن ہے اس لئے آج صرف بحث پر بات ہونے دیں اور پاؤ ائنٹ آف آرڈر ز تقریر کے دوران نہ کئے جائیں اور جو جو کہنا چاہتا ہے اگر وہ رولز کے خلاف بات ہو گی تو اس کو حذف کر دیا جائے گا اور اگر رولز کے مطابق جو کوئی بات کرنا چاہتا ہے انھیں کرنے دیں۔ آپ جو بات کرنا چاہیں گے تو آپ کو کوئی نہیں روکے گا وہ جو بات کرنا چاہتے ہیں ان کو کوئی نہیں روکتا اس لئے تمام ممبران تشریف رکھیں اور اپنی اپنی باری پر اگر کوئی جواب دینا چاہیں تو تدویتے جائیں لیکن مربانی کر کے پاؤ ائنٹ آف آرڈر پر بلاوجہ اس کا روائی میں تاخیر نہ کی جائے۔ شکریہ

مراثتیاق احمد: جناب چیئر مین! میں یہی کہہ رہا تھا کہ اتنے بلند و بالاد عوے اس بجٹ کے اندر کئے گئے ہیں تو وزیر اعلیٰ جن کا عمدہ صوبہ پنجاب میں سب سے بڑا ہے۔ ان کے بعد تو کوئی بات نہیں ہے۔ اگر وہ اپنی بات کو پورا نہیں کرو سکتے تو ہم کیسے لقین کر لیں کہ یہ بجٹ جوانہوں نے ایکشن کی خاطر پیش کیا ہے یہ آئندہ آنے والے وقت میں لوگوں کے حالات بدل دے گا۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: اب محترمہ شمیم اختر صاحبہ بجٹ پر بحث کریں گی۔

محترمہ شمیم اختر: شکریہ۔ جناب چیئر مین! کہ آج آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ ہمارے لئے یہ بہت ہی خوش قسمتی کی بات ہے کہ 35 سال کے بعد کوئی حکومت اپنی آئینی مدت پوری کر رہی ہے اور اپنا پانچواں بجٹ پیش کر رہی ہے۔ میں آج on the floor of the House یہ تسلیم کرتی ہوں کہ اس معاشی اور سیاسی استحکام کی ذمہ دار اور اس کا تمام تر سرا مسلم لیگ کی حکومت اور صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کو جاتا ہے۔ جب سے مسلم لیگ کی حکومت نے اقتدار سنبھالا ان کی پہلی ترجیح میں عوام کی خدمات شامل رہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزاں کی بھی پہلی کوشش ہی رہی کہ عوام کو تعلیم، صحت، آب رسائی، زکا سی آب، غربت کے خاتمے کی بہترین سولتیں فراہم کی جائیں۔ غربت کے خاتمے کے لئے تقریباً ساڑھے چھ لاکھ غریب ترین خاندانوں کو 500 روپے ماہانہ نقد امداد کا اعلان تاریخ میں سنسرے حروف میں لکھا جائے گا۔ اس ہاؤس میں یہ بات کی گئی کہ 500 روپے ماہانہ امداد سے کسی غریب کا کچھ نہیں بنے گا۔ میں بھی یہ تسلیم کرتی ہوں کہ واقعی 500 روپے ماہانہ سے کسی غریب کا چولہا نہیں جل سکتا اس کی امداد نہیں ہو سکتی لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب کسی غریب کو اس 500 روپے پر بٹھا کر گھروں میں نہیں رکھنا چاہتے وہ چاہتے ہیں کہ غریب خود بھی کچھ کرے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں یہ ایک اضافی رقم ہے جو منگالی سے مقابلہ کرنے کے لئے غریبوں کو دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ غریبوں کے لئے زکوٰۃ فضیلہ جو کہ ہر یوں کو نسل میں زکوٰۃ کیمیاں موجود ہیں۔ بیت المال کو خطریر رقم دی گئی ہے جہاں سے غریب سولتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم باضی کی طرف نظر دوڑائیں تو ہم دیکھیں گے کہ ذوالفقار اعلیٰ بھتو سابق وزیر اعظم پاکستان کے دور میں روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگایا گیا۔ یہ نعرہ لگا کر لوگوں سے غریبوں سے ووٹ تو حاصل کئے گئے لیکن اس کے بعد غریبوں کو غریب ترین بنادیا گیا ان میں احسان محرومی پیدا کیا گیا اور بجائے اس کے کہ غریبوں کو گھر ملتے ہم نے خود اپنے ہی گھر پاکستان کا ایک ٹکڑا اگوا دیا۔

جناب سپیکر! تعلیم، صحت اور روزگار کا حصول عوام کا کسی بھی کمیونٹی کا ایک بنیادی حق ہوتا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ ہماری حکومت وہ پہلی حکومت ہے جس نے ان شعبوں پر سب سے زیادہ توجہ دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ سالوں میں شرح خواندگی 47 فیصد سے بڑھ کر 62 فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ ایک غریب جو اس وجہ سے اپنے بچوں کو سکول نہیں سمجھتے تھے اور ان سے محنت مزدوری کا کام کروایا کرتے تھے کہ ان کے پاس کتابوں اور سکولوں کی فیسوں کے لئے پیسے نہیں ہوتے تھے لیکن آج اس حکومت کے دور میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پر وزیر الیکٹریسٹیفیکیشن میں میٹر ک تک مفت تعلیم اور کتابوں کی فراہمی غریبوں کے لئے ایک بہت بڑی امداد ہے۔ اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے کیشن سیکٹریفارم پروگرام کے تحت خستہ حال اور بدحالی کے شکار سکولوں کی حالت بہتر بنائی گئی، ماثل ٹیچر کو ختم کر کے نہ صرف شروع بلکہ دیہاتوں کے سکولوں میں بھی فرنچیز فراہم کیا گیا۔ ٹیچر کے ریفر شمنٹ کو رس کا اجراء کیا گیا اور سکولوں میں ٹیچرز کی کوپورا کرنے کے لئے پورے پنجاب میں پچاس ہزار ایجوکیٹریز بھرتی کئے گئے۔ ابھی دون پہلے میری بہن عظیمی زاہد بخاری نے یہاں بات کی تھی کہ ٹیچرز روڈز پر آکر احتجاج کر رہے ہیں تو میں یہ کہوں گی کہ آپ کی حکومتوں کے دور میں ٹیچرز سکول میں صرف حاضری لگانے آتے تھے اور چلے جاتے تھے یا پھر کسی بھی سکول کا ہیدر دیہاتوں میں بھتے میں ایک دن آتا تھا اور پورے بھتے کی حاضری لگا کر چلے جاتے تھے لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ نے ٹیچرز کو activate کیا اور ان سے یہ کہا کہ کسی قسم کی آرام طلبی اور غفلت برداشت نہیں ہو گی۔ جب آپ حکومت کے خزانے سے تنخواہ لیتے ہیں تو آپ کو کام بھی کرنا پڑے گا۔ انہوں نے یہ پالیسی پچھلے سال اختیار کی کہ جس سکول کا پھیں فیصلہ میٹر ک کارزاٹ آئے گا اس کے ہیدر کو معطل کر دیا جائے گا اور یہ ٹیچرز کو activate کرنے کے لئے ایک بہت بڑا قدم تھا۔ ان ٹیچرز کو جب کام کرنے کے لئے کہا گیا اور ان کی آرام طلبی کو ختم کرنے کے لئے کہا گیا تو وہ سڑکوں پر نکل آئے۔ ان کے جائز مطالبات پورے کئے جائیں گے لیکن غفلت اور کام چوری برداشت نہیں کی جائے گی، یہ وزیر اعلیٰ کی ان سے ڈیمانڈ ہے۔

جناب چیئرمین! اس سے پہلے تعلیم کا شعبہ اس لئے تحریک کا شکار تھا، چونکہ میں ملتان سے تعلق رکھتی ہوں تو میں ملتان کے حوالے سے بات کروں گی کہ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب سے ڈیمانڈ کی کہ بہت ساری بے شمار بچیاں جو ہوم اکنامکس کی تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہیں وہ بی اے کے بعد گھر بیٹھ جاتی ہیں، ان کو موقع نہیں ملتا یا ان کے اتنے ذرا رُخ نہیں ہوتے کہ وہ لاہور آکر اپنی تعلیم مکمل کریں۔ اس لئے ہم نے ڈیمانڈ کی کہ لاہور کی طرز کا ہوم اکنامکس کا لج ملتان میں قائم کیا جائے، آج اللہ کے نفل و کرم سے وہ ہوم اکنامکس کا لج ملتان

میں شروع ہو چکا ہے۔ تقریباً تین ہزار بچیاں اس میں تعلیم حاصل کریں گی اور اپنے قدموں پر کھڑی ہوں گی۔ جناب چیئرمین! اب میں صحت کے حوالے سے بات کروں گی کہ 2002 میں جب ہماری مسلم لیگ کی حکومت نے حکومت بنائی تو اس وقت بے پناہ سرکاری ہسپتال زبوں حالی کا شکار تھے، ایک جنسی کے شعبے میں فرنی علاج، ادویات کی فراہمی اور ڈاکٹروں کی دستیابی بالکل ناپید تھی۔ آج صوبے کے ہر بڑے ہسپتال میں ایک جنسی بھرپور اور فعال طریقے سے کام کر رہی ہے، ادویات مفت دی جا رہی ہیں، ڈاکٹرز کی ڈے اینڈ نائٹ ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں۔ ملتان کے نشتر ہسپتال میں جدید مشینوں سے مزین ایک شاندار ایک جنسی بلاک بنایا گیا ہے جہاں پر نہ صرف دو ایساں مفت دی جاتی ہیں بلکہ ہر وقت ہر قسم کی دو ایسے دستیاب ہوتی ہے، ڈاکٹرز دستیاب ہوتے ہیں اور مریضوں کے لئے ہر قسم کی سروالت موجود ہے۔ اس کے علاوہ لاہور کی طرح ملتان میں بھی 1122 ریسکیو کا آغاز کر دیا گیا ہے اور پچھلے مینے وزیر اعلیٰ صاحب اس کا افتتاح کر کے آئے ہیں، یہ ایک انٹرنیشنل یول کی ریسکیو ہے جو call کرنے کے بعد پندرہ منٹ کے اندر اندر مطلوب مقام پر پہنچ جاتی ہے۔ چلندرن کمپلیکس قائم کیا گیا، برلن یونٹ کا قیام عمل میں لایا گیا اس کے علاوہ ملتان میں خواتین کے لئے کوئی ہسپتال نہیں تھا لیکن اب وہاں خواتین کے لئے فاطمہ جناح گاہ کی ہسپتال اڑھائی سو بیڈ پر مشتمل کام شروع کر چکا ہے اس کا بھی وزیر اعلیٰ صاحب افتتاح کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ شمیم اختر: جناب چیئرمین! اس کے علاوہ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا قیام جہاں پر انجیوگرافی اور انجیوپلاسٹی کا کام شروع ہو چکا ہے اور ابھی تھوڑے ہی دنوں میں اس میں ہارت سر جری بھی شروع ہونے والی ہے۔ زسنگ کی تعلیم کی اپ گریڈیشن کی گئی ہے، زسنگ کا لج اور ہاسٹل کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ یہاں میں یہ ضرور کہوں گی کہ جنوبی پنجاب کے خطے سے ماضی میں وزیر اعلیٰ بھی رہے، سپیکر قوی اسلامی بھی رہے، بے شمار و فاقی اور صوبائی وزراء بھی گزرے، گورنر بھی گزرے لیکن کسی کو جنوبی پنجاب کی ترقی کا خیال نہ آیا، انہوں نے بجائے جنوبی پنجاب کے خطے کے لوگوں کی محرومیاں دور کرنے کی بجائے ان کی محرومیوں میں اضافہ کیا لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پر دیزاں نے جنوبی پنجاب کے عوام کی محرومیوں کو دور کیا اور اس کو ترقی دینے کے لئے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں۔ آج بھی بعض لوگ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا رومنا رو کرنے صرف اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں بلکہ وہ تعصّب کی فضا کو فروغ دیتے رہتے ہیں۔

جناب چیئر مین: محترمہ! شکریہ۔ اب آپ wind up کریں۔

محترمہ شمیم اختر: جناب چیئر مین! میں صرف ایک پوائنٹ پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں بتاتی ہوں کہ پہلی دفعہ بھیک مانگتے ہوئے اور ہاتھ پھیلاتے ہوئے بچوں کے لئے کسی حکومت نے سوچا تو یہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور مسلم لیگ کی حکومت نے سوچا جنہوں نے بھیک مانگتے ہوئے بچوں کو ریکیو کر کے ان کے لئے چالنڈ پروٹنکشن اور ویلفیئر بیورو بنائے گئے جہاں ان کو بھیک سے منع کر کے ان کو ٹریننگ دی جائے گی، ان کو ہنزہ سکھایا جائے گا اور تعلیم سکھائی جائے گی تاکہ یہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں اور خود اپنے لئے کامنے کا ذریعہ بن سکیں۔ یہاں پر

میری ایک بن نے بات کی کہ ڈی جی خان کے جو غریب عوام ہیں وہ اپنے چھ میں سے دو بچوں کو اونٹ ریس کے لئے بھیج دیتے ہیں تو میں یہاں پر بتاؤں گی کہ ہماری وزیر اعلیٰ کی مشیر برائے چلڈر ان ویلفیئر ڈاکٹر فائزہ اصغر دبئی گئیں ہیں اور وہاں پر اونٹ ریس کے لئے جو بچے لے جائے گئے تھے تو وہاں سے 76 بچوں کو release کر کے واپس پاکستان لے کر آئی ہیں اور وہاں پر انہوں نے دبئی کی حکومت سے یہ ڈیمانڈ کی ہے کہ جتنا عرصہ یہ بچے اپنے گھر سے دور رہے ہیں، اپنے والدین سے دور رہے ہیں اور والدین جوان کی وجہ سے سکر رہے ہیں تو وہ ان کو اس کا معادوضہ ادا کریں اور ان کو compensate کریں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ اب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے پلین تشریف رکھیں۔

محترمہ شمیم اختر: شکریہ۔ لیکن ابھی میری کچھ باقی ہیں لیکن وقت کی کمی کا خیال رکھتے ہوئے اور وزیر خزانہ کے لئے ٹائم چھوڑنے کے لئے میں اپنی باقی باقی محفوظ رکھتی ہوں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ اب محترمہ خالدہ منصور صاحب بحث پر بحث کریں گی۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب چیئر مین! شکریہ کہ آپ نے مجھے پنجاب کے بحث پر بات کرنے کا موقع دیا۔ کسی بھی ریاست کو چلانے کے لئے دواہم ستون ہوتے ہیں ایک اس کا آئینہ اور دوسرا اس کا بحث۔ پنجاب حکومت کے اس آخری بحث میں لوگوں کی امیدیں تھیں کہ عوام دوست بحث آئے گا جو غریب عوام کو ریلیف دے گا لیکن بحث کے اعلان ہوتے ہی غریب لوگوں کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ بحث نہ تو عوام دوست ہے جس میں غریب لوگوں کو کچھ ریلیف دیا گیا ہو۔ وزیر خزانہ صاحب نے بڑے و ثوہنے سے یہ اعلان کیا کہ یہ بحث لیکن فری ہو گا لیکن افسوس کی بات ہے کہ اخبار کو انٹرویدیتے ہوئے انہوں نے اس ارادے

کاظمار کیا کہ پٹرول کے ہر لیٹر پر road users tax road users tax کا جایا جائے گا جو یہ ان کے اپنے بجٹ کی نفی تھی۔ اس بجٹ میں سب سے خوبصورت چیز جو مجھے نظر آئی وہ 15 فیصد گورنمنٹ ملازمین کی تنخوا ہیں بڑھانے کی تھیں لیکن اگر ہم اندازہ لگائیں تو پنجاب کے کتنے لوگ گورنمنٹ ملازم ہیں اور ایک خاص طبقے کو یہ ریلیف ملا لیکن وہ عوام جن کی آبادی پنجاب میں زیادہ ہے ان کے لئے حکومت نے کیا۔ اس بجٹ سے پہلے ہی تمام روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں 200 فیصد بڑھ گئیں۔ میں صرف ایک آئٹم کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ گھری ایک ایسا آئٹم ہے جو کہ ہر گھر میں استعمال ہوتا ہے اور اس وقت پنجاب میں 95 روپے فی کلو بک رہا ہے۔ یہ 15 فیصد جو تنخوا ہوں کو بڑھایا گیا میرا نہیں خیال کہ اس سے ان کو زیادہ ریلیف ملے گا۔ محسوس یوں ہوتا تھا کہ حکومت نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے اور قیمتیوں پر کوئی کنٹرول ہی نہیں ہے۔ یہ کہا جا رہا تھا کہ حکومت کوئی ایسا منصوبہ اس بجٹ میں دے گی جس میں غریب عوام کے لئے منگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے کچھ کما جائے گا لیکن افسوس اس بجٹ میں کوئی ایسا پلان نہیں دیا گیا، حکومت نے کوئی ایسا پروگرام نہیں بتایا کہ وہ منگائی کے اس جن کو کس طرح قابو کریں گے۔ سرکاری ملازمین کی تنخوا ہوں میں تواضافہ حکومت نے کر دیا لیکن ان تمام محنت کشوں کا کیا بنے گا جو کہ پرائیویٹ ملازمتیں کرتے ہیں، جو لوگوں میں فیکٹریوں میں ملازم ہیں۔ حکومت تو پاس کر دیتی ہے کہ تنخوا میں اضافہ کیا جائے لیکن مل مالکان پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ غریب محنت کش اسی پچھی میں پس رہے ہوتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان محنت کشوں کو ریلیف دینے کے لئے ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو حکومت کو سفارش کرے یا ان کو رپورٹ دے کہ اگر مل مالکان اور پرائیویٹ لوگ اس پر عمل نہیں کرتے تو ان کو سزا دی جائے۔ وہ لوگ ریلیف دینے ضرور ہیں لیکن اس طرح کہ لیبر کم کر دی جاتی ہے اور دوسروں پر زیادہ بوجھڈاں کر ان کی تنخوا ہیں بڑھادی جاتی ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہ 15 فیصد جو حکومت نے بڑھایا ہے وہ بھی ان غریب محنت کشوں کو ملنا چاہئے۔

جناب والا! اس بجٹ میں تعلیم کے لئے 21۔ ارب اور 480 ملین روپے رکھے گئے ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جو اس وقت موجودہ حالات ہیں پنجاب کا اس میں یہ بجٹ کچھ کم سالگتنا ہے اور اس میں جتنا نقصان تعلیم کے لئے کام موجودہ حکومت میں ہوا ہے، جتنا معیار تعلیم گراہے اس سے پہلے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ یہ اس لئے کہ ان کی کبھی پلانگ ہی نظر نہیں آئی۔ کبھی امتحان ہو رہے ہیں اور کبھی امتحان نہیں ہو رہے، کبھی بچوں کو بغیر امتحان کے promote کر دیا جاتا ہے تو اس میں معیار کیا ہو گا۔ والدین پریشان اور بچے بھی پریشان۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں میاں شہزاد شریف کا ذکر کیا ہے جنہوں نے گھوست سکولوں کی نشاندہی

کی۔ انہوں نے کہا کہ ان کو تعلیم کے مسائل کا علم نہیں تھا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ان کو علم تھا اس لئے انہوں نے ان گھوست سکولوں کی نشاندہی کی کیونکہ وہ پنجاب حکومت کے خزانے پر ایک بوجھ تھے اور وہ لوگ کام نہیں کر رہے تھے۔ آپ کی حکومت کا کارنامہ ہے ”پڑھا لکھا پنجاب“، یہ ایک بہت بڑا نعرہ تھا مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جتنی رقم اپنی ذاتی بلنسٹی پر خرچ کی اگر یہی رقم ان سکولوں پر خرچ کی جاتی جماں چار دیواری نہیں، جماں ٹیچر ز نہیں، جماں پیئے کا پانی نہیں اور جماں لیٹرین نہیں۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ کیا گیا ہے لیکن ابھی بھی وہ سکول اسی حالت میں ہیں۔ ایک اور بار کا ذکر کرنا چاہتوں گی کہ یہ تعلیم کے بڑے دعوے دار ہیں، ایک ٹیچر کی تختواہ، اس بجکیٹر کی تختواہ - 4650/- روپے ہے جو کہ قوم کی تقدیر بدلتا ہے اور ایک پولیس میں جو صرف میٹرک پاس ہے اس کی تختواہ ساڑھے بارہ ہزار ہے۔ یہ تعلیم کے محکمے میں ان کا کارنامہ ہے۔

جناب والا! زراعت ایک اہم ملکہ ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ پنجاب کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ زراعت کے لئے جتنا بجٹ رکھا گیا ہے اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو زیادہ ان کی تختواہوں میں اور دوسرے اخراجات میں لگ جاتا ہے۔ اس وقت ملک کو زراعت میں جدید تحقیقیں کی ضرورت ہے اور چھوٹے کاشتکاروں کو اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ ان کو بتایا جائے کہ نئی ٹیکنالوژی پر عمل کر کے وہ کس طرح زیادہ کاشت کر سکتے ہیں۔ زراعت کے ملازم میں ایئر کنڈیشنڈ کروں میں بیٹھنے کی بجائے فیلڈ میں جائیں اور لوگوں کو یہ علم دیں۔

جناب والا! حکومت نے بھلی کے ٹیوب دیل پر 25 فیصد رعایت دی ہے لیکن بجٹ سے کچھ عرصہ پہلے اس پر دس فیصد بڑھا دیا گیا۔ ایک طرف دس فیصد بڑھا دیا اور ایک طرف 25 فیصد ان کو رعایت دے دی لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پنجاب میں بہت زیادہ ٹیوب دیل ڈیزیل سے چلتے ہیں بھلی سے کم، اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑے زمینداروں کو تور عایت دے دی لیکن چھوٹے کاشتکاروں کو کچھ نہیں دیا۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب چیئرمین! مجھے صرف دو منٹ دیں۔ میں صحت کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی کہ اتنا بجٹ رکھا گیا لیکن افسوس کہ فیصل آباد جو پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے جماں ٹیبی کا مسلک مرض بری طرح پھیل رہا ہے۔ وہاں پر گورنمنٹ کا کوئی بھی ٹیبی ہسپتال نہیں ہے صرف ایک ڈسٹرکٹ ہسپتال ہے جو ضلع کی ضرورت کو پورا نہیں کر پا رہا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ان حالات میں وہاں پر ٹیبی کا نیا ہسپتال یا الائیڈ

اور سول ہسپتال میں ایک ایک ٹینی بی وار ڈنایا جائے۔ ایک عالمی ادارہ صحت کی ریسرچ کے مطابق پاکستان میں 40 سے 50 فیصد ادویات جعلی ہیں۔ کیا اس بجٹ میں کچھ بتایا گیا ہے کہ جعلی ادویات کو کنٹرول کرنے کے لئے، لوگوں کو معیاری ادویات میا کرنے کے لئے حکومت کیا کرے گی۔ انڈیا میں اسی کمپنی کی ادویات سستی اور پاکستان میں بہت ممکنی ہیں۔ اس پر غور کرنا چاہئے کہ لوگوں کو ہم کس طرح سستی اور معیاری ادویات میا کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک بات اور کہنا چاہوں گی کہ حکومت کی طرف سے ایک سکیم کا اعلان کیا گیا ہے کہ ریٹائرڈ ملازمین کے لئے ہاؤسنگ کا لونیاں بنائیں گے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے لیکن میں یہاں پر کہنا چاہوں گی کہ وہ ملازمین جواب گورنمنٹ میں کام کر رہے ہیں ان کے لئے بھی کوئی نہ کوئی ہاؤسنگ سکیم کا اعلان ہونا چاہئے۔ جو بڑے افراد ہیں وہ تو کچھ نہ کچھ کر لیتے ہیں لیکن چھوٹے ملازمین کے لئے کسی بھی ایسی ہاؤسنگ سکیم کا اعلان نہیں کیا گیا۔ میری گزارش ہے کہ چھوٹے ملازمین کے لئے بھی ایسی ہی سکیم کا اعلان کرنا چاہئے۔

جناب والا! حکومت نے بہود آبادی کے لئے بہت سارے بجٹ رکھا ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ ایک وفاقی محکمہ ہے تو صوبائی حکومت کو اس میں اتنا بجٹ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں یہاں پر یہ ذکر کرنا چاہوں گی کہ اس مجھے کے حالات ایسے ہیں کہ فعل آباد میں عفت نزیر صاحبہ ڈائیکٹر ہیں جنہوں نے رشتہ کا بازار گرم کیا ہوا ہے انہوں نے سینکڑوں لوگوں کو بھرتی کیا اور بھرتی کے لئے جو اشتہارات دیے وہ گورنمنٹ کے نہیں تھے بلکہ وہ پرائیویٹ طور پر دیئے گئے اور ایک پرائیویٹ فرم سے مل کر لاکھوں روپیہ انہوں نے لوٹا لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ آج تک اس پر کیوں نوٹس نہیں لیا گیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب والا! میں اس کو wind up کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گی کہ اگر حکومت واقعی عوام کی بہتری کے لئے کچھ کرنا چاہتی ہے تو وہ رقم جو آپ نے گورنر ہاؤس کے لئے رکھی، وہ رقم جو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے رکھی وہ غریب عوام کے لئے کیوں نہیں خرچ کی جاتی تاکہ ان کی حالت بہتر ہو اور لوگ سمجھیں کہ یہ حکومت عوام دوست ہے عوام دشمن نہیں۔

ڈاکٹر تسمیم رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹ میں

(میعاد میں توسعہ)

جناب چیئرمین: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ آج چونکہ بحث کا آخری دن ہے اس لئے پانٹ آف آرڈر پر بات نہیں ہو سکتی۔ اب میاں افتخار حسین چھپھر صاحب مجلس قائمہ برائے انڈسٹری کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسعہ لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسعہ کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 8671 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے

انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسعہ

میاں افتخار حسین چھپھر: شکریہ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

”نشان زدہ سوال نمبر 8671 پیش کردہ جناب ارشد محمود بگوایمپی اے کے بارے میں مجلس

قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ

31۔ جولائی 2007 تک توسعہ کر دی جائے۔“

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

”نشان زدہ سوال نمبر 8671 پیش کردہ جناب ارشد محمود بگوایمپی اے کے بارے میں مجلس

قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ

31۔ جولائی 2007 تک توسعہ کر دی جائے۔“

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

”نشان زدہ سوال نمبر 8671 پیش کردہ جناب ارشد محمود بگوایمپی اے کے بارے میں مجلس

قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ

31۔ جولائی 2007 تک توسعہ کر دی جائے۔“

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چیئر مین: ارشد محمود بگو صاحب سب کمیٹی فناں کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسعے لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسعے کی تحریک پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 6 بابت 2006 کے متعلق رپورٹ

ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسعے

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 بابت 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقارص ایم پی اے کے بارے میں سب کمیٹی فناں کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 07-07-31 تک توسعے کر دی جائے۔

جناب چیئر مین! یہ پتا ہی نہیں ہے کہ کون سی ہے۔ یہ تحریک استحقاق احسان اللہ وقارص کی اسمبلی پر حملہ اور آگ لگانے سے متعلق ہے۔ اس کی پانچ مینگ ہو چکی ہیں اور تقریباً تمام کام فائل ہو چکا ہے لیکن اس میں پولیس کی رپورٹ ابھی آناباتی ہے تو وہ رپورٹ آنے کے بعد فائل ہو جائے گی۔

جناب چیئر مین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 بابت 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقارص ایم پی اے کے بارے میں سب کمیٹی فناں کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 07-07-31 تک توسعے کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 بابت 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقارص ایم پی اے کے بارے میں سب کمیٹی فناں کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 07-07-31 تک توسعے کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 2007-08 پر بحث

(--- جاری)

جناب چیئر مین: میں تمام ارکین اسمبلی سے یہ درخواست کروں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے رانشنا اللہ صاحب بیٹھے ہیں اور راجہ صاحب بھی موجود تھے تو آج رانا صاحب بھی آخر میں تقریر کریں گے تو اس کے بعد وزیر خزانہ صاحب نے wind up کرنا ہے تو اس کے لئے وقت کا تعین کرنا ہے تاکہ اس وقت سے پہلے تمام ارکین اسمبلی تقریر کر سکیں تو ان کو ہم call کریں گے تو جو نجی جائیں گے انہیں ڈرپ کرنا پڑے گا۔ میرا خیال ہے کہ اگر پانچ منٹ ہر مقرر کے لئے رکھ لیں تو ٹھیک ہے۔

معزز ممبر ان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب چیئر مین: جی، میاں محمد لطیف پنوار راجپوت!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: سب سے پہلے تو میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پر وزیر اعلیٰ صاحب کو پنجاب کا تاریخی بحث پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی وزیر خزانہ سردار حسین بن بسادر دریٹک صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ایک تو انہوں نے تاریخ کے اندر پانچواں بحث پیش کیا ہے اور میرا خیال ہے کہ پچھلے 30/35 سال کی تاریخ اگر اٹھا کر دیکھی جائے تو شاید ہی کوئی ایسا بحث پیش ہو اور نہ یہ پسلی حکومت ہے کہ جس نے اپنے پانچ سال مکمل کئے ہیں اور پانچ سال مکمل کرنا حکومت کی بہت بڑی کامیابی ہے اور لوگوں کا اس حکومت پر اعتماد ہے کہ انہوں نے پانچ سال تک اس حکومت میں کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کیا اور اس کی معاشری اصلاحات کو سراہا ہے اور اس طریقے سے یہ حکومت اپنا پانچواں بحث پیش کر رہی ہے۔

جناب والا! اس حکومت نے جیسا کہ پچھلے پانچ سال کے اندر جو بھی بحث دیا ہے، اس میں غریب عوام کو زیادہ سے زیادہ compensate کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح سے یہ بحث بھی بالکل ایک ایسا ہی بحث ہے جس میں غریب عوام اور درمیانے طبقے کو زیادہ سے زیادہ سمویات دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ انسان بڑا کمزور ہے اور غلطیاں کوتا ہیں تو سب سے ہوتی رہتی ہیں اور اس میں کسی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے لیکن حتیٰ محنت وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پر وزیر اعلیٰ صاحب نے اس حکومت کو چلانے کے لئے کی ہے اس میں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے اور خاص طور پر اس اسمبلی کو چلانے میں راجہ بشارت صاحب نے جس محنت کے ساتھ اسے اسمبلی کو چلایا ہے اور اپوزیشن اور حکومتی پنچر کو متذر کھا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح چیف منستر صاحب مستحق ہیں تو اسی طرح راجہ صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب والا! حکومت کے پیش کئے جانے والے بحث میں سب سے پسلی بڑی چیز کے متعلق میں

کہوں گا کہ کچھ آبادیوں کے مالکان 1985 کے بعد بالکل ہی مالکان حقوق سے محروم تھے تو حکومت نے 20 سال کے عرصے کے بعد پہلی مرتبہ ان کچھ آبادیوں میں رہنے والوں کو 2007 تک مالکان حقوق دے کر بالکل ہی غریب ترین طبقے کے دل جیت لئے ہیں۔ اس کے بعد الگی چیزیں ہے کہ حکومت نے بالکل غریب ترین لوگ جو نچلے طبقے میں رہ رہے تھے، ان کو دو کنال مفت زمین دے کر جس پر وہ کچن گارڈن وغیرہ لگا سکیں، یہ بھی حکومت کا ایک بہت ہی احسن قدم ہے۔

جناب والا! ہنر مند افراد کی ویجہ میں 15 فیصد اضافہ حکومت کا بہت ہی ثابت اقدام ہے۔ اسی طریقے سے پچھلے سالوں کی طرح سرکاری ملازمین کی تزاہوں میں 15 فیصد اضافہ اور ساتھ ہی ہمارے وہ بڑے جو پنشرز ہیں، ان کو بھی اس میں شامل رکھا گیا ہے اور ان کی پیش میں بھی 15 سے 20 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جو کہ حکومت کا ایک بہت ہی اچھا قدم ہے۔ اسی طریقے سے ٹیوب ویلوں کے بھل کے بلوں پر جو رعایت دی گئی ہے وہ ہماری زراعت کو بہت زیادہ سہارا دے گی اور ڈیزل منگا ہونے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر کیا جاسکے گا اور کسانوں کو بہت فائدہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! ہسپتا لوں کے اندر نئی ایک بولینفسز اور 1122 ریسکیو کا قیام بھی ترقیاتی منصوبے اور اس حکومت نے جتنے ترقیاتی منصوبے دیئے ہیں شاید ہی اس سے پہلے کسی حکومت نے دیئے ہوں اور ایسی کوئی مقالہ ہی نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ میں تھوڑی سی تجاویز پیش کروں گا کہ حکومت نے بھرتیوں کے حوالے سے تو بہت اچھا قدم اٹھایا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزگار مل جائے لیکن devolution کے بعد ضلعی حکومتوں نے ایک بہت بڑا خلاء پیدا کر دیا ہے اور چونکہ زیادہ تر تحریک devolution کے تحت ہو گئے ہیں اور اسی طریقے سے ضلعی ناظمین نے کافی نااہل لوگوں کو بھی بھرتی کیا ہے جس طریقے سے ضلعی ناظمین میڑک پاس ہیں تو اسی طرح سے انہوں نے اس لیوں کے بندوں کو زیادہ سے زیادہ اکاموڈیٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب چیئرمین! ہسپتا لوں میں دوائی واقعی بست زیادہ مقدار میں ہوتی ہیں لیکن ہسپتا لوں میں اچھا ایڈمنیسٹریٹو سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتاں میں موجود دوائی بھی ڈاکٹر مراپیوں کو نہیں دیتے۔ اس طریقے سے ہسپتا لوں میں موجود دوائی بھی مراپیں باہر سے خریدنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اس کا مجھے خود تجربہ ہے کیونکہ میں نے کئی دفعہ visit کیا ہے اور جب مراپیوں سے پوچھا کہ آپ کو دوائی مل رہی ہے؟ تو جواب ملا کہ نہیں مل رہی اور جب ایک ایسے سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سٹور میں موجود ہے۔ یہ ڈاکٹروں کی

ناہلی ہے اور خاص طور پر بی وی ایچ بماولپور کے حوالے سے میں یہ بات کر رہا ہوں۔
جناب چیئرمین! حکومت اپنے پانچ سال آج مکمل کر چکی ہے لیکن کالا باع ذیم جو اس ملک کی معیشت کے لئے بہت اہم کردار ادا کرنا تھا اور اس معیشت کو سہارا دینا تھا وہ آج بھی صرف ایک نعرہ کی حد تک ہی رہ گیا ہے۔

جناب چیئرمین! حکومت اریگیشن سسٹم کو بہتر بنانے کی بہت کوشش کرتی رہی ہے لیکن پھر بھی اس میں وہ بہتری نہیں لائی جاسکی جو کہ لوگوں کو چاہئے تھی اور آج ہمارا ملک صومالیہ اور ایسو پیا کی شروعات کی طرف چل رہا ہے اور اس میں بماولپور کا میں ذکر ضرور کروں گا کہ جس کے 56 فیصد موگر جات کا پانی سیکر ٹری اریگیشن نے گھٹا کر بماولپور کے ساتھ بہت بڑی دشمنی کا انہصار کیا ہے اور میں تمم صحبتا ہوں کہ یہ بماولپور کے ساتھ خاص طور پر بڑی زیادتی ہے کہ وہ علاقہ جو آپ کو گندم فراہم کرتا ہے اور جو کائن فراہم کرتا ہے، اس علاقے کے ساتھ وہاں کا پانی گھٹاد دینا جو کہ پچھلے 40 سال سے مل رہا تھا، اس کو ناجائز قرار دینا اور اس کے اندر ایک بہت بڑا آر گو منہس میں یہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر پچھلے 40 سالوں سے انہیں پانی زیادہ مل رہا ہے بقول سیکر ٹری صاحب کہ وہ غلط لے رہے تھے تو ان کو چاہئے تھا کہ ان لوگوں کے خلاف بھی ایکشن کرتے وہاں کے کسی ایک بیلدار کے خلاف بھی کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں کیا گیا اور صرف یہ کہ دیا گیا کہ وہ غلط چلا رہے تھے۔ میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب جہانزیب امیاز گل سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اختصار کے ساتھ پانچ منٹ میں اپنی بحث wind up کریں۔

جناب جہانزیب امیاز گل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے میرزا یہ 2007 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ معیشت کے علاوہ ملک کی عمومی صور تحال پر بھی ذرا ایک نظر ڈالنے کے بھے ہیں بھلی نہیں بلکہ ہیں پانی نہیں، تھانے ہیں تحفظ نہیں، ہسپتال ہیں علاج نہیں، سکول ہے عمارت نہیں، منہ ہے نوالا نہیں، جرم ہے سزا نہیں، خواہش ہے عمل نہیں، عدالت ہے انصاف نہیں، ملک ہے آئین نہیں، اسمبلی ہے آزاد نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اگر آپ دیکھیں تو پچھلے پانچ سالوں میں جو پاکستان اور صوبہ پنجاب کی عوام کے ساتھ جھوٹ

بولا گیا ہے وہ میں آپ کے سامنے ثابت کرنا چاہوں گا۔ یہ ورلڈ بنس کے 15-اپریل indicators کے 2007 جو economic survey of Pakistan میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ میں نے کوئی خود نہیں بنائے یہ میں نے economic survey of Pakistan سے گراف لیا ہے۔ ایک کا پی آپ کے لئے اور ایک کا پی وزیر خزانہ کے لئے میں اس وقت بھیج رہا ہوں اس کے علاوہ میرے پاس مزید کا پیاں بھی ہیں میں چاہوں گا کہ دوسرے وزراء صاحبان میں بھی یہ circulate کر دی جائیں۔
(اس موقع پر جناب چیئرمین اور جناب وزیر خزانہ کو کاپی دی گئی)

جناب چیئرمین! پچھلے سات سالوں سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ہمارے ہاں GDP growth ہو رہی ہے اور آج economic survey of Pakistan نے اعلان کیا ہے کہ ہماری GDP growths 925 تک پہنچ گئی ہے۔ میں اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ وزیر خزانہ نے جو calculation کی ہے وہ 925 ڈالر سے بھی زیادہ ہے اور پنجاب میں ایسے کوئی اقدامات ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ GDP پاکستان کی GDP سے بھی بڑھ کر پیش کی گئی ہے۔ اگر آپ اس گراف میں دیکھیں تو GDP بڑھنے کی وجہ سے جسے اصل ریلیف کا جاتا ہے وہ purchasing power parity ہے اس کو judge کرنے کے بعد آپ کو پتا چلتا ہے کہ عوام کو کتنا ریلیف دیا گیا۔ اگر آپ اس گراف پر دیکھیں تو انہوں نے 9.3 percent per annum GDP کو کیا ہے جو کہ nominal dollars term کوئی عوام کو ریلیف نہیں دیتی یہ ایک پیرامیٹر ہے جس کو judge کر کے بنادیتے ہیں اور اس کے بعد اس کو brag کرنا شروع کر دیتے ہیں کیونکہ یہ ہمیشہ اصل حقیقت سے زیادہ ہوتا ہے اگر اسی GDP کو Euro in Euro کی مناسبت سے دیکھا جائے تو ڈالر Euro کے مقابلے میں depreciate ہوا ہے اور اگر Euro کے مقابلے میں دیکھا جائے تو یہ 5.59% ہے اور میں ان کی جو figure 9.3% ہے کو چیخ کرتا ہوں اور اصل میں یہ سات سالوں میں 2.5% per capita growth ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مختلف طریقوں سے GDP growth بڑھانے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف یہ کہ رہے ہیں کہ 9 percent growth 9% کے ثرات آپ سڑکوں پر دیکھیں تو کہیں لوگ خود کشیاں کر رہے ہیں اصل میں GDP percent growth

جو ہوئی ہے 2.5% growth independent small and household manufacturing میں وہ 9.3% ہے جبکہ اس کا انہوں نے سروے بھی conduct نہیں کروایا ہے۔ آپ دیکھیں انہوں نے لاکف شاک میں 8 percent growth show 8 percent actual growth 2.5% ہے۔ آپ اگر موازنہ کریں کہ کس طرح ایک دم 3.8% growth 2001 میں اور 3.7% 2002 میں فیصد تھی، 2003 میں 3% فیصد تھی، 2004 میں 2.5% فیصد تھی اور 2005 میں 2.3% فیصد تھی تو بتائیے کہ ایک دم یہ کس طرح 8% فیصد تک جا سکتی ہے؟ ان figures کو ادا پر لے جانے کے لئے بھی عوام کی آنکھوں کو دھوکہ اور فریب دیا گیا ہے کہ لاکف شاک میں اتنی growth ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! جس طرح آپ نے کہا ہے کہ ٹائم کی کمی ہے میں اس کو ملاحظہ خاطر رکھتے ہوئے صرف اور صرف اگر یہ مجھے ایک فقرہ کہنے کے بعد بھی میری بات کا جواب دے دیں گے تو میں تقریر کو ختم کر دوں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ debt management strategies پچھلی بار 2004 کی تقریر صفحہ نمبر 4 پر پنجاب کے وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ ہماری حکومت "پنجاب کے قرضوں سے ثواب کے ذریعے اس وقت تقریباً 2 ارب روپے کی خطیر رقم کی بچت کرنے کے قابل ہو گئی ہے ہم منگے قرضے والیں کر کے ان کی جگہ سنتے قرضے حاصل کریں گے۔ ہمارے اندازے کے مطابق حکومت پنجاب اپنی اس پالیسی کی بدولت آئندہ تین سال بعد تقریباً 10 ارب روپے سالانہ بچانے کے قابل ہو سکے گی۔" انہوں نے 2004 میں کہا کہ 10 ارب روپے بچانے کے قابل ہو سکے گی۔ یہ دیکھئے کہ 9 جون 2005 کو جو بجٹ پیش ہوا اس میں لکھا ہوا ہے اور یہ میں نے خود نہیں لکھا بلکہ میرے پاس یہ documented ہے کہ "اس پالیسی کے تحت مستقبل میں حکومت پنجاب کو تقریباً 15 ارب روپے کا اضافی fiscal space میباہو گا جو کہ پنجاب کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے استعمال کیا جاسکے گا۔"

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں up wind کریں۔

جناب جمانزیب امیاز گل: میں ابھی up wind کر دیتا ہوں اگر یہ debt management

کا جواب اپنی دے دیں یا اپنی speech میں دے دیں۔ strategies

جناب چیئرمین: یہ اپنی speech میں جواب دیں گے۔

جناب جماں زیب امیاز گل: ٹھیک ہے۔ جناب چیئرمین! یہ چار سال سے ہر مرتبہ تقریباً بات کو گول کر جاتے ہیں اور میری اس دفعہ وزیر خزانہ سے بڑی humble submission دیجئے گا۔

جناب چیئرمین: منٹر صاحب اپنی wind up speech میں آپ کی بات کا جواب دیں گے۔ جی، تشریف رکھیں۔

جناب جماں زیب امیاز گل: جناب سپیکر! بس آخری بات ہے۔ میں چاروں وائٹ پیپرز لے کر آیا ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: رانا قاسم نون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل: جناب چیئرمین! میرے فاضل ممبر صاحب بحث پر بڑی سیر حاصل گئی تکلو فرما رہے ہیں ان کا بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ ہر سال فیصل آباد میں dog race اور کتوں کا شو بڑے پیمانے پر مناتے اور اس پر کروڑوں روپے خود خرچ کرتے ہیں ان کا غریب کے بحث سے تو کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: وہ ان کا اپنے بحث ہے۔

جناب جماں زیب امیاز گل: جناب چیئرمین! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: گل صاحب! ان کی بات کا اس لئے جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ کے بحث کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب جماں زیب امیاز گل: جناب چیئرمین! ہمارا توں کا شوق ہے ہم اس کی race کر داتے ہیں رانا قاسم نون

صاحب مجھے بتا دیں کہ یہ [*****]

جناب چیئرمین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

جناب جماں زیب امیاز گل: [*****]

جناب چیئرمین: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ اگلے ممبر رائے منصب علی خان ہیں۔۔۔

جناب جہانزیب امیاز گل: جناب چیئر مین! مجھے صرف ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئر مین: گل صاحب! آپ کے چار منٹ اور پر ہو گئے ہیں۔

جناب جہانزیب امیاز گل: پلیز، بس ایک منٹ اور دے دیں۔ 2003ء کے وائٹ بیپر میں صفحہ نمبر 84 پر انہوں نے بتایا ہے کہ جو up debt 146.457 میں روپے کا

* مجھے جناب چیئر مین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

fiscal space تھا 2003 اور 2004 میں۔ 2004 میں انہوں نے کما تھا کہ ہم 15 روپے کی

کریں گے۔ (قطع کلامیاں) create

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئر مین! ---

جناب چیئر مین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئر مین! گزارش یہ ہے کہ آج جیسے پہلے مراثیق صاحب جب تقریر کر رہے تھے تو انہوں نے ذکر کیا اور یہ ایک tradition ہے کہ پچھلے ادوار کا اگر اس میں comparison کیا جاتا ہے، میاں شہباز صاحب کا ذکر کیا تو ٹریڈری بخپر سے خواتین نے شور مچانا شروع کر دیا، اب وہی attitude انہوں نے اپنایا ہوا ہے تو ابھی تھوڑی دیر بعد جب منستر فناں نے اپنی wind up speech میاں پر کرنی ہے تو ہم سب انشاء اللہ اس کو بڑے غور سے سنیں گے لیکن اگر attitude یہی رہا تو پھر ہم اس بات کی ضمانت نہیں دیتے کہ منستر فناں کی speech کے دوران میاں پر امن رہے گا۔ اگر انہوں نے یہی بات کرنی ہے تو پھر اس پر ذرا مرباںی فرمادیں۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ میں ایک بار پھر تمام معزز ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ بجٹ بحث کے دوران خاموش رہیں اور cross talk سے پر ہیز کریں اور رولنر observe کریں۔ شکریہ۔ اب ویسے آپ کا ایک منٹ سے زیادہ وقت ہو گیا ہے۔

جناب جہانزیب امیاز گل: جی، میں up wind کر رہا ہوں۔

جناب چیئر مین: اب up wind کرتے کرتے آپ کو چار پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب جہاں زیب انتیاز گل: جناب چیئر مین! جھوٹ ہی اتنا بولا گیا ہے کہ سنبھالتے سنبھالتے مجھے تو سمجھ نہیں گلتی کہ میں کیا کروں؟ ہر صفحے پر جھوٹ ہے۔ ہر سال والٹ پیپر پر جھوٹ ہے۔

جناب چیئر مین: کوئی کسی بات کو سنبھال نہیں سکتا۔

جناب جہاں زیب انتیاز گل: نہیں۔ یہ بڑی اچھی طرح سنبھالی جاسکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ ان کے پاس ٹائم ختم ہو گیا ہے، یہ اب سنبھل جائے گی انشاء اللہ۔

جناب چیئر مین: آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

جناب جہاں زیب انتیاز گل: let me finish، میں ایک منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔ 2004 میں ایک کھرب 53۔ ارب روپے کا debt burden پنجاب پر آیا۔ (قطع کلامیاں) اب میں آپ کو کیا کہوں؟

جناب چیئر مین: گل صاحب! آپ جواب نہ دیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب جہاں زیب انتیاز گل: جناب چیئر مین! آج پانچواں بجٹ ہے اور میں نے صرف یہ کہنا تھا کہ یہ debt ہے یہ 2 کھرب 66۔ ارب روپے ہو چکا ہے۔ پانچ سال سے اس کو کم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ تنفس حکومت پنجاب کا غریب عوام کے لئے ان کی جو پانچ سال کی debt management strategies ہے جس سے جس سے چکا ہے اور ہمارے اوپر یہ 2۔ کھرب 66۔ ارب روپے کی liability ہے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اب میں رائے منصب علی خان صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ پر بحث کریں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ کرنل محمد عباس صاحب بجٹ پر بحث کریں گے۔ لیفٹینٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئر مین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیتا کہ میں بجٹ 08-2007 پر اپنے حلقوں کی نمائندگی کرتے ہوئے میری چند تجویزیں ہیں جو میں پیش کر سکوں۔

جناب چیئر مین! پنجاب کا یہ بجٹ واقعی غریبوں کا بجٹ ہے اور اس میں چند چیزوں کی میں نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ عوام پر کوئی نیا نیکس نہیں لگایا گیا ہے۔ ساڑھے بارہا ایکڑ اراضی کے حصے بھی زیندار ہیں ان پر بھی

کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ ایک لاکھ بے زمین کسانوں کو زمین فراہم کی گئی ہے۔ 17۔ ارب روپے کی غریبوں میں زکوٰۃ تقسیم کی گئی ہے۔ غریب دیانتی افراد کو دو کنال مفت اراضی کی سیکم کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سکولوں میں میٹرک تک کی تعلیم کامفت اجراء کیا گیا ہے اور میٹرک تک کتابیں بھی مفت تقسیم کی گئی ہیں۔ اس معزز ایوان میں بیٹواری گلچر کو ختم کرنے کے لئے دیکی علاقوں میں، شری علاقوں میں جتنا بھی زمین کارپارڈ ہے اس کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے۔ پچاس ہزار اساتذہ کی بھرتی کی گئی ہے اور ساری بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے اور ان اساتذہ کی تعلیم بی اے، بی ایڈ اور ایم اے، ایم ایڈ ہے۔

صحت کے شعبہ میں ایر جنسی سیکم کا اجراء کیا گیا ہے جس میں ریکیو 1122 بتا ہم ہے۔ ہر یونیٹ کو نسل میں وفاتی حکومت نے اور صوبائی حکومت نے ایک ایک فلٹشن پلانٹ دیا ہے تاکہ دیکی علاقے کے لوگ صاف پانی پی سکیں۔

جناب چیئرمین! وقت کی کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اپنے حلقہ انتخاب پیپی۔ 134 تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال کی طرف سے چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے انشاء اللہ امید ہے کہ وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ ان تجاویز کی منظوری فرمائیں گے۔ میرا تعلق ایک دیکی علاقے سے ہے۔ میرا حلقہ انتخاب بھی پورا بارانی ایریا ہے جہاں حکومت پنجاب نے نسی علاقوں میں کھال پکے کرنے کے لئے اربوں روپے لگائے ہیں اور جہاں تک بارانی ایریا کا تعلق ہے تو میرے حلقے میں دس فٹ تک کوئی کھال نہیں بنالہذا میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب سے بھی گزارش کی تھی کہ میرا حلقہ بارانی ایریا میں کم از کم ہر یونین کو نسل میں دو ٹربائیں، دو ٹیوب دیل، چند پیٹر انجمن لوگوں کو میا کئے جائیں تاکہ اگر دیکی علاقوں کو، بارانی علاقوں کو نسی علاقے کے برابر تو نہیں لایا جا سکتا لیکن کم از کم ان کی کچھ توانداد ہو۔

جناب چیئرمین! میرے حلقہ انتخاب میں ایک تودریائے راوی بتا ہے اور دوسرا نالہ اسی۔ یہ دونوں زمین کا مسلسل کٹاؤ کر رہے ہیں اور پانی کے sources کی وجہ سے اور constant arousen کی وجہ سے کم از کم بیس گاؤں ایسے ہیں جن کی جتنی بھی ایگر یکلچر فرٹائل لینڈ ہے اس کا کٹاؤ جاری ہے۔ وزیر آبپاشی تو یہاں موجود نہیں ہیں، میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ پی سی ون بن چکا ہے اور وہاں پر چارٹائی بند تجویز ہو چکے ہیں، ان کا پی سی 1 بن کر مکملہ آبپاشی کے پاس ہے، میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ اس کے لئے جتنی بھی فنڈز پی سی 1 میں recommend کئے گئے ہیں اگر وہ release کر دیئے جائیں تو اس علاقے کے نقصان کی کم از کم کوئی تلفی ہو سکے گی۔

جناب چیئر مین! دوسرے ذرائع آمد ورفت ہیں۔ نارواں سے شکر گڑھ جور و ڈھے وہ پرونشل ہائی وے ہے اس کی حالت اتنی خراب ہے کہ وہاں پر جتنی بھی گاڑیاں جاتی ہیں اور جتنے بھی لوگ سفر کرتے ہیں وہ بہت مشکلات کا شکار ہیں، میں وزیر خزانہ سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ اس سڑک کی تعمیر کے لئے، اس کی مرمت کے لئے چند لاکھ روپے فنڈز release کر دیئے جائیں تاکہ کم از کم سڑک کے جو کھٹے ہیں وہ تو پر ہو سکیں۔

جناب چیئر مین: اب آپ wind up کریں۔

لیفٹینٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس: جناب چیئر مین! میرا آخری point یو ٹیلٹی سٹورز کے بارے میں ہے۔ ابھی فیدرل گورنمنٹ نے اپنے بجٹ میں ہر یونین کو نسل level پر ایک یو ٹیلٹی سٹور دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ یو ٹیلٹی سٹور پر ایسو یٹاڑ کر دیئے جائیں۔ حکومت کوئی بنس کر سکتی ہے اور نہ ہی حکومت کو کوئی بنس کرنا چاہئے۔ میری تجویز ہے کہ یہ سٹور پر ایسو یٹاڑ کر دیئے جائیں تاکہ یہ اچھے طریقے سے چل سکیں۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب چیئر مین! میں ایک بہت ہی اہم لکٹے پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ مجھے صرف ایک منٹ دے دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: جی، صرف ایک منٹ۔ فرمائیں۔ عظمی زاہد بخاری صاحب آپ ایک منٹ اپنا avail کریں۔ دوسروں پر توجہ نہ دیں۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب چیئر مین! میں ہاؤس کی توجہ چاہتی ہوں۔ چونکہ راجہ صاحب خوش قسمی سے اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں اور میں صح سے انتظار کر رہی تھی کہ راجہ صاحب ہاؤس میں تشریف لائیں تو میں ان کی توجہ دلاوں۔ (قطع کلامیاں)

بغیر کسی وجہ کے بھی یہ خواتین بولتی ہیں، میری سمجھ سے تو باہر ہے۔

جناب چیئر مین: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب چیئر مین! ایک بہت بڑا سکینڈل گوجر خان میں ایک prostitution کے اڑے کے بارے میں کچھ دونوں سے اخبارات میں چل رہا ہے۔ وہاں سے دو بچیاں کچھ دونوں پہلے برآمد کی گئی ہیں۔ ان کا کیس ابھی solve نہیں ہوا تو ایک بھی آج بھی وہاں سے برآمد کی گئی ہے لیکن

افسوسناک بات یہ ہے کہ پولیس اپناروایتی کردار پھر ادا کر رہی ہے۔ جناب! وہاں سے دو بچیاں کچھ دن پہلے برآمد کی گئی ہیں اور ان کا کیس ابھی solve نہیں ہوا۔ ایک بچی آج بھی وہاں سے برآمد کی گئی ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ پولیس اپناروایتی کردار پھر ادا کر رہی ہے۔ اس اڑے کو بند کرانے کی بجائے، اس نائیکہ arrest کرنے کی بجائے جناب ان کو کھلی چھٹی دی جا رہی ہے۔ وہاں سب انسپکٹر سلمان ہے وہ بچیوں کے خاندان والوں کو دھمکیاں دے رہا ہے اور کیس withdraw کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ یہ صرف خبر نہیں ہے بلکہ اس خالتوں کا مفعلاً direct ہے اور اس نے روتے ہوئے اپنی فریاد بیان کی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میری طرف سے ہاؤس میں وزیر قانون صاحب سے کہنے کے اس کیس پر ہمدردانہ غور کریں اور اس اڑے کو بند کرائیں، اس نائیک کو گرفتار کیا جائے اور وہاں ابھی تک جتنی بھی بچیاں موجود ہیں ان کی رہائی کا کوئی انتظام ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ آج بجٹ کے علاوہ کسی اور موضوع پر بات نہیں ہو گی۔ اگر آپ چاہیں تو راجہ صاحب سے اس سلسلے میں مل لیں۔ ہاؤس میں آج سوائے بجٹ کے کوئی دوسری بات نہیں ہو گی۔ میں یہاں پر تمام معزز ممبر ان سے یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے پاس اپوزیشن کے تین نام موجود ہیں اور تقریباً 10 نام حکومتی بخوبی کی طرف سے ہیں۔ اب میں زیادہ سے زیادہ دونام ایک اپوزیشن سے اور ایک حکومت کی طرف سے مزید call کر سکتا ہوں۔ میرے پاس محترمہ افشاں فاروق، محترمہ نگت میر اور رانا مشود احمد خان صاحب اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ ان میں سے رانا مشود صاحب بات کر لیں۔ باقی دو معزز ممبر ان کو اب میں موقع نہیں دے سکوں گا۔ اسی طرح حکومتی بخوبی کی طرف سے شاذیہ چاند صاحبہ بات کریں گی۔ دونوں کے لئے پانچ پانچ منٹ کا وقت ہو گا۔ جی، رانا مشود صاحب!

رانا مشود احمد خان: جناب چیئرمین! اپنے بجٹ ہاؤس میں پیش ہوا ہے اس حوالے سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پچھلے سال میں نے بجٹ پر احتجاجاً اس لئے تقریر نہیں کی تھی کیونکہ یہ وہ بجٹ ہے جس کے بارے میں ہم پچھلے تین سالوں سے کہتے رہے کہ اس کا input یا کریں۔ یہاں پر ہم مذب معاشروں کی مثالیں تو دیتے ہیں، یہاں پر مثالیں ہم امریکہ، کینیڈا اور انگلینڈ کی دیتے ہیں لیکن ہم انھیں follow نہیں کرتے۔ وہاں pre-budget پر سیشن ہوتے ہیں۔ تین تین میئنے، چھپھ میئنے پلے اجلاس ہوتے ہیں۔ آج تک یہاں پر budget pre-budget اجلاس منعقد کرنے کا تصور ہی کبھی نہیں آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کلک بجٹ بنائیں کہیاں پر بھیج دیتے

ہیں اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ اس پر چار دن کے اندر بحث کریں، یہ اعداد و شمار دیکھیں۔ آپ طرفہ تماشا دیکھیں، پچھلے بجٹوں کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ حکومت جو دعوے ان بجٹوں میں کرتی رہی ہے وہ دعوے بھی پورے نہیں ہوئے۔ جب بجٹ پیش ہو گیا تو اس کے بعد حکومت نے دیکھا اور نہ ہی اس میں کوئی روبدل ہوا۔ اس اسمبلی کی جیشیت صرف اتنی ہے کہ اس ہاؤس کے اندر ہم رنگ روڈ کا ایک معاملہ لے کر آئے۔ وزیر صاحب سامنے تشریف فرمائیں۔ ان کے ساتھ عوامی فورمز کے اوپر بھی بات ہوتی رہی اور آخر میں اسمبلی کے اندر بھی بات ہوتی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ میں ایک کمیٹی بنائیں اس مسئلہ کو دیکھوں گا۔ ہاؤس کے اندر کیا ہوا وعدہ آج تک پورا نہیں ہوا۔ ہم نے چار پانچ دفعہ ان سے رابطہ کیا۔ جناب! یہ تو اس بجٹ اور اس اسمبلی کی value ہے۔ یہاں پر یہ بات تو بڑے تو اتر سے ہو رہی ہے کہ پانچ سال پورے کرنے اور پانچ بجٹ پیش کر دیئے لیکن یہ بھی تو بتائیں کہ ہر سال جب بجٹ پیش کیا جائے۔ جب کو پیش کر کے یہ کہا گیا کہ اب عوام کے مسئلے حل ہو گئے۔ اب پنجاب کے عوام سکھی ہو گئے۔ اب پنجاب سے غربت ختم ہو گئی۔ پانچ بجٹ پیش کرنے کا credit یہ ہے جب پانچ سال کے بعد ایکشن کے اندر جائیں گے تو عوام کے سامنے کیا رکھیں گے، کیا پاکستان سے، پنجاب سے منگائی ختم ہو گئی ہے، کیا پنجاب سے غربت ختم ہو گئی ہے؟ کیا پنجاب کے اندر inflation rate کم ہو گیا ہے اور اس وقت کیا یہ ہیں کہ غریب آدمی آئے دن غریب سے غریب تر ہو تاجر ہاہے۔ مل کلاس آدمی کے لئے مینے کی تجوہ میں گزار کرنا مشکل ہو تاجر ہاہے۔ جنتے فنڈ زان کو ملے ہیں، جو فنڈ حکومتوں کو ملتے رہے ہیں، 9/11 کے بعد یہ ایک open secret ہے کہ جتنی funding اس گورنمنٹ کو ملی ہے اگر اس کو صحیح طریقے سے لگایا جاتا تو اس ملک کی حالت بہت بہتر ہو چکی ہوتی۔ آج آپ economic growth کی بات کرتے ہیں، industrial growth کی بات کرتے ہیں، economic growth کی بات کرتے ہیں۔ آپ بھلی تو پوری جبکہ ground realities on کیا ہیں۔ کون سی economic growth کرنے جائیں گے، آپ نے اگر economically compete کرنے ہے تو کن چیزوں پر کرنا ہے اور کیا آپ نے اپنی اندھر سڑیز کے taxes کے اندر کوئی کمی کی ہے؟ بھلی کا یہ حال ہے کہ اندھر سڑیز کے لوگ خود اپنے پاور پلانٹ لگانے، یونٹس لگانے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ یہ ground realities ہیں۔

جناب والا! آپ نے پولیس کو بے تحاشا فنڈ زدیئے۔ آپ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ان سے آپ نے performance کیا؟ آپ ان سے performance لے لیں سکتے جب تک کہ آپ ان

کو اپنے سیاسی عزائم کے لئے استعمال کرتے رہیں گے۔ اتنے کثیر فنڈز دے کر ایک کام ضرور لیا گیا ہے اور وہ اپوزیشن کو دبانے کا ہے۔ پہلے جب پولیس گھروں میں داخل ہوتی تھی تو ان میں کچھ شرم و حیا ہوتی تھی۔ اب حالت یہ ہے کہ گھروں کے دروازے توڑے جاتے ہیں۔ سیڑھیاں لگا کر گھروں میں پھلانگ جاتا ہے۔ خاص طور پر جو کام پنجاب میں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا اب وہ بھی شروع ہو گیا ہے کہ گھروں کی بہو، سیٹیوں کے اوپر ہاتھ ڈالا جاتا ہے، انھیں گھسیٹ کر لے جایا جاتا ہے، انھیں پولیس کی گاڑیوں میں ڈالا جاتا ہے اور گاڑیوں میں ڈال کر تھانوں میں لے جایا جاتا ہے۔ آپ کے سامنے عزیز بہلوان کی مثال موجود ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ حکومت اس پر سخت ایکشن لے گی۔ راجد صاحب نے بات توکی ہے لیکن پہلے دن، ہاں پر کارروائی ہونی چاہئے تھی۔ ہم اس بات کی اجازت کبھی نہیں دیں گے۔ ہم کٹ تو سکتے ہیں، مر تو سکتے ہیں لیکن اپنی بہو، سیٹیوں کے اوپر ہاتھ نہیں آنے دیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ میراں ہاؤس کے ذریعے سے یہ پیغام ہے کہ آئندہ اگر کسی پولیس والے نے، کسی انتظامیہ کے فرد نے اس طرح کی کوشش کی تو نتاں کا ذمہ دار وہ خود ہو گا۔

جناب چیئرمین: رانا مشود صاحب! آپ wind up کر لیں۔

رانا مشود احمد خان: جی، بہتر ہے۔ میں wind up کرتا ہوں۔ یہ کہتے کہ ہم نے ہمیتھے سیکٹر کے حوالے سے بڑا کام کیا ہے۔ پچھلے دونوں مجھے جناح ہسپتال کے اندر جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر مجھے جو سب سے زیادہ عجیب چیز لگی وہ یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی ایک بڑے سائز کی تصویر لگائی گئی ہے۔ کیا اس سے پہلے کسی وزیر اعلیٰ نے کسی ہسپتال کو فنڈ نہیں دیئے؟ موجودہ حکمرانوں نے تو بڑے بڑے لیوں کے اوپر اپنی خودستائی مضم شروع کر رکھی ہے خصوصاً میں نے آج تک کسی ہسپتال میں اس طرح کی مضم کبھی نہیں دیکھی۔ اس کے اوپر طرفہ تماشیا ہے کہ پورے ہسپتال کے اندر پینے کے پانی کا ایک کولر بھی نہیں ہے۔

معزز ممبر ان حزب اقتدار: جھوٹ، جھوٹ۔

رانا مشود احمد خان: میرے ساتھ چلیں، میں آپ کو ابھی چل کر دکھادیتا ہوں۔ جناب جب وہم پوچھی تو انہوں نے کہا جی آپ کیمیشن سے منزل واٹر کی بوتلیں خریدیں۔ یہ میں ہاؤس میں کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں کہ پورے ہسپتال کے اندر ایک بھی کولر نہیں ہے۔ جب مجھے وہاں پر مریضوں نے اس حوالے سے بتایا تو میں نے پورے ہسپتال کو دیکھا لیکن مجھے وہاں ایک بھی کولر نہیں ملا۔ اسی طرح وہاں کے مریضوں کے عزیز واقارب جو کہ انھیں ملنے کے لئے آتے ہیں ان کے لئے وہاں پر جو باخھ روم کی سہولت ہے اسے استعمال کرنے پر ان سے

- 5 روپے وصول کئے جاتے ہیں۔ جناب یہ ترقی ہے شعبہ صحت کے اندر، یہ ترقی ہے ہسپتا لوں کے اندر کہ وہاں پر اگر کچھ دے بھی رہے ہیں تو اس کا معاوضہ وصول کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! مجوہ کیش سیکٹر کو لے لیں، مجھ سے پہلے مرا ثناں صاحب نے بات کی ہے۔ ہمارے حلقہ این اے کے اندر دو ہائی سکول آتے ہیں۔ ہم لوگ محکمہ تعلیم والوں کو کہہ کرہ کر، مل کر تھک پچے ہیں لیکن آج تک تو یہ وہاں پر ایک ٹکالا گانہ نہیں سکے، پتا نہیں یہ کہاں پر پیسا لگا رہے ہیں، یہ پیسا کہاں پر جا رہا ہے ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

جناب والا! انہوں نے بجٹ کے اندر دکھایا ہوا ہے کہ ہم یہ expenses کریں گے لیکن میں ایوان کی وساطت سے وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ yellow actual expenditure book کی ہوتی ہے وہ یہاں ممیا کریں۔ کیونکہ اب حلقوں کے اندر ترقیاتی کاموں کی آڑ میں ووٹ خریدنے کا بازار گرم ہونا ہے اس لئے یہ انتہائی اہم بات ہے کہ actual پورٹ ایوان میں رکھی جائے اور اس پر حکومت کو پابند کیا جائے کہ یہ جو کہیں گے اس پر عمل کریں گے اس کے علاوہ جو بھی خرچ کریں گے وہ دھاندلي کے لئے استعمال ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب میں ان ممبر صاحبان کے نام پڑھ دیتا ہوں جو بجٹ پر بحث کرنا چاہتے تھے لیکن وقت کی قلت کے باعث انہیں موقع نہیں مل سکا۔۔۔

سید عبدالعزیم شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

سید عبدالعزیم شاہ: جناب چیئرمین! رانا صاحب نے بڑا تامم لیا ہے میں ان کی کسی اور بات کا توجہ بخوبی نہیں دوں گا۔ ان سے صرف یہ پوچھیں کہ یہ جس عوام کے لئے چیز ہے ہیں۔۔۔

رانا مشود احمد خان: جناب چیئرمین! معزز ممبر کس حیثیت سے جواب دے رہے ہیں۔ کیا وزیر خزانہ نے جواب نہیں دینا؟

سید عبدالعزیم شاہ: میں اسی حیثیت سے جواب دے رہا ہوں جس حیثیت سے آپ نے بات کی ہے۔ رانا صاحب! آپ کے گھر کے اخراجات تبدیل ہوئے ہیں آپ کی گھری تبدیل ہوئی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! یہ سوال جواب کا وقت نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب

یہ irrelevant بات ہے لہذا پلیز تشریف رکھیں۔

رانا مشود احمد خان: آج میری کلامی پر وہی گھڑی ہے جو پہلے دن تھی جب میں نے اسمبلی میں سپیکر کا ایکشن لڑا تھا۔ آپ لوٹے ہیں اور اپنا ضمیر یقین کر کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ (قطعہ کلامیاں)

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ وکیل ہیں اور وکیل مشتعل نہیں ہوتے۔ پلیز آرام سے بیٹھیں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب والا! ضمیر یقینے والے تو یہ ہیں۔ آج یہ پیپلز پارٹی سے ملے ہوئے ہیں جنہوں نے مسلم لیگ کا رکنوں کی ٹالنگیں توڑی تھیں۔۔۔

رانا مشود احمد خان: ضمیر والے آج بھی جماں تھے وہیں ان کے ساتھ کھڑے ہیں لیکن یہ موقع پرست ہیں اور اپنے مقاد کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔ آپ سب ضمیر والے ہیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب ماحول مت خراب کریں۔ پلیز بیٹھ جائیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ سب ضمیر والے ہیں ایسی بات مت کریں۔ رانا صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ اب میں ان معزز ممبر ان کے نام پر ہنچا چاہتا ہوں جو بجٹ تقریر کرنا چاہتے تھے لیکن ٹائم کی قلت کی وجہ سے انھیں موقع نہیں دیا جا رہا۔ ملک محمد آصف بھاصاحب، شمینہ جدون صاحبہ، مخدوم اشFAQ صاحب، سید مجاهد حسین شاہ صاحب، جناب محسن لغاری صاحب، جناب یہیز جیک صاحب، محترمہ کنوں نسیم صاحبہ، حفیظ اللہ خان نوانی صاحب، پجود ہری محمد ارشد صاحب، جاوید علاؤ الدین صاحب، جناب وارث کلو صاحب، محترمہ پروین سکندر گل صاحبہ۔ اب اس وقت میں صرف ایک ممبر کی تقریر کرو اسکیا ہوں لہذا میں محترمہ شازیہ چاند صاحبہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بجٹ پر بحث کریں۔

MRS SHAZIA CHAND: Bismillah Erehman Urahim. Thank you Mr. Chairman, sir, for providing me the opportunity to speak in this Honourable House. So I open my speech with the voice of the Holy Quran verse 78, Surah 'Nahal'

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بَطْوَنِ أُمَّهَتُكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْءًا وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَ الْأَفْدَةَ
لَعْلَكُمْ تَشَكَّرُونَ O

When God created you knew nothing. He gave you the ears, the eyes and the hearts so that you may be thankful to Him. Mr. Chairman, we bow our heads to Almighty Allah, for his blessings that we are able to present the fifth

consecutive budget of Punjab in the history of Pakistan. Like the previous year's budget, this year's budget has the main focus on the economic infrastructure development which will generate revenue for the Punjab by invigorating the momentum of the economic activity. This happened only due to the able leadership of Pakistan Muslim League Government, the commitment of President, Pervez Musharraf and PML Leader President Ch Shuaat Hussain and Parvez Elahi Sahib for developing the whole Nation and especially the Punjab Province on the strong footholds so that we can live like a strong Nation, like a strong country in this world. What is more important is the fact that the revenue surplus of the Punjab is continuously increasing. The expected surplus for the year 2007-2008 is 36.24 percent higher than that of the 2006-2007. This is primarily on account of the higher revenue collection and the better expenditure management thereby providing more funds for the expenditure on development side. Now Mr. Chairman, I want to discuss some very important sectors of Punjab Government and first of all education. Everybody knows that education plays a major role in the development of any nation. Therefore, our Government has developed a very serious plan for restructuring of the Primary Education system which was being managed by traditional system where Matric and FA was considered the basic qualification, the required qualification for a Teacher. Now the Government has changed the system and now minimum required qualification for the Teachers is BA, B.Ed. Moreover, 50 thousands Teachers have been recruited during the last 3 years and in the coming years more than 25 thousands Teachers will be employed in the primary sector education. To monitor 63 thousands schools, 900 mobile units have been made for the regular monitoring of all the schools.

Mr. Chairman, in Higher Education the Government has spent 2 billion rupees and almost the same amount has been earmarked for the year

2007-08. It is our Government, our Chief Minister's vision that the female girls students would get a stipend of Rs.200/- in 15 districts of the Punjab and this was done only to enhance education among the women folk and we are really thankful to God that we have got very good results. In the same way, the Government has allocated more than 2 billion rupees for the general universities to facilitate the upcoming Graduates.

Like education, I want to discuss on the Health sector. The Government has planned a Health Reforms Sector Programme and I want to mention here that the Government has made every step to revitalize the BHUs and Basic Health Centres. Special incentives are given to the Doctors who are serving in these BHUs and Rural Health Centres and the Chief Minister's good intentions can be seen from the increase of the budget which is 51percent more than that of the previous budget. In agriculture sector, Mr. Chairman, we are receiving very good results and almost 5 percent increase in the growth rate has been seen in this sector. In different crops the farmers were trained a special website i.e www.agripunjab.com.pk has been developed for the formers to get the maximum and have more yield per acre. Mr. Chairman, this budget is considered to be the welfare budget because the total emphasis is on the welfare; on improve of the common man. Chief Minister's Income Support Programme for the poorest of the poor, the development and proprietary rights...

MR CHAIRMAN: Time of the session is extended for 30 minutes.

MRS SHAZIA CHAND: For the non-regular Katchi Abadis, the land grants for the rehabilitation of the poorest of the poor in the rural areas, 15 percent increase in the salaries and 15 to 20 percent increase in the pension for the retired employees, all these programmes, all these facilities are meant to increase and enhance the living standard of the people of Punjab.

Now, Mr. Speaker I want to give some suggestions. These are not my suggestion rather I want to make some requests. My first request is this that Government should take every step for the construction of the dams otherwise the whole nation has to suffer in the supply of electricity and water sanitation. My second request is that the Government has allocated a very huge amount for the Police Department and Police Reforms should be checked to get the maximum positive results. The establishment of the industrial estates is a very good step of the Punjab Government and to get the maximum positive results. All the facilities and all the infrastructure should be given to the industrial estates.

MR CHAIRMAN: Please wind up your discussion within one minute.

MRS SHAZIA CHAND: Ok, within two minutes I am going to wind up my speech. I would like to give. Two more suggestions Like Federal Government, the Punjab Government should also upgrade the clerical staff of the Punjab so that they can compete with the employees of the Federal Government. My last suggestion is this that working women should be facilitated because they are providing the double duty with their male counterparts and separate transport system should also be provided to them as early as possible.

Mr. Chairman, In the end I want to congratulate his Highness President, Pervaiz Musharraf and His Excellency Ch Parvez Elahi for keeping very close liaison with the elected representatives and giving full attention towards their genuine demands.

Mr. Chairman this is the last and fifth budget of this present Government and we are satisfied with the performance of our previous years because we have done our work with great devotion, dedication and determination for the uplift of the society and for the people of Punjab. I am

hopeful this will surely lead us towards another successful tenure of 5 years under the leadership of Pakistan Muslim League.

جناب چیئر مین: شازیہ چاند صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی تقریر ختم ہو گئی ہے۔ شکریہ تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبر ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور معزز ممبر ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری بات کو غور سے سنیں اور خاموشی اختیار کریں۔ اس کے بعد ضمنی بحث پر بھی ایک دن عام بحث کے لئے ہو گا۔ جناب وارث کلو صاحب کا نام رہ گیا تھا اور اسی طرح رائے فاروق عمر صاحب، میاں محمد اصغر جیویکا، دیوان اخلاق احمد صاحب یہ بھی بحث پر discussion کرنا چاہ رہے تھے۔ اب یہ سارے لوگ جب ضمنی بحث پر بحث ہو گی اس دن اپنے نام دے دیں اس دن ان کو ٹائم دیا جائے گا۔ محترمہ افشاں فاروق!

محترمہ افشاں فاروق: شکریہ۔ جناب چیئر مین کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں اس گورنمنٹ اور جنرل مشرف کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ انہوں نے غریب عوام کے لئے تو پورے پانچ سال میں کچھ نہیں کیا لیکن انہوں نے اس ملک میں ایک چیز ایسی کی ہے کہ یہ پورا ملک اس چیز میں خود کفیل ہو گیا ہے اور وہ ہیں "لوٹ" شکریہ

جناب چیئر مین: اب رانشاء اللہ خان صاحب بحث پر discussion کریں گے۔

رانشاء اللہ خان: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئر مین! میں انتہائی مشکور ہوں وزیر خزانہ کا کہ بحث پر عام بحث چار دن چلی اور انہوں نے بڑے انہماک سے تقریریں سنیں اور ایوان میں پورا وقت بھی دیا۔ اپوزیشن کی طرف سے جو ثابت تجاویز آئیں ان کو بھی انہوں نے نوٹ کیا اور اب دیکھیں گے کہ وہ اس پر کس حد تک concede کرتے ہیں اور میں دیگر ممبر ان کا بھی انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس میں بڑا بھر پور حصہ لیا۔

معزز ممبر ان: آواز نہیں آ رہی۔

جناب چیئر مین: آپ لوگ خاموش ہوں گے تو آواز آئے گی۔

رانشاء اللہ خان: جناب والا! انہوں نے اس میں بھر پور حصہ لیا اور جس طرح سے آپ نے کئی دوستوں کے نام پکارے وہ اس بحث پر بات نہیں کر سکے۔ میں انشاء اللہ میں پچھیں منٹ کے اندر اپنی تقریر مکمل کروں گا۔ میری گزارش ہے معزز وزراء صاحبان سے بھی اور معزز ممبر ان سے بھی، کیونکہ راجہ صاحب مسلسل چار دن

یہ کہتے رہے ہیں کہ figures، پر بات کریں اور ادھر ادھر کی باتوں سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کیونکہ یہ last budget session ہے اور آج discussion کا بھی آخری دن ہے تو میں with facts & figures ہی بات کروں گا لیکن اسی وقت ہی سمجھ آسکے گی یا میں اس قابل ہو سکوں گا کہ میں آپ کو سمجھا سکوں تو مکمل طور پر اس پر توجہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین! سب سے پہلا جو figure ہے وہ یہ ہے۔ انہوں نے کما کہ 3 کھرب اور 56 ارب یعنی 356 ارب روپے کا بجٹ ہم پیش کر رہے ہیں اور اس پر ان کا کامیاب طریق کار رہا ہے پچھلے سالوں میں بھی اور اب بھی کہ یہ جو حجم اور سائز ہے اس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ جی بہت بڑا سائز ہے اور اس سے سنسنی پھیلانے اور عوام کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جناب! سائز بہت بڑا ہے۔ اس مرتبہ جب وزیر خزانہ تقریر فرمارہے تھے تو ان کے چھرے سے، ان کے کرب یعنی ان کی صورتحال ایسی تھی کہ مجھے بھی یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ شاید سائز بہت بڑا ہے لیکن in fact ایسے ہوتا نہیں ہے۔ اب سب سے پہلے جو ان کا سب سے بڑا سائز جو انہوں نے بڑے کرب سے ادا کیا ہے وہ ہے 356 ارب روپے کا بجٹ اور یہ ان کا فرمانا کہ اس کا سائز بہت بڑا ہے اور ان سے بڑی مشکل سے یہ برداشت ہوا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال جو ان کا بجٹ تھا وہ 274۔ ارب روپے کا تھا اور انہوں نے 70 ارب روپے سپلیمنٹری خرچ کیا ہے۔ یہ بننے ہیں 344۔ ارب روپے اور 344۔ ارب روپے پر انہوں نے یہ financial year complete کیا ہے اور 344 اور 356 میں جو دس بارہ کا فرق ہے یہ معمول کافر ق ہے اور ہر سال ایسے ہوا ہے۔ اس سے پچھلے سال 224۔ ارب روپے کا تھا اور سپلیمنٹری بجٹ کو ملا کر وہ تقریباً 260 پر انہوں نے end کیا اور بجٹ 274۔ ارب روپے کا پیش کیا تھا۔ اس سے پہلے بھی بجٹ 181۔ ارب روپے کا تھا اس سے پہلے 149۔ ارب روپے کا تھا تو یہ اسی طرح سے ہر سال دس بارہ ارب روپے کا فرق ہوتا ہے۔ اس میں جو سائز بیان کر کے جو سنسنی پھیلانا چاہتے تھے وہ بالکل غلط ہے۔ اب اس کے بعد ایک دوسرا ایک دوسرا سائز انہوں نے پیش کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ ترقیاتی بجٹ بہت بڑا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا ہے کہ یہ جو 150۔ ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ پیش کیا ہے۔ اس میں، میں محترم راجح صاحب کی توجہ اس جانب بھی مبذول کراؤں گا کہ یہ جو 356۔ ارب روپے کا انہوں نے بجٹ پیش کیا ہے اس وقت صوبے کی position financial یہ ہے کہ 2 کھرب 66۔ ارب روپے کا انہوں نے loan لینا ہے ان کا یہ white paper ہے اور صفحہ نمبر 88 پر راجح صاحب اور وزیر خزانہ صاحب ملاحظہ فرمائیں جو ان کی debt liabilities ہیں وہ

2 کھرب 66۔ ارب روپے ہیں اور اس پر انہوں نے بھی ادا کرنا ہے وہ 8۔ ارب روپے سے زائد ہے اور 243۔ ارب روپے ان کا موجودہ expenditure ہے اس کا یہ کوئی تقریباً 4 فیصد بتا ہے۔ ان کی اپنی پوزیشن یہ ہے کہ انہوں نے اس سال تقریباً 72۔ ارب روپیہ فرضی طور پر اس اپنے سائز کو بڑا کرنے کے لئے شامل کر لیا ہے۔ میں within 2 minutes میں گاجب کہ پچھلے سال انہیں 191۔ ارب روپے آیا ہے۔

جناب چیئرمین! پچھلے سال اس میں اضافہ اس لئے ہوا تھا کہ پچھلے سال جو نیشنل فانس ایوارڈ announce ہوا تھا تو اس کی وجہ سے Federal میں صوبوں کا جو تھوڑا اسہا share تھا اس سے کوئی تقریباً 30 سے 40۔ ارب روپے کا فرق پڑا۔ اب اس سال کوئی نیا این ایف سی ایوارڈ issue نہیں ہوا اس لئے اس میں کوئی ایسا فرق نہیں پڑنے والا لیکن یہ اس کو 233۔ ارب روپے پر لے گئے ہیں یعنی انہوں نے 42۔ ارب روپے زیادہ اندازہ لگایا ہے جس کا بالکل کوئی sequence نہیں بتا۔ اس کے بعد ان کے جو اپنے sources ہیں پچھلے سال ان کو اپنے Provincial Tax Revenue کے بارے میں اندازہ تھا کہ سال 30۔ ارب ہو گا۔ وہ تھوڑے سے فرق سے 31۔ ارب روپے ہوا ہے لیکن اس سال انہوں نے اس کو 6۔ ارب روپے آگے بڑھا دیا ہے۔ اس کے بعد جو Provincial non tax Revenue ہے اس کا انہوں نے پچھلے سال 42۔ ارب روپے کا اندازہ لگایا تھا لیکن وہ 35۔ ارب روپے ہوا ہے یعنی اس سے 7۔ ارب روپے کم ہوا لیکن اب انہوں نے اس کا 24۔ ارب روپے کا اندازہ لگایا ہے اور اس طرح سے انہوں نے 72۔ ارب روپے کی figure jugglery اس میں شامل کر کے اس کو 356۔ ارب روپے پر لے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں ان کے 150۔ ارب روپے کے ترقیاتی بجٹ پر آتا ہوں۔ اس میں 40۔ ارب روپے، 14۔ ارب روپے اور 3۔ ارب روپے کی ایک اور figure ہے۔ (اس مرحلہ پر جناب سپیکر کری صدارت پر ممتنک ہوئے)

جناب سپیکر: جی، رانا شاہ اللہ خان!

رانا شاہ اللہ خان: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اس بجٹ میں ان کے جو 150۔ ارب روپے ترقیاتی اخراجات ہیں انہوں نے اس میں جو ایک special infrastructure programme بنایا ہے آپ اس میں دیکھیں، شیخ چلی کا پلاٹ مشور ہے کہ شیخ چلی کے ہاتھ میں ایک انڈہ تھا۔ اس نے کہا، جی اس سے چجزے

لکھیں گے، چزوں کے پھر پولٹری فارم بنیں گے۔ پھر اس کے بعد شادی ہو گی، بچے ہوں گے۔ اب ان کا یہ حال ہے کہ انہوں نے اس special infrastructure لئے پچھلے سال بھی تقریباً گی 35۔ ارب روپے کی رقم مختص کی تھی۔ اس میں انہوں نے کہا تھا کہ سیالکوٹ لاہور موڑوے۔ اب دیکھیں کہ غلط بیانی اور لوگوں کو ایک خواب دکھانے کی بھی کوئی تک ہوتی ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ اس میں انہوں نے کہا کہ یہ وہی حکومت ہے، جس کا یہ منصوبہ ہے۔ یہ وہی حکومت ہے جس کا یہ بھی منصوبہ ہے اور اس نے کہا یہ وہی حکومت ہے جو سیالکوٹ لاہور موڑوے بنارہی ہے۔ یہ وہی حکومت ہے جو سیالکوٹ لاہور موڑوے پر 3 غیر ملکی سائنس اور شیکناوجی یونیورسٹیوں کا منصوبہ ہے۔ یہ وہی حکومت ہے کہ ان یونیورسٹیوں میں اس طرح سے تعلیم دی جائے گی۔ یہ بگو صاحب میرے پاس یہی ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ وہ جو لاہور سیالکوٹ موڑوے کا منصوبہ ہے اس کا کیا حال ہے، اس کا کام کماں تک پہنچا ہے۔ انہوں نے کہا ہی، ابھی تو on ground وہاں پر کوئی چیز نظر ہی نہیں آ رہی۔ بلکہ یہ مجھے بتا رہے تھے کہ on ground اس کا روٹ بھی ابھی تک final نہیں ہوا کہ اس نے کس طرف سے بننا ہے اور یہاں پر انہوں نے اس پر یونیورسٹیاں بنادی ہیں۔ غیر ملکی یونیورسٹیاں بن گئی ہیں وہاں پر تعلیم دلار ہے ہیں اور یہ جو منصوبے بتا رہے ہیں۔ ان کے لئے انہوں نے پچھلے سال جو پیسار کھا تھا وہ بھی ایک فرضی figure تھی

اس سال یہ کوئی 57۔ ارب روپے کی ایک فرضی figure اس میں دکھا رہے ہیں۔ اب یہ 150۔ ارب روپے سے ایک موڑوے بنتا ہے تو یہ لاہور اور سیالکوٹ کے درمیان بننے گا۔ اس کے بعد یہ ایک رنگ روڈ کی بات کر رہے ہیں اور رنگ روڈ کے منصوبے پر بھی تقریباً 15/20 فیصد سے زیادہ کام نہیں ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے اس دفعہ mass transit کی ایک نئی بات کر لی ہے۔ پہلے کچھ ہوانہیں اور اب انہوں نے ایک نیا شوشاچھوڑ دیا ہے۔ رنگ روڈ بھی بنارہے ہیں اور ساتھ ہی mass transit کا پروگرام ہے اس کے لئے انہوں نے 57۔ ارب روپیہ رکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان دو اضلاع سے زیادہ آگے بات نہیں بڑھتی۔ اب اس 57۔ ارب روپیہ کو آپ نکالیں تو پورے پنجاب کے لئے 93۔ ارب روپیہ باقی بچتا ہے اور اب 93۔ ارب روپے انہوں نے خرچ کرنے ہیں۔ لاءِ منستر صاحب اور وزیر خزانہ صاحب! یہ آپ کا white paper ہے۔ اس میں صفحہ نمبر 43 پر انہوں نے کہا ہے۔ اور اس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ پچھلے سال سے 50 فیصد زیادہ lays estimated at 150 billion. Full funding for silent features یہ ہیں اور یہ فرم رہے ہیں کہ اس کی

اے اس projects to be completed 66 percent funding for on going projects.
 93۔ ارب روپے میں سے میں کے لئے چلا جائے گا۔ وہ سکیمیں جو پہلے سال سے، اس سے پہلے سال سے، اس سے پہلے سال سے شروع ہیں اور ہر سال یہ اس میں تھوڑا تھوڑا فنڈ وال دیتے ہیں کہ کام چلتا رہے اور وہ complete ہونے کو نہیں آ رہیں۔ اب انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم 64 percent on going two third کو دے دیں گے۔ پھر two third سکیمیں ہیں جو کہ on going schemes complete ہوں گی یعنی یہ 3290 فیصد 66 percent on going schemes complete تقریباً 66۔ ارب روپے کے قریب بن جاتا ہے۔ یہ ان کو چلا جائے گا اور یہ صرف ہوں گی۔ اس میں سے تقریباً 1800 جو اس وقت on going schemes complete ہوں گی اور یہ تقریباً 70۔ ارب روپیہ ادھر چلا جائے گا۔ اب باقی ان کے پاس 70 اور 93، ان کے پاس 23۔ ارب روپیہ موجود ہے جس سے یہ اب آگے کام چلائیں گے۔ اب انہوں نے 23۔ ارب سے 150۔ ارب روپے لوگوں کو دکھانے ہیں کہ اب ہم صوبے میں 150۔ ارب روپے ترقیاتی سکیموں پر خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب اس میں ان کے 243۔ ارب روپے overnance expenditure ہیں یعنی آپ اس کا آپس میں موازنہ کریں کہ 243۔ ارب روپے سے چلنے والی حکومت اس سال 23۔ ارب روپے کے نئے پر جیکٹس اور نئے سکیمیں شروع کر کے اس صوبے اور اس ملک میں خوشحالی لانا چاہتی ہے جبکہ 23۔ ارب روپے عوام کی طرف جائے گا اور 243۔ ارب روپے ان حکمرانوں کی طرف جائے گا کہ یہ کس طرح سے کرتے ہیں یعنی میرے صوبے کے حکمران اس سال لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے 23۔ ارب روپے خرچ کر کے 243۔ ارب روپے ہر پر جائیں گے۔

جناب سپیکر! اب اس میں چار ڈپارٹمنٹس انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اس میں ایجو کیشن ہے، اس میں بیلٹھ ہے، اس میں ایگر یکلچر ہے یا جرل ایڈمنسٹریشن ہے۔ میں وقت کی کمی کے پیش نظر صرف ایجو کیشن پر بات کرتا ہوں کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ زراعت پر لودھی صاحب سایہ کے ہوئے ہیں اور لوگ تو سی کہتے ہیں کہ لودھی صاحب کا سایہ کیا ہے آسیب کا سایہ ہے کہ وہ محمدہ دن بدن نیچے کو جا رہا ہے۔ زراعت پر motions پر بات ہو گی۔

جناب چیئرمین! ایجو کیشن پر راجہ صاحب میری اس بات کی تائید کریں گے کہ موجودہ حکومت کا

سب سے زیادہ زور ہے۔ یہ کہ رہے ہیں اور یہ نعرہ چل رہا ہے کہ ”پڑھا لکھا پنجاب“ ہم روز full page اور half page کے قوی اخبارات میں اشتراحت دیکھتے ہیں۔ جیو پر بیٹھوایا اے آروائی پر بیٹھو تو اسی وقت وزیر اعلیٰ صاحب آ جاتے ہیں اور لوگوں کو کہتے ہیں کہ بچوں کو سکول بھیجو۔ اس طرح ان کا سب سے زیادہ زور ایجو کیشن پر ہے۔ میرا وعدہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب نے جو کتاب figures میں دی ہیں میں ان سے باہر ایک بات بھی نہیں کروں گا اور میں ground reality پر بات کروں گا کہ سکولوں کا کیا حال ہے۔ جس طرح میرے باقی دوستوں نے نشاندہی کی ہے جو کہ درست ہے لیکن میں صرف figures کی بات کرتا ہوں کیونکہ چار دن سے یہ بات ہو رہی ہے کہ figures کی بات نہیں ہے۔ اگر ان figures سے یہ ثابت ہو کہ موجودہ حکومت اس سیکٹر میں ترقی کی بجائے لوگوں کو صرف غلط بیانی سے اور اعداد و شمار کے ہیر پھیر سے لوگوں کے ساتھ دھوکہ کر رہی ہے تو میں پھر راجہ صاحب کی رائے چاہوں گا کہ یہ آپ کے سامنے ہیں اور آپ اس بارے میں اپنا خیال فرمائیں۔

جناب سپیکر! ایجو کیشن کا جو expenditure ہے یہ 21۔ ارب 75 کروڑ 45 لاکھ 68 ہزار ہے یہ صفحہ نمبر 863 اور 864 ہے۔ یہ اخراجات جاریہ ہیں اس کے مطابق یہ رقم خرچ کریں گے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اخراجات ہوں گے کیونکہ پچھلے سال انھوں 13۔ ارب روپیہ رکھا تھا کہ ہم خرچ کریں گے اور 14۔ ارب روپیہ خرچ کیا گیا۔ پچھلے سال کی بجٹ سٹیٹمنٹ میں صفحہ نمبر 48 میں یہ 13۔ ارب 66 کروڑ 60 لاکھ 90 ہزار روپے ایجو کیشن کا بجٹ تھا۔ یہ اخراجات جاریہ ہیں۔ ان میں صرف تنخواہیں ہیں، یو ٹیلٹی بل ہیں۔ آپ اس کو ڈویلپمنٹ بجٹ نہ سمجھئے گا۔ یہ صرف اخراجات جاریہ ہیں۔ انھوں نے اب کہا ہے کہ ہم 21۔ ارب روپیہ میں کریں گے اس میں یہ 7۔ ارب روپیہ کا اضافہ کر رہے ہیں یعنی پچھلے سال انھوں نے ایجو کیشن ڈیپارٹمنٹ کو 14۔ ارب روپے میں چلا یا ہے اور اس سال یہ اس کو 21۔ ارب روپے میں چلانیں گے اور یہ 7۔ ارب روپے اخراجات جاریہ میں اضافہ ہیں۔ یہ کامیابی کا سائز بڑھ گیا ہے، گورنمنٹ کا سائز بڑھ گیا ہے۔ اس میں 8۔ ارب 42 کروڑ 86 لاکھ 30 ہزار روپے ایڈمنسٹریشن کی مدد میں ہے اور 13 یونیورسٹیوں کی تنخواہیں، یو ٹیلٹی بل ہیں، POL چار جز ہیں وہ 6۔ ارب 13 کروڑ روپے ہیں ان میں others جو اس کھاتے میں نہیں پڑتے وہ 6۔5۔ ارب روپے ہیں۔ یہ 21۔ ارب 8 کروڑ 80 لاکھ 74 ہزار روپیہ بنتا ہے جو کہ ان کی ایڈمنسٹریشن، تنخواہوں اور یو ٹیلٹی بلوں پر چلا جاتا ہے۔ یہ یونیورسٹیوں کا ہے، ایڈمنسٹریشن کا ہے۔ اب یونیورسٹیوں اور ایڈمنسٹریشن میں 21۔ ارب 8 کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے بعد آپ یہ اندازہ لگائیں کہ نیچے سیکنڈری اور پر ائمڑی لیوں پر جو

ایجو کیش ہے اس کو یہ کیا دیتے ہیں۔ وہ ٹیچر ز جو تھوا ہوں کے بڑھانے کے لئے سڑکوں پر احتجاج کرتے ہیں تو مگر وہ احتجاج نہ کریں تو کیا کریں۔ ان کو پچھلے سال جو اضافہ ہوا ہے وہ نہیں دیا ان کا سکیل بڑھانے کی بات کی تو وہ انھوں نے نہیں بڑھایا اس کی وجہ یہ ہے کہ سارا خرچ تو اور پر ہو رہا ہے۔ ان کے لئے تو کچھ باقی 70 یا 75 کروڑ روپیہ بچتا ہے اس میں پورا صوبہ پر امیری اور سینئری لیوں پر راضی کرنا ہے۔ اسی طرح سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ایجو کیسٹ بھرتی کئے ہیں۔ اب ایک ایجو کیسٹ - 4600 روپے ایم اے پاس اور - 4250 روپے پربی اے پاس لے رہے ہیں کیا یہ کیریئر ہے۔ یہ - 4200 اور - 4600 روپے سے ایک گریجویٹ اور ماسٹر ڈگری والا اس سے کیریئر کا آغاز کر سکتا ہے۔ کیا وہ ماں پر صرف اس وقت تک میٹھے گاجب تک اسے کسی اور جگہ مزدوری نہیں مل جاتی یا کسی اور جگہ اس کا ہاتھ نہیں پڑ جاتا۔ اس طرح سے انھوں نے سائز کو بڑھایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اب اس میں 21۔ ارب 75 کروڑ روپے سے انھوں نے جس ٹھنکے کو چلانا ہے اس میں ڈولیپمنٹ سائیڈ پر انھوں نے کیا کیا ہے۔ مجھے اس کی لمبی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ڈولیپمنٹ کا جو بجٹ ہے دراصل وہی حصہ ہے جس میں لوگوں کو کچھ ملنا ہے۔ اس میں missing facilities ہیں، عمارتیں نہیں ہیں، چار دیواری نہیں ہے، sanitation کا انتظام نہیں ہے اور اسی طرح سکولوں کا جو حال ہے اس میں واقعی بڑی ضرورت ہے اور اس سلسلے میں انھوں نے جو کیا ہے اور ان کے جو figures ہیں اب اس میں کر پش کتنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ سٹیممنٹ کا صفحہ نمبر 49 ہے اس میں ایجو کیش کے لئے انھوں نے پچھلے سال 9۔ ارب 31 کروڑ 28 لاکھ 11 ہزار روپے رکھے تھے کہ ہم ان کو خرچ کریں گے لیکن اس میں انھوں نے 4۔ ارب 24 کروڑ 23 لاکھ 16 ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ اس سال یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس میں 17۔ ارب روپے خرچ کریں گے۔ یہ 17۔ ارب روپے کا انھوں نے اس سال ایجو کیش کی ڈولیپمنٹ میں کہا ہے کہ جز اسی نیو سے خرچ کریں گے اور جو کمیٹیل ہے اس سے انھوں نے کہا ہے کہ ہم 3۔ ارب 52 کروڑ روپے خرچ کریں گے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں بھی کہا ہے کہ ہم نے 72 فیصد اضافہ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس کا جو 9۔ ارب روپے کا break up صفحہ نمبر 51 پر دیا ہے۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ اس میں جو سپیشل ایجو کیش ہے اس میں انھوں نے کہا تھا کہ ہم 37 کروڑ 79 لاکھ 2 ہزار روپے خرچ کریں گے اور خرچ چار کروڑ کیا ہے۔ یہ راجہ صاحب آپ کی بجٹ سٹیممنٹ figures ہیں۔ آپ نے سپیشل ایجو کیش کا سارا سال اتنا شور ڈالا اور اس کی آپ نے ایک منظر بھی بنائیں بعد میں آپ نے ان کو

نکال دیا اور پھر کسی اور کو منسٹر بنادیا تو سپیشل ایجو کیشن پر لوگ سمجھتے تھے کہ اس پر کوئی خاص مرتبانی ہے اور اس پروزیر اعلیٰ صاحب کی بڑی توجہ ہے اور منسٹر صاحبہ بھی بڑی قابل تھیں۔ اس میں انہوں نے 37 کروڑ کا وعدہ کیا اور صرف چار کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے۔ اگر میں یہ فخر غلط بیان کر رہا ہوں تو میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ میری بھی correction کر دیں۔ اب اس میں جو بہت بڑا ظلم ہے جس کے لئے میں اس ہاؤس میں بیٹھے تمام معزز ممبر ان خواہ ان کا تعلق ٹریوری سے ہے خواہ اپوزیشن سے ہے، ان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گا کہ یونیورسٹی یا کالج میں کوئی آدمی تب ہی پہنچ گا کہ پہلے وہ پرائزی پاس کرے گا اور پھر میٹر کر کرے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کتنے لوگ ایسے ہیں جو یونیورسٹی میں پڑھتے ہیں۔ ہمارکوئی آدمی اگر میٹر کر جاتا ہے تو وہ چھوٹا موٹا کاروبار کرنے کے قابل ہو جاتا ہے یا پھر کوئی ہنزیر سیکھ لیتا ہے اس لئے سب سے زیادہ ڈولیپمنٹ بجٹ سکولوں کو دینا چاہئے۔ انہوں نے سکول زایجو کیشن کے لئے 8۔ ارب 47 کروڑ 21 لاکھ 4 ہزار روپے رکھے تھے اور خرچ ایک ارب 21 کروڑ روپے کئے ہیں، اب آپ دیکھیں کہ یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے کہ 7۔ ارب روپیہ سکول سائیڈ پر خرچ ہی نہیں کیا گیا۔ یہ جوان کی Annual Budget Statement ہے اس کے صفحے نمبر 51 پر یہ واضح فقرہ ہے کہ آپ نے 7۔ ارب روپیہ سکول سائیڈ پر خرچ ہی نہیں کیا اور کہتے ہیں کہ ہم نے missing facilities دور کر دی ہیں، ہم نے ساری بلڈنگز اور چار دیواری بنادی ہیں۔

جناب سپیکر نہاؤس کا نام مزید ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

رانا شاء اللہ خان: جناب سپیکر! کہنے کو تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ہر چیز بنادی ہے۔ اس سے پہلے میں نے یہ بھی نشاندہی کی تھی کہ انہوں نے expenditure budget بھی 7۔ ارب روپے سے بڑھایا ہے اور اس میں 13۔ ارب روپیہ رکھ کر 14۔ ارب روپیہ خرچ کیا ہے۔ یہاں پر انہوں نے 8۔ ارب روپیہ رکھا ہے اور اس میں سے صرف ایک ارب روپیہ خرچ کیا ہے۔ میں ان کی بات کو کس طرح سے مان لوں کہ اب اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کو پورے طور پر خرچ کریں گے یعنی جب انہوں نے اس میں 7۔ ارب کم خرچ کئے ہیں اور انہوں نے ٹوٹل بجٹ ڈولیپمنٹ اور سپیشل ڈولیپمنٹ سائیڈ کا جو 2006-07 میں رکھا تھا وہ 12۔ ارب 8 کروڑ روپے پر تھا، اب اس میں سے انہوں نے صرف 6۔ ارب 12 کروڑ 54 لاکھ 29 ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔

وزیر خزانہ: پاؤ ایٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فناں منڑ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی ایک correction کرنا چاہتا ہوں کہ صفحہ نمبر 50 کا پلا کام B. total budgeted Development Revenue Expenditure دیکھ لیں، اس میں اگر آپ ٹوٹل estimates یکھیں تو وہ 41۔ ارب روپیہ ہے، revised estimates 68۔ ارب روپیہ ہیں یعنی ٹوٹل خرچہ زیادہ ہوا۔ یہ جو ایجو کیشن سیکٹر کو identify کر رہے ہیں میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایجو کیشن سیکٹر کی spending ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذریعے کرتے ہیں۔ اس میں اگر آپ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دیکھیں جس کا نمبر میں آپ کو پڑھ دیتا ہوں، یہ نمبر 14102 ہے، اس میں 9۔ ارب 58 کروڑ روپیہ تجویز کیا گیا تھا اور اس میں 24۔ ارب 84 لاکھ روپے خرچ ہوا تھا۔ جتنی بھی یہ فرمار ہے ہیں کہ کم spending ہوئی ہے تو یہ ادھر میک آپ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر آپ دیکھیں کہ ان کو گیلری سے چٹ آئی ہے اور انہوں نے ان کو lead کیا اور یہ اسی پر چل پڑے ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ وہ بات جو میں کر رہا ہوں کہ یہ ساری misleading ہے تو پھر یہ بات درست ہو گی۔ اگر آپ نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ذریعے کرنا تھا تو وہ تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی گرانٹ کا علیحدہ کام ہے وہ اس بجٹ میں بھی ہے اور پچھلے سال کے بجٹ میں بھی تھا۔ اگر آپ نے یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے کھاتے میں ڈالنا تھا تو پھر یہ سال پر کہنے کی کیا ضرورت تھی اور اگر آپ نے اب بھی یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی گرانٹ میں ڈالنا تھا تو آپ نے جو تقریر میں کہا ہے کہ ہم 21۔ ارب روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور یہ پچھلے سال کی نسبت 72 فیصد زیادہ ہے تو پھر آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟ آپ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو گرانٹ میں جو پیسے بھیج رہے ہیں تو پھر آپ ان کو کہہ دیں کہ آپ روڈز پر خرچ کریں، سونگ پر خرچ کریں یا سیورچ کے لئے خرچ کریں لیکن آپ وہ تنخوا ہوں میں خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس ان کا کوئی کنٹرول ہے؟ آپ نے جڑا نوالہ میں پیسے بھیجے کہ آپ کوئی ڈولیمینٹ سکیمیں دیں گے اس کے بعد وزیر اعلیٰ صاحب گئے تو انہوں نے وہاں پر دس ہزار آدمی کے بیٹھنے کے لئے ایک ارکانڈیشنڈائیٹ ہال کا انتظام کیا اور اس میں تقریباً 1500 روپے فی کس آدمی کا خرچہ آیا، ساتھ کھانا بھی دیا اور وہاں پر تقریباً اڑھائی تین کروڑ روپیہ خرچ کر دیا۔ ضلعی گورنمنٹ کو جو آپ پیسے بھیجتے ہیں وہ تنخوا ہوں میں خرچ کر رہے ہیں۔ آپ فیصل

آباد کی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا جاکر حال دیکھیں کہ ان کی liabilities کتنی ہیں بلکہ یہاں تک کہ ان کے کمیونٹی بورڈز کے لئے جو رقم رکھی ہوئی تھی وہ انہوں نے غیر ترقیاتی اخراجات میں خرچ دی ہے اور آج تک آپ نے ان کا آڈٹ کیا ہے اور نہ کسی کو پکڑا ہے؟ یعنی جس پر آپ نے ہاتھ ڈالنا ہوتا ہے بے شک بعد میں کسی نہ کسی کو لوٹا کر دیا، کسی کو پکچھ کر لیا۔ مجھے بتائیں کہ صوبے نے جو فانشل روکنڈ بنائے ہیں اس پر کسی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے عمل کیا ہے؟ وزیر خزانہ صاحب کی بات درست ہے لیکن آپ نے جو یہاں پر 8۔ ارب 47 کروڑ روپے سکولوں کے لئے رکھے تھے تو آپ نے یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کے ذریعے سے خرچ کر دیئے تو یہ جو ایک ارب 21 کروڑ روپے ہیں یہ کس چیز پر خرچ کئے ہیں؟ آپ نے یہ figures revised بتایا ہے میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہو گا کہ جب بحث estimate کے بعد اس کو revised کیا جاتا ہے تو اس کا مقدمہ کیا ہوتا ہے؟ اب آگے دیکھیں کہ اگر ان کا یہ اسی سال کا معاملہ ہو تو پھر بھی کمیں کہ چلوانہوں نے ایسے کر لیا ویسے کر لیا لیکن یہ عادی مجرم ہیں، یہ پانچ سال سے یہی ہیرا پھیری کر رہے ہیں اور ہر محکمہ میں کر رہے ہیں۔ ملکہ تعلیم میں توان کی ہیرا پھیری اور دھوکہ دہی سب سے کم ہے کیونکہ پورا فوکس اس کے اوپر ہے۔ ایجو کیشن منسٹر صاحب یہیں تو پچھلے سال کی بحث سٹیمینٹ میرے پاس ہے اس میں صفحہ نمبر 41 پر ایجو کیشن پر آجائیں، اس میں آپ نے جو ٹوٹل ڈویلپمنٹ دی تھی وہ صفحہ 49 پر reflect ہوئی ہے۔ اگر آپ کے پاس کا پی نہیں ہے تو میں یہ آپ کو بھیج دوں گا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 2005-06 میں ایجو کیشن کے لئے ڈویلپمنٹ اور بلڈنگ سائیڈ پر 8۔ ارب 90 کروڑ روپیہ رکھا تھا، 7۔ ارب 58 کروڑ 62 لاکھ 38 ہزار روپے ڈویلپمنٹ کے لئے رکھے تھے اور ایک ارب 31 کروڑ بلڈنگ سائیڈ پر رکھے تھے جس کا ٹوٹل 8۔ ارب 90 کروڑ بنتا تھا اور revised کر کے انہوں نے 2۔ ارب 51 کروڑ خرچ کیا ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ نے پچھلے سال بھی 6۔ ارب روپے کم خرچ کیا اور اس سال بھی آپ نے 7۔ ارب روپیہ کم خرچ کیا تو اب یہ بات میں آپ کی کیسے تسلیم کر لوں کہ سارا سال "پڑھا لکھا پنجاب" سکولوں پر خرچ، missing facilities دور کر رہے ہیں، ہم یہ بھی کر رہے ہیں وہ بھی کر رہے ہیں، جناب! آپ جو رقم رکھتے ہیں جو لوگوں کو آپ سامنے خواب دکھاتے ہیں۔ یہ آپ کی budgeted figures ہیں اس میں آپ خود کہ رہے ہیں کہ پوری رقم بھی خرچ نہیں کی۔ پھر آپ ان کے documents کا حال دیکھیں کہ یہ جو ان کا وائٹ بیپر زہے۔ اب یہ فراؤ کی انتتا ہے کہ جب ان کو پتا چل گیا۔ یہ ان کی بات کا جواب بھی آجائے گا کہ انہوں نے جو فرمایا ہے کہ یہ ان کا current revenue expenditure ہے اور اس کے بعد اس میں جو

انہوں نے development کے حوالے سے جو ملیل دیا ہے اس میں انہوں نے جو فگر زدی ہیں۔ وائٹ ہائپر میں انہیں چاہئے تھا کہ جو یہ فرمارہے ہیں کہ ہم نے تو خرچ ہی نہیں کئے، ہم نے تو وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو گرانٹ دی ہے اور بعد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو انہوں نے پوچھا ہی نہیں کہ آپ نے خرچ کیا، کہاں پر خرچ کیا، تنخواہیں دے دی ہیں لیکن اس میں انہوں نے Programme sector-wise Development compared to 2006-07 2007-08 میں جو سو ششیں یکٹر ہے اس میں نمبر 1 پر ایجو کیشن ہے۔ اب ایجو کیشن پر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم 21۔ ارب 4 کروڑ روپیہ خرچ کریں گے اور انہوں نے کہا کہ یہ 72.119 فیصد زیادہ ہے اور پچھلے سال انہوں نے کہا کہ ہم نے 12۔ ارب 4 کروڑ روپے رکھے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب ان کو کم از کم اتنی تو ہونی چاہئے تھی کہ بھی آپ نے جو 12۔ ارب روپیہ رکھا تھا اس میں سے آپ نے 50 فیصد تو خرچ ہی نہیں کیا۔ 7۔ ارب روپے سے زیادہ آپ نے خرچ نہیں کیا تو آپ کم از کم اس میں یہ کہہ دیتے کہ پچھلے سال ہم نے 7۔ ارب روپے خرچ کیا اور اس سال ہم اتنا رکھ رہے ہیں ہمذاتنے فیصد زیادہ ہے یعنی وائٹ ہائپر پر وہی فگر ز show کر رہے ہیں جو انہوں نے خرچ نہیں کیا۔

وزیر خزانہ: پولانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب پسند کریں تو ان کو مکمل طور پر ہم اپنے اکاؤنٹنگ پروسیجر سمجھا سکتے ہیں۔ وائٹ ہائپر ہم بت user friendly بناتے ہیں کہ جن لوگوں کو زیادہ فائز اور ان بجٹ بکس کا بتابا نہیں۔ اس میں ہم نے مختلف گرانٹ اور مختلف چیزیں اکٹھی کی ہوتی ہیں اور یہ جو Annual Budget Statement ہے یہ accounting and financial purposes کے لئے سو فیصد ٹینکنیکل طریقے سے بنایا جاتا ہے۔ رانا صاحب قطعی طور پر غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اور میں ان کو پچھلے پانچ سال کے ڈیپارٹمنٹ والے actual figures کی بات سر اسر درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب پھر میں اس بات کا کیا جواب دوں کہ actual figures مجھے ڈیپارٹمنٹ سے لے کر دیں گے اور یہ جو انہوں نے ہمیں بستہ تھما یا ہے یہ کیا ہے۔ (قہقہے) اب میں نے اس کو کیا کرنا ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ جو Annual Budget Statement ہے میں نے ایک

بھی فگر جو آپ نے کہا ہے کہ ہم نے وہ گرانٹ دے دی ہیں۔ مجھے دکھائیں کہ آپ نے کہاں لکھا ہے۔ میں اس پر آپ لکھتے کہ ہم نے 8۔ ارب روپے رکھا تھا ایک ارب روپیہ خرچ کر دیا ہے باقی ہم نے نیچے خرچ کرنے کے لئے بھیج دیا ہے۔

وزیر خزانہ: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ Annual Budget Statement جو ڈھونڈنا چاہ رہے ہیں وہ ہماری جو موٹی کتابیں ہیں ان میں ہے۔ اس میں ہم نے سمری دی ہے ڈولپمنٹ کی، کرنٹ کی، سیسٹل اکاؤنٹ کی۔ اس کی ایک ایک آئٹم کی تفصیل کہ کون سا خرچہ کس ڈسٹرکٹ کو کب کس تاریخ کو دیا۔ وہ تمام تفصیل ہمارے پاس ہے۔ یہ صرف ایک سمری ہے۔

جناب سپیکر: تفصیل تو دوسری book میں ہے۔

رانا شلاء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ جس بجٹ سٹیٹمنٹ کا میں حوالہ دے رہا ہوں، جس سمری کا میں ان کو حوالہ دے رہا ہوں۔ آپ اس سمری کا ٹوٹل کریں، وہ 150۔ ارب روپے بنتا ہے یا نہیں، مجھے یہ بتائیں۔ میں یہی فگر تو پڑھ رہا ہوں۔ ان فگر کا ٹوٹل جا کر ان کا 150۔ ارب روپیہ بن جاتا ہے تو پھر آپ مجھے بتائیں کہ آپ مجھے کون سی detail گے۔ یہ سمری جو ہے، جو current expenditure ہیں یہ 243۔ ارب روپے بننے ہیں یا نہیں اور جو ڈولپمنٹ کی سمری ہے اس سمری کا 150۔ ارب روپیہ بنتا ہے یا نہیں تو پھر اس سمری میں سارا کچھ ہے نا۔ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ سے لے کر دوں گا۔ آپ نے اگر ڈیپارٹمنٹ سے لے کر دینا ہے تو پھر it means کہ یہ misleading documents ہیں اور اس کو جس طرح سے میں نے آگے 72۔ ارب روپے کا فرق نکالا تھا اس طرح سے انہوں نے لوگوں کو بے وقوف بنایا ہوا ہے۔ بعد میں مرخصی سے کوئی خرچ کرتے ہیں، کوئی نہیں کرتے۔

وزیر خزانہ: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہ سراسر درست بات نہیں کر رہے، غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ میں نے ٹوٹل

کو قطعی طور پر contest نہیں کیا۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ صفحہ نمبر 48 پر ایک ملکی ہوئی ہے "ٹرانسفرز"۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! صفحہ نمبر 48 دیکھیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اس میں 2006-07 budget estimates کے لئے ہیں جو کہ 14.2 ارب روپے ہیں جو کہ اب 29 ارب روپے ہو گئے ہیں۔ ادھر ہم نے صرف ٹوٹل ایک گلرڈیا ہوا ہے جو ٹرانسفرز کی details ہیں کہ یہ کس مد سے آیا ہے اور کام سے کس شعبے میں ٹرانسفر ہوا۔ اس میں ہمارے پاس development expenditures کی دو علیحدہ موٹے موٹے booklets ہیں اور current expenditures کی دو علیحدہ کتابیں ہیں۔ ان چار books میں details ہیں یہ اتنی پتلی کتاب جو ہے اس سے ہم نے یہ چار books generate کی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو development کی سمری ہے یہ صفحہ نمبر 47 سے شروع ہوتی ہے اور 53 پر ختم ہوتی ہے۔ یہ جو total grand total ہے وہ 150 ارب روپے ہے۔ اب مجھے یہ جو اواب ٹوٹل دکھار ہے ہیں اب اس میں ہوا کیا ہے اب اس میں جو گورنمنٹ بلڈنگ ہے نال، میں آپ کا یہ بھی مغالطہ دور کروادیتا ہوں کہ اب آپ جو کہہ رہے ہیں کہ ٹوٹل وہاں پر 50 ہے 60 ہو گیا ہے۔ ٹوٹل میں فرق ایسے پڑا ہے کہ یہ جو گورنمنٹ بلڈنگ ہے اس میں انہوں نے رکھا تھا اور خرچ کیا ہے 18 ارب روپے۔ آپ صفحہ نمبر 52 پر دیکھیں کہ گورنمنٹ بلڈنگ پر انہوں نے 13 ارب روپے رکھا تھا اور 4 ارب روپے انہوں نے زیادہ خرچ کر دیا۔ اسی طرح سے یعنی ہر وہ کام جس کا تعلق بلڈنگ سے ہے، بلڈنگ میں ڈولیپمنٹ assets side پر آ جانا ہے اور development کے کھاتے میں آ جاتا ہے۔ اب ایک بلڈنگ آفس کے لئے بن رہی ہے اس آفس میں سیکرٹری صاحب نے بیٹھنا ہے، اس آفس میں کسی ڈپٹی سیکرٹری نے بیٹھنا ہے، اس آفس میں کسی ڈی جی نے بیٹھنا ہے۔ وہ بلڈنگ یہ فوراً بنائیں گے۔ اس کی جو maintenance ہو گی اس میں جو باقی ایئر کنڈی یونیٹ لگیں گے، اس پر وہ فوراً خرچ کریں گے۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ اس میں انہوں نے بلڈنگ میں پولیس کو 14 کروڑ دیئے تھے لیکن 22 کروڑ خرچ کئے ہیں، اسی طرح سے جو ایس اینڈ جی اے ڈی ہے اس کو انہوں نے 26 کروڑ روپے دیئے تھے وہاں پر انہوں نے 35 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ اسی طرح

Mیں بھی ہر جگہ پر کروڑوں روپے کا فرق ہے تو یہ اس Government Building Residence طرح سے کرتے ہیں کہ جو پیسے کسی سکول کے اوپر، وہ کسی دورافتادہ ایریا میں اور وہاں پر کوئی چار دیواری بننے کے لئے رکھے ہیں وہ تو نہیں بننے گی لیکن یہاں پر اگر کوئی گورنمنٹ بلڈنگ بننی ہے، کوئی آفس بننا ہے، اگر سی ایم سیکرٹریٹ بننا ہے، اگر وہاں پر 90۔ شارع قائدِ اعظم پر کوئی بست بڑا ہاں بننا ہے تو وہاں پر یہ فوراً خرچ کر دیں گے۔ وہاں پر یہ دس کروڑ روپے رکھیں گے اور 22 کروڑ روپے خرچ کر دیں گے اور پھر کمیں گے جناب یہ ٹوٹل آپ نے دیکھ لیا ہے ٹوٹل تو پورا ہے۔ بھئی! ٹوٹل پورا ہے لیکن میں جس ایجو کیشن سیکرٹری کی بات کر رہا ہوں آپ بتائیں کہ یہ جو فگر زہیں میں نے اپنے پاس سے تو نہیں رکھیں۔

جناب سپیکر! یہ ان کا حال ہے اس سیکرٹری میں جس کا پورا سال انہوں نے شور کیا ہے بلکہ پورے چار پانچ سال سے یہ شور کر رہے ہیں کہ جناب بڑا "پڑھا لکھا پنجاب" ہم نے بنادیا ہے، یہ کر دیا ہے اور وہ کر دیا ہے۔ اب میں صرف دو منٹ کے لئے آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہ کرتے کیا ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وقت ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں صرف پانچ منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ راجہ صاحب فرمائے تھے کہ ان کو کوئی تجویز بھی دینی چاہئے۔ اب جز لایڈ منسٹریشن ہے۔ جز لایڈ منسٹریشن میں ان کا حال دیکھیں کہ جز لایڈ منسٹریشن میں صرف موٹی موٹی فگر زد ووں گا۔ اس میں 22 ارب روپے کا خرچہ کر رہے ہیں۔ جز لایڈ منسٹریشن میں یہی آتا ہے کہ یہ جو executive side ہے یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ اس میں وزیر اعلیٰ ہاؤس بھی آتا ہے اور گورنر ہاؤس بھی آتا ہے اور باقی صوبائی ایگزیکٹو وغیرہ میں 22۔ ارب روپے کا خرچہ انہوں نے اس سال رکھا ہے اور یہ خرچہ پچھلے دو تین سالوں میں اتنا زیادہ بڑھا یا ہے۔ اس میں تھواہیں 3۔ ارب 13 کروڑ روپے اور یہ خرچہ non salary expenses جس میں maintenance آتی ہے، الاؤ نسرا آتے ہیں، یو ٹیکس اور باقی ٹی اے ڈی اے وغیرہ سارا کچھ ہے تو وہ 18۔ ارب 97 کروڑ روپے ہے یعنی یہ بیورو کریسی اور گورنمنٹ لوگوں کو اتنی مہنگی دے رہے ہیں اور حالت یہ ہے کہ ان کا ترقیاتی بجٹ، وزیر تعلیم صاحبِ حق تیر تعلیم پر بات ہوتی رہی ہے وہ خاموش بیٹھے رہے ہیں بلکہ وہ کوئی چیز کھاتے رہے ہیں اور اب بھی وہ کچھ کھارے ہیں۔ ان کو بتا ہے کہ ہمارا حال کیا ہے، حقیقت میں ہم نے جو کیا ہے۔ راجہ صاحب! آپ اتنی مہنگی گورنمنٹ لوگوں کو دے رہے ہیں کہ 22۔ ارب روپیہ آپ خرچ کر رہے ہیں جس میں 3۔ ارب 13 کروڑ تھواہوں اور 18۔ ارب

97 کروڑ روپے صرف یو ٹیلیٹی بلا اور دیگر معاملات کے لئے رکھا ہے۔۔۔
 وزیر تعلیم: پرانٹ آف آرڈر۔
 جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! بنیادی طور پر روایت یہی ہے کہ معزز وزیر خزانہ ہی جواب دیں گے لیکن میں نے ان کے سارے پوائنٹس نوٹ کئے ہیں اور میں انشاء اللہ تعالیٰ کٹ موشنز میں جواب دوں گا۔ پچھلے سال بھی ان کا یہی مسئلہ تھا اور میری اسی پرانٹ پر ان کے ساتھ بحث ہوئی تھی۔ دراصل کچھ سیکھ رائے ہے بلکہ بیشتر devolve ہو چکے ہیں اور ان کی implementing "جنسیز ڈسٹرکٹ کی ہوتی ہیں تو یہ پیسا جب ٹرانسفر ہوتا ہے اور انہیں جو figures کی گڑ بڑ نظر آ رہی ہے یہ میں آپ کی اجازت اور ان کی مہربانی سے کٹ موشنز پر تمام بالتوں کا جواب دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! ایجو کیشن میں انہوں نے جو فرقہ ڈالا ہے پچھلے سال 6۔ ارب روپے کا تھا اور اس سال 7۔ ارب روپے کا ہے۔ ایک ارب روپیہ انہوں نے پچھلے سال اور اس سال، ڈولیپمنٹ میں سارا لکھا ہوا ہے کہ کتنے سکولوں کی چار دیواریاں بنی ہیں، کمال کمال پر facilities missing کیا ہوا کہ خود ہی کئے جا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اصلاح کو فنڈز شفت کئے ہیں اور اگر اصلاح کو فنڈز شفت کئے ہیں تو پھر کل جب یہ آئیں تو یہ بتائیں کہ فلاں ضلع میں اتنے پیسے انہیں ٹرانسفر ہوئے ہیں اور وہاں سے اتنے پیسے facilities missing کے اخراجات پر خرچ ہوئے ہیں جو کہ figures ان کے پاس نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ انداز حکومت کس طرح کا ہے کہ قرضے کا پیسائے کر فارن ایجنسی سے، بنک سے پیسے لے کر یہ غریب ملک پر کس قسم کی حکومت کرتے ہیں اور کس طرح سے اخراجات کرتے ہیں کہ یہ 22۔ ارب روپے کی جزیل ایڈمنسٹریشن ہے۔ اس میں گورنر ہاؤس اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کا خرچہ ایک ارب 38 کروڑ روپے ہے یعنی آپ اندازہ لگائیں اتنا ہمارا ایگر یکچھر کا ڈولیپمنٹ بجٹ نہیں ہے، اتنے پیسے انہوں نے ایجو کیشن پر خرچ نہیں کئے لیکن یہ دو شردادے اس صوبے پر حکومت کرنے کے لئے بیٹھے ہیں، ان کا خرچہ ایک ارب 38 کروڑ روپے اور ہر سال یہ

بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ اب اس کا حال دیکھیں کہ یہ وہاں پر کرتے کیا ہیں۔ یہ صفحہ نمبر 309 پر وزیر اعلیٰ کا ہے کہ ان کے پاس ایک سیکرٹری، ایک ایڈیشنل سیکرٹری ہے اور اس کے علاوہ باقی کلر کوں اور دوسروی پوسٹیں ہیں۔ اب آپ اس میں دیکھیں کہ ان کے پاس 58 ویٹرز ہیں، چار ڈش واشر ہیں، ویٹرز ڈشیں واش نہیں کرتے ان کے لئے علیحدہ چار ڈش واشر رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس 92 ڈرائیورز ہیں۔۔۔

جناب خضرالیاس ورک: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خضرالیاس ورک: جناب سپیکر! رانا صاحب نے دو شزادوں کا ذکر فرمایا گورنر جو صوبے کے ہیڈ ہوتے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب صوبے کو چلا رہے ہیں، ان کے متعلق کہا ہے تو اصل میں شاہی نظام انگلینڈ میں ہے اور وہاں ان کے اپنے شزادے رہتے ہیں اور یہ ان کا نام نہیں لیتے اور یہ چودھری پرویز الہی کا نام لیتے ہیں۔ دبئی میں بھی شزادوں کی حکومت ہے اور پیپلز پارٹی کی قائدی دبئی میں رہتی ہیں تو وہ شزادے اور شزادیاں ہم نے لندن اور دبئی میں بھیجے ہوئے ہیں۔ یہاں جو رہتے ہیں یہ پاکستان مسلم لیگ جو پاکستان کی غالی جماعت ہے کے قائدین رہتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! کوئی دبئی میں رہے، کوئی لندن میں رہے، کوئی امریکہ میں رہے جس نے رہنا ہے اپنے خرچ پر رہنا ہے۔ یہ 58 ویٹرز کو چودھری پرویز الہی صاحب اپنی جیب سے تxonah دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ آپ اس بجٹ سے یہ اڑادیں یعنی 58 ویٹرز ہیں اور 92 ڈرائیورز ان کے پاس ہیں اور اگر اتنے ڈرائیورز ہیں تو پھر اتنی گاڑیاں بھی ہوں گی۔ اس کے بعد 13 پورچار دلی ہیں، 10 کلینز ہیں، 36 سینیٹری ورکر ز ہیں یعنی پورے شرکی سینیٹریں کا انتظام تو واسا کرتا ہے تو ان کے لئے 36 علیحدہ سے سینیٹری ورکر ز ہیں اور تین گفت پیکر ہیں جو لوگوں کو گفت دینے کے لئے ہر وقت گفت ہی پیکر کرتے رہتے ہیں، 58 نائب قاصد ان کے پاس ہیں اور اس کے بعد 18 ان کے متعلق اگر میں کہوں کہ کون ہیں تو یہ برانہ منائیں تو اس کے سامنے انگلش میں جو لکھا ہے کہ MASALCHI یہ ماٹھی بنتا ہے اب پتا نہیں وہ 18 ماٹھی ہیں [*****] (تفصیل)

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جس صفحے پر لکھا ہوا ہے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کیونکہ میں اپنی طرف سے
نہیں کہہ رہا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے فقط ٹھیک بولا ہے جو آگے کہا ہے وہ حذف کروایا ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! جب ماشی کو تجوہ دی جائے گی تو پھر وہ کیا کرے گا۔

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہ فقط مصالیجی ہے جو کہ گک ہوتا ہے اور کچن میں کام کرتا ہے۔ یہ ماشی نہیں ہے بلکہ
مصالحیجی ہے۔

جناب سپیکر: جی، مربانی کہ آپ نے درستی کر دی۔

وزیر صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر صحت: ماشی کا نہیں فرق نظر نہیں آتا کیونکہ وہ ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن بنے ہوئے ہیں۔

* مکمل جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب نے عینک اتاری ہوئی تھی اس لئے تھوڑی بہت غلطی لگ جاتی ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! اک تو انہوں نے الگ بھی رکھے ہوئے ہیں۔ مصالیجی کوں سا اک ہوتا ہے۔ اگر
وہ صرف مصالیجی ہے اور اک کی الگ figures (تمقہ) ہے۔

معزز ممبر ان حزب اقتدار: مصالحہ ڈالنے والا!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ 18 آدمی مصالحہ ڈالتے ہیں اور اگر یہ 18 آدمی مصالحہ ڈالیں گے تو ہندیا
خراب ہو جائے گی اور اس کا کوئی ذائقہ نہیں رہے گا۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے مغلوں اور شاہ
رنگلیے کی تاریخ پڑھی ہوئی ہے یعنی ایک غریب قوم، کس حالت میں ہمارا ملک ہے اور ہمارے لوگوں کی کیا
حالت ہے اور اس پر یہ حالت ہے کہ ہمارے ڈرائیوروں کی تعداد، خانسائے علیحدہ، ہمارے ویٹرز علیحدہ، ہمارے

مالشی علیحدہ، ہمارے مصالحی علیحدہ تو اس طرح سے راجہ صاحب! آپ فرمارہے تھے کہ تجویز بھی دیں تو تجویز یہ ہے کہ آپ گورنمنٹ کے حجم اور سائز جس سے آپ لوگوں کو ڈرتاتے ہیں جو کہ بہت بڑا سائز ہے اور آپ جب سائز کی بات کرتے ہیں کہ اتنا بڑا جگہ کا سائز ہے تو آپ کے چھرے پر کرب ہوتا ہے اور لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا سائز ہے لیکن حالانکہ نیچ میں ہوتا کچھ بھی نہیں ہے۔ سارا قرضہ ہوتا ہے اور ساری اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس سائز کو کم کریں اور آپ 13۔ ارب روپے سے 21۔ ارب روپے پر expenditure ہے لے گئے ہیں، ڈولیپمنٹ 8۔ ارب روپے سے ایک ارب روپے پر لے آتے ہیں اور وہ آپ 12۔ ارب روپے سے 6۔ ارب روپے پر لے آتے ہیں تو آپ کے 17۔ ارب روپے پر کون یقین کرے گا وہ بھی اگلے سال آپ نے دو یا تین پر لے آئی ہے۔ اس گورنمنٹ کا سائز آپ نے اتنا زیادہ بڑھایا ہے اس کو آپ ختم کریں براہ مریانی! ان مصالحیوں کو فارغ کر دیں، ان ماشیوں کو فارغ کر دیں، گورنمنٹ کے سائز کو گھٹائیں اور یہ پیسے اس صوبے کے غریب لوگوں کو پہنچائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: اعوذ باللہ من الشیطین الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب ارشد محمود گبو: پاہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود گبو صاحب!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! میراپاہنٹ آف آرڈر یہ ہے جو نکہ انہوں نے فائل speech کرنی ہے تو صحیح میری بہن زیب النساء نے بھی ایک سوال کیا تھا کہ وفاقی حکومت نے ملاز میں کے جو سکیل 6,7,6 اور 9 مقرر کئے تھے گر پنجاب گورنمنٹ نے اس کی تفصیل نہیں دی اس لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے جو speech کرنی ہے اگر وہ غریب لوگ جو تھوڑے تھوڑے سکیل کے لوگ ہیں اگر یہ ان کے سکیلوں کی وضاحت کر دیں جس طرح وفاقی گورنمنٹ نے کی ہے تو میں ان کا مشکور ہوں گا۔ (نعرہ ہائے حسین)

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: اعوذ باللہ من الشیطین الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے اس ایوان کے تمام معزز ممبر ان اور ارکین کو دل کی گھرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں کہ الحمد للہ

چھلے میں سال کی تاریخ میں یہ پہلی سیاسی حکومت ہے جس نے اپنے پانچ سال مکمل کئے اور اپنا پانچواں بجٹ کامیابی سے پیش کیا۔ (نصرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں اپنی winding up speech comments specifically ایک ممبر کے لئے ہی کروں گا جو کہ رانا شاء اللہ صاحب ہیں۔ وہ یہ ہے کہ یہ بار بار سائز اور کرب کا کوئی تعلق بناتے رہے تو بخدا یقین کیجئے کہ ہم نے شروع سے اپنے سائز کو بت کنٹرول میں رکھا۔ (تفہم)

ابھی بھی ہمارے پاس 20۔ ارب روپے پڑا ہوا تھا لیکن ہمیں ان کی تکلیف کا اندازہ تھا کہ وہ بالکل ہی برداشت نہیں کر پائیں گے تو وہ انشاء اللہ اس سال کے جب revise بجٹ آئیں گے تو وہ مزید بھی بڑھ جائے گا تقریباً 20۔ ارب روپے۔

جناب والا! میں اپنی بات کو سب سے پہلے شروع کرتا ہوں کہ کسی بھی صوبائی حکومت کے بجٹ میں سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ آپ کے پاس کتنے وسائل دستیاب ہیں۔ تمام معزز ایوان، بخوبی واقف ہے کہ وسائل نیشنل فناں کمیشن ایوارڈ کے تحت آتے ہیں۔ تقریباً ہمیں 80 فیصد وسائل فناں کمیشن ایوارڈ سے ملتے ہیں اور 20 فیصد ہم اپنے صوبائی محاذی سے اکٹھے کرتے ہیں جن میں toll tax receipt اور tax receipt شامل ہیں۔ یہ صرف ٹریوری نفع کا ہی تنفس نہیں ہے بلکہ یہ پورے پنجاب کے عوام کا تنفس ہے، پورے پنجاب کے عوام کی آواز ہے جس میں، میں تو قع کروں گا کہ اپوزیشن بھی حکومت کے ساتھ اپنی آواز ملائے گی۔ ہمیشہ سے یہ کہا گیا کہ پنجاب بیچ دیا گیا، پنجاب کا سودا ہو گیا اور پنجاب کے حقوق کو اپنے اقتدار کے لئے compromise کر لیا گیا۔ جناب! جس طرح آج last speech کے اندر ایک فیصد نہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ سو فیصد غلط بیانی اور کم علمی، غلط بیانی on the basis of علمی۔ علم کی کمی ہو تو بھی بندہ غلطیاں کرتا رہتا ہے۔ میں آج پنجاب کے عوام کو اور خاص طور پر اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ---

کورم کی نشاندہی

جناب محمد آ جاسم شریف: جناب سپیکر! کورم پورانے ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا ہے، ہاؤس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

معزز ممبر ان حزب اقتدار: شیم، شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

سالانہ بجٹ برائے سال 2007-08 پر بحث

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ جو بار بار سائز کی بات ہو رہی تھی تو دھیرے دھیرے یہ ہم نے اسی لئے بڑھایا تھا کہ ان جیسے لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے ابھی ان سے دو منٹ پہلے جب فائل منسٹرنے بات کی توان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اس لئے ہم 20 ارب روپے سے آہستہ آہستہ اوپر گئے ہیں تاکہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اور برداشت کرنے میں انہیں کوئی وقت نہ ہو۔ میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تو کہہ رہے تھے کہ ہم انتہائی تحمل کے ساتھ سنیں گے اب سنیں، کیوں اب آپ کو تکلیف ہوتی ہے؟ (وقتے)

جناب ارشد محمود گبو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گبو صاحب!

جناب ارشد محمود گبو: جناب سپیکر! یہ راجہ صاحب نے ہی بات طے کی تھی کہ ہم اپنا کورم پورا کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کورم پورا ہے۔

جناب ارشد محمود گبو: دیکھیں، یہ گورنمنٹ کی ڈیوٹی ہے یہ ہمارا حوصلہ ہے کہ ہم تین روز سے --- (شور وغل)

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ پچھلے ---

وزیر صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! ہم نے بیٹھ کر ان کی تقاریر سنیں ہیں اب یہ بھی فانس منستر کی تقریر سنیں ان کا یہ روایہ نہیں ہوا چاہئے یہ روایہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گو صاحب! پلیز، چلنے دیں کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب ارشد محمود گلو: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی بات کروں گا۔ راجہ صاحب ہمارے پاس آئے اور کہا کہ کورم ہم پورا کرتے ہیں آپ تقریر کریں۔ دیکھیں، تین دن یہ سیشن چلا ہے آج آخری روز ہے یہ سب کے لئے ہے میں اپنے آپ کو بھی اس میں شامل کرتا ہوں کہ کل بجٹ تقریریں ہوں ہی تھیں اور ہم ہمارا ٹوٹل صرف پانچ آدمی بیٹھے تھے۔ یہ کس کی ذمہ داری ہے، یہ ہماری ذمہ داری ہے یا گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے؟ یہ 371 کا ایوان ہے یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا کورم پورا کرے ہم تین روزہ ہمارا بڑے صبر اور حوصلے کے ساتھ بیٹھے رہے اور ہم نے کورم کی نشاندہی نہیں کی۔ راجہ صاحب نے جو commitment کی تھی ان کو بتا تھا کہ ہم کورم کی نشاندہی کریں گے اس لئے انہوں نے کورم پورا کھاتو یہ ان کی ڈیوٹی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں گزارش کر رہا تھا نیشنل فانس کمیشن ایوارڈ کے حوالے سے۔ موجودہ سالوں نیشنل فانس کمیشن ایوارڈ کے آنے سے پہلے divisible pool میں پاپولیشن کا حصہ 37.5 فیصد تھا۔ میں تمام ممبرز کی توجہ ان نمبرز پر چاہوں گا 37.5 percent of divisible pool یہ پاپولیشن کی بنیاد پر تقسیم ہوتا ہے اللہ لمبی حیاتی کئے جزء مشرف صاحب کو جنوں نے بڑھا کر، موجودہ سال 2006-07 نیشنل فانس کمیشن کا پہلا سال ہے بڑھا کر 37.86 فیصد کی آئندہ آنے والے سال میں 38.81 فیصد اور terminating year میں جب یہ ایوارڈ ختم ہو گا پانچواں سال ہو گا 41.2 فیصد محاصل divisible pool کے پاپولیشن کی بنیاد پر تقسیم کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تھیں)

جناب والا! ایک چیز اور جو صوبے کے حوالے سے بہت اہم ہے جس پر میں اپنے دونوں بخوبی کی طرف سے بچھا بھام دیکھتا ہوں حکومتی بخوبی اور اپوزیشن بخوبی کی جانب سے ہمارا پر ایک دو ممبر ان نے اس قسم کی بات کی کہ ہم زیادہ وسائل پیدا کرتے ہیں تو ہمیں زیادہ محاصل ملنے چاہیں۔ پاکستان کا آئینہ اس بات کا داعی ہے کہ ہم نے ملک میں اور صوبوں میں disparities کم کرنی ہیں۔ جو صوبے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو ہم نے

زیادہ وسائل دینے ہیں اور جو صوبے زیادہ آگے جا رہے ہیں ان کی کم از کم growth جو ہے اس کو maintain کرنا ہے۔ ہمارا ایک بھائی صوبہ یہ کہتا ہے کہ چونکہ ہم ٹیکسٹ collect کرتے ہیں تو اس پر ہمارا حق ہے۔ ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ collection مختلف ہے اور generation مختلف ہے۔ Not necessarily جمال پر لیکس collect کیا جا رہا ہو، ہیں کے لوگ وہ لیکس بھر رہے ہوں، جس کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں کہ پڑوں یا ڈیزیل یا پٹرولیم پر ڈکٹس کشتوں کے ذریعے سمندر پر لگیں اور وہ صوبہ بھر میں تقسیم ہو گئے، ملک بھر میں تقسیم ہو گئے، اس کا کسی کے پاس break up نہیں کہ کتنا کس نے استعمال کیا تو بھی اس بنیاد کو ہم درست نہیں سمجھتے اگرچہ ہم ہمارے پاس وہ break up ہو بھی کہ کتنا کس نے استعمال کیا تو بھی اس بنیاد کو ہم درست نہیں سمجھتے اگرچہ ہم بنیادی طور پر beneficiary سب سے بڑے financial سب سے بڑے losers ہوں گے لیکن ہمیں اپنے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے بھائیوں کا احساس ہے، وہ اس میں سب سے زیادہ بڑے ہوں گے، وہ سب سے زیادہ hit ہوں گے اگر ہم severally generation collection کو اپنے resources کی distribution کا basis کا بنائیں جو کہ ہمارے آئین کے بالکل بر عکس اور منافی ہو گا۔ میں اس معرز ایوان کے تمام ممبران کو کیوں کہ ان کا تعلق اس صوبہ سے ہے یہ clear concept کہنا چاہتا ہوں کہ ہم support کو اس پر basis collection یا generation کو اس کرنے کے وہ آئین کے منافی ہے اور اگر اس کو ہم نے support کرنا ہے تو ہمیں آئین میں ضروری قانونی ترا میم کرنا پڑیں گی۔

جناب والا بھاس پر پہلا سال 2003-04 تھا تو چیف منسٹر صاحب کا vision آیا کہ از کم میں ذاتی طور پر یہ بات admit کرتا ہوں کہ جب وہ produce document کیا گیا تو میں خود یہ سمجھتا تھا کہ یہ بت targets کیا گیا تو میں خود یہ سمجھتا تھا کہ یہ ہے کہ ہم کس طرح پہنچ سکیں گے؟ آج میں اس ایوان میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ ہم نے اپنے 100 فیصد اہداف مکمل کئے۔ ہم نے غربت میں خاتمہ کا دعویٰ کیا تھا، غربت میں خاتمہ نہیں ہوا لیکن غربت میں کمی ضرور ہوئی ہے۔ جب ہم نے اس صوبہ کی باغ ڈور سنبھالی تو صوبہ کے تقریباً 34 فیصد لوگ غربت کی شرح سے نیچے رہتے تھے۔ ہم نے اس میں کمی کی اور آج بھی صوبہ میں جو غریب افراد ہیں وہ 20 فیصد ہیں۔ وہ تعداد کوئی کم نہیں ہے۔ تقریباً ڈیرہ کروڑ لوگ، اگر صوبہ کی آبادی 7.5 کروڑ گردانی جائے یا 7 کروڑ تو ڈیرہ کروڑ بندہ اس صوبے کا آج بھی غربت کی شرح سے نیچے رہ رہا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب ہم آئے تھے تو تب یہ شرح تقریباً اڑھائی یا پونے تین کروڑ کے قریب تھی۔ اگر ان numbers کی validity پر کسی کو شک ہے تو میں بھاس پر تین چار انگریزی

کے جملے آپ کی اور اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔ یہ جو ہم نے figures دیئے ہیں ان کی ہم نے validation کروائی ہے۔

The World Bank endorsed the poverty line and found that

34.46 percent people were living below the poverty line in year 2000-01. It is also obtained that the poverty line and that 24 percent of the people were living below the poverty line in 2004-05 amongst identicals to the Planning Commission estimates of 23.9 percent.

پلانگ کمیشن اسلام آباد نے 23.9 فیصد کا estimate کیا تھا جو در لڈ بک ہے اس نے کیا ہے کہ تقریباً 24 فیصد لوگ غربت کی شرح سے نیچے آئے ہیں، 01ء کا فرق ہے۔ اس سے آگے میں جاتا ہوں کہ:

The service of world renowned Poverty Expert Professor Nanak Kakwani, Director of UNDP International Poverty Centre Brazil was hired by the UNDP to independently look into the estimates of the Planning Commission. He also authenticated the poverty estimates for both the years 2001 and 2004-2005 as per the methodology used by the Planning Commission. The DFIB Consultants also endorsed the methodology employed by the Planning Commission.

تو یہ جو ہمارے numbers ہیں ان کو فارن ڈوزز کی authentication حاصل ہے۔ اب credibility of employment generation کی بات ہے تو تو کو میرے بھائی زیادہ وضاحت سے سمجھتے نہیں ہیں، یہ generation کو سمجھتے ہیں کہ ایک آدمی کی سرکاری نوکری میں activity پیدا کی جائے۔ اگر ایک آدمی دن میں جگہنے کام کرتا ہے تو اس کو مزدوری کے زیادہ موقع ملیں۔ اگر وہ چھ سے آٹھ یادس گھنے کام کرے گا تو اس سے generate economic activity ہو گی اور روزگار کے نئے موقع بھی پیدا ہوں گے۔ اس وقت

ملک بھر میں جو سب سے زیادہ authentic reliable source ہے، جو generation کے لئے مستند سمجھا جاتا ہے وہ لیر فورس سروے ہے جو کہ وفاقی حکومت، وفاقی بیورو آف سٹیٹیکس کرواتا ہے اور وفاقی بیورو آف سٹیٹیکس میں لیر فورس سروے کے ذریعے 2005-06 میں یہ conduct ہوا جس میں کما گیا کہ 2004-05 اور 2003-04 میں 3.5 ملین روپے مختص کئے تقریباً 35 لاکھ روزگار کے نئے موقع صوبہ بھر میں پیدا کئے گئے۔

جناب والا آج ایک معزز رکن نے up jobs کس کس سیکٹر میں generate ہوئیں؟ یہ میں برائے سال 2006-07 بتا رہا ہوں کہ ایگر یکلچر سیکٹر میں 8.3 ملین، سروسز سیکٹر میں 2.8 ملین، میتو فیکچر نگ سیکٹر میں 2.2 ملین، construction related industries میں، ان کا اگر ٹوٹل کریں تو یہ 0.41 ملین بتا ہے جس کو اردو میں اگر تبدیل کیا جائے تو 14 لاکھ روزگار کے نئے موقع بنتے ہیں۔ (نصر ہائے تحسین)

جناب والا آپ اور یہ پورا معزز ایوان حقی کہ اگر اپوزیشن کے میرے بھائی دل پر ہاتھ رکھ کر آج صدق دل سے تسلیم کریں تو پچھلے چار سالوں میں ان کی بحث کے اندر activity، ان کی participation، ان کی assumption کو compare level of preparation کریں اور اس سال ان کا دیکھیں تو میں نے اس میں کمی دیکھی ہے جو کہ بہت بد قسمتی اور بہت تکفیف دہ امر ہے۔ اس کی پچھلے بہت بنیادی سی وجوہات ہیں، وہ یہ کہ utilization کی گئی کہ انھوں نے اپنا بحث بڑھادیا، ان کے پاس وسائل کماں سے آئیں گے؟ بحث کا outlay بھی یقیناً بڑھا۔ رانا صاحب کے لئے خاص طور پر سائز بڑھا۔ پہلے سال اتنا، آئندہ وسائل بھی آئے گے، پھر ایک اعتراض آیا کہ یہ تو utilization نہیں کر پائیں گے جس کو آج بھی quote کیا جا رہا ہے۔ میرے پاس actual figures ہیں جو printed ہیں اور جن کی authenticity کو کوئی بھی چیخ نہیں کر سکتا اور ادھر میں یہ یاد کرتا چلوں کہ فائل منسٹر، کیمپٹ، اور چیف منسٹر صاحب نے اکاؤنٹنٹس کی طرح بیٹھ کر بحث کو technical terms نہیں دیتی ہوتیں، اگر اس میں کوئی human error ہے تو یہی افسروں کی ٹیم تھی وزراءً اعلیٰ تھے اور یہی افسروں کی ٹیم ہو گی جب کوئی اور آئے گا۔ ہمیں اپنی بیورو کریسی پر depend کرنا ہوتا ہے۔ ہماری بیورو کریسی میں human error ہو سکتا ہے but اتنا کوئی جھوٹ اور اتنی fudging نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اس assume کر لیں کہ جی یہ سراسر غلط ہے پھر تو کسی بھی سابق دور کی کوئی sanctity رہتی نہیں جاتی۔

جناب والا! میں صرف اپنی performance compare کروں گا کہ ہم جب آئے تو شروع کماں سے ہوئے۔ ہماری utilization کیا تھی؟ اور ہم نے اس میں کوئی بہتری کی یا کمی کی ہے۔ یہ صرف actual figures ہیں۔ 2002-03 میں صوبے کی utilization 62.9 کا percentage improve کر کے 71.9 تھا۔ 2003-04 میں ہمارا پہلا بجٹ آیا اور اس utilization کیا گیا۔ 2004-05 میں یہ شرح مزید بڑھی اور 76.73 فیصد تک پہنچی۔ 2005-06 تک کے ہمارے پاس actual figures ہیں۔ یہ شرح بڑھ کر 94.57 فیصد تک پہنچی۔

جناب والا! آج ہمارے پاس 2006-07 کے 30 اپریل تک کے اکاؤنٹس ہیں۔ میں کے اکاؤنٹس ہمیں آخر جون تک اور جون کے اکاؤنٹس آخر جولائی تک ملتے ہیں۔ ان کا یہ دعویٰ کہ فنڈز رکھے گئے اور وہ خرچ نہ ہوئے۔ میں بہت ہی زیادہ ان کی integrity، ان کے جھوٹ کے اوپر استغفار اللہ کرنے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ میرے پاس کوئی لفظ نہیں ہے، I am short of words۔ میں ان کی اس کمال بہادری سے غلط بیانی کرنے پر بہت ہی زیادہ impressed ہوں۔ یہاں debt stock کی بات کی گئی ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب افرمائیے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محترم وزیر خزانہ یہ فرمائیں کہ جب یہ ہاؤس ایک specific grant کے تحت specific figure ایک specific department کے لئے improve کرتا ہے تو کیا بعد میں خود ہی حکومت head change کر کے یعنی ایجوکیشن کے پیسے زراعت میں اور زراعت کے پیسے کسی ضلع کی گرانٹ میں بھیج سکتی ہے؟ جس grant کے تحت specifically یہ ہاؤس ان کو دیتا ہے کہ اتنے ارب، اتنے کروڑ روپے کی گرانٹ ہے، یہ ڈیپارٹمنٹ ہے اور یہ گورنر صاحب کو عطا کئے جا رہے ہیں کہ اس مد میں یہ محکمہ تعلیم یا زراعت نے خرچ کرنے ہیں، کیا یہ اس کو اپنی مرضی سے اٹھا کر کسی اور head میں خرچ کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! ضمنی گرانٹ کے ذریعے گورنمنٹ خرچے کرتی ہے during the currency of year اور جب مالی سال ختم ہوتا۔۔۔

رانا شنا، اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال تو کیا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ وزیر خزانہ صاحب کو تقریر کرنے دیں۔ آپ کی تقریر انہوں نے بڑے پر سکون ماحول میں سنی ہے لہذا انھیں بھی تقریر کرنے دیں۔ رانا صاحب! انھیں بجٹ تقریر کرنے دیں۔ آپ کی speech کی انہوں نے بڑے پر سکون ماحول میں سنی ہے۔

رانا شنا، اللہ خان: جناب سپیکر! میری تقریر کے دوران بھی ایک دو معاملات پر انہوں نے اپنی وضاحت پیش کی تھی۔ میں صرف اتنی بات کر رہا ہوں کہ وہ جو یہ فرمائے ہیں کہ میری integrity پر ان کو شک نہیں ہے لیکن انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ وہ صرف ایک بات پر کہہ رہے ہیں کہ میں نے کہا ہے کہ ایجو کیشن development بجٹ انہوں نے اتنا estimate کیا اور اتنا کم خرچ کیا۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے اسے کسی اور جگہ پر لے جا کر خرچ کر دیا ہے۔ تو میں اپنے علم کے لئے پوچھ رہا ہوں اگر یہ میری correction کردیں گے تو پھر مجھے بھی بات سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ یہ فرمادیں کہ کیا یہ ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ انھیں speech کرنے دیں وہ اپنی speech میں اس کی بھی وضاحت کر دیں گے۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کے سوال کا جواب دوں گا لیکن آخر میں۔

جناب سپیکر: جواب آخر میں دے دینا، پسلے آپ speech کر لیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: سماڑے والوں جواب اے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! یہاں پر مختلف معزز ممبران نے اس بات کو ایوان میں highlight کیا کہ جب صوبے کا انتظام و انصرام چودھری پرویز الہی صاحب کی حکومت نے سنپھالا تو صوبے کا total debt stock بھلے اس میں debts foreign تھے، بھلے debts domestic تھے 2003-04 میں 137 بلین روپے تھا۔ اس کو 2007-08 تک بڑھا کر 286 ارب روپے کر دیا گیا۔ جس طرح میرے بھائی جماں زیب امیاز گل صاحب نے آج ہمیں چار white papers refer بھی کئے ہیں۔

جناب والا! معزز ایوان کی توجہ آپ کی وساطت سے لازمی چاہوں گا، اس میں ایک بھی پیش کرنا چاہوں گا اور یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ یہ قرض کس مقصد کے لئے لیا گیا۔ آپ comparison

بخوبی واقف ہیں کہ 1990 سے لے کر 2000 کی دہائی تک ان کے سائز، ان کے outlays and percentages میں بعد میں باتا ہوں۔ قرض کس مقصد کی خاطر لئے جاتے تھے؟ تب قرض سرکاری گاڑیوں کا پتھروں پورا کرنے کے لئے یا جاتا تھا، سرکاری ملازمین کی تنخوا ہیں پوری کرنے کے لئے، سرکار کو چلانے کے لئے اور اس میں سے جو کچھ تھوڑے بہت وسائل بچتے تھے وہ صوبے کی development کے لئے خرچ کئے جاتے تھے۔ ادھر 100 فیصد قرض لینے کا مقصد مختلف تھا۔ ہم کرتے ہیں کہ ہم نے قرضے لئے ہیں لیکن ہم نے سو فیصد لوگوں کی اصلاح کی خاطر لئے ہیں۔ سو فیصد لوگوں کے ترقیاتی پروگرامز کی خاطر لئے ہیں۔ ہم نے کسی قسم کا غیر ترقیاتی خرچہ بڑھانے کے لئے قرضے نہیں لئے۔ ایوان کی مکمل توجہ کی ضرورت ہے۔ 1990 میں ہمارا general revenue receipt جس کو ہم بجٹ کا جنم یا سائز کہتے ہیں وہ 29 ارب روپے تھا۔ 1990 میں ہمارا debt stock کیا تھا؟ وہ جناب! 56 ارب روپے تھا۔

Total size of general revenue receipts, I would tell you very specific Jahanzeb Bhai...and debt stock 56 billion, which implies that it was 193 percent more of our general revenue receipts. I won't be going into detail till 2002-03 and I can assure you that it was 100 percent and above.

ہمارا جو ٹوٹل بجٹ کا سائز تھا اس سے کم از کم سو گناز یادہ ہم پر قرضے کا بوجھ تھا۔ الحمد للہ again hats off to General Musharraf, Ch Shujaat Sahib, Prime Minister Sahib اکانوی grow کی 2003-04 میں ہمارا ٹوٹل بجٹ 155 ارب روپے، قرضہ 137 بلین جو کہ گھٹ کر 88 فیصد رہ گیا۔ کہاں ہم شروع 200 فیصد سے ہوئے اور ہم سے جو کچھ لاسال 2002-03 تھاتب بھی وہ 100 فیصد تھا۔ ہم نے اس کو گھٹایا۔ Absolute number as a percentage of our total budget میں تو وہ لا محالہ بڑھ رہا ہے لیکن اگر آپ اس کو ہمارے total kitty/total general revenue percentage کے receipts میں دیکھیں تو ہم 88 فیصد سے گھٹا کر موجودہ سال میں، 2007-08 میں 74.84 فیصد تک لے آئے ہیں۔ (I would again compare the numbers.) نظر ہائے تحسین (I would again compare the numbers.)

1990-91 میں جو آپ کے صوبے کا بجٹ تھا اس سے ڈبل آپ پر قرضہ تھا اور آج جو صوبے کا بجٹ ہے اس کا 74.84 فیصد آپ پر قرضہ ہے۔

It was 193 percent in 1990 and it is now 74.84 percent. As far as the debt swap or savings are concerned, the net fiscal space which we have generated

by our better financial management. That is 24.244 billions and it includes the effect of loans which we have taken.

جو ابھی ہم لوگوں نے لئے ہیں آخر ان کا بھی کچھ نہ کچھ net of interest rate ہو گالہنا وجہ کر کے آتا ہے that is 24.244 billions.

جناب سپیکر! باوس کا time مزید آدھ گھنٹے extend کیا جاتا ہے۔

جناب جمازیب اتیاز گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: گل صاحب! پلیز چلنے دیں۔

جناب جمازیب اتیاز گل: جناب سپیکر! ابھی numbers پر بات ہو رہی تھی میں ایک بات کرنے سے زیادہ کوئی اور بات نہیں کروں گا۔ بات یہ ہے کہ جو وہ الزامات رانا صاحب پر لگا رہے تھے کہ ان کے پاس الفاظ نہیں رہے۔

جناب والا! آپ صرف 2005 کے وائٹ بیپر کی ایک لائے دیکھ لیں۔ میں نے تو ٹائم کی قلت کی وجہ سے بتایا ہی نہیں کہ یہ ہم پر کتنی liabilities کچھوڑ کر جا رہے ہیں۔ انھوں نے خود کہا ہے کہ اگر assume کر لیں کہ 2003 میں تمام لوگ ریٹائر ہو جائیں تو پنجاب کی حکومت پر 124 ملین روپے کا آتا debt burden ہے۔ ابھی میں نے جی پی فنڈیپشن کی بات نہیں کی۔ یہ بتائیں کہ دنیا میں 17.50 یصد پر کھاں قرضے ملتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ بخوبی واقف ہیں کہ موجودہ سال پر او نسل فانس کمیشن ایوارڈ کا پھلا سال تھا۔ ہمارے جو علاقے نسبتاً ترقی یافتے ہیں اور جو نسبتاً کم ترقی یافتے ہیں میں ان کا بہت مختصر comparison دینا چاہتا ہوں۔ جب پہلی دفعہ یہ ایوارڈ دیا گیا تو میں اس میں صرف increases کا ذکر کروں گا کہ کتنا مل رہا تھا اور اب کتنا بڑھا گیا ہے۔ کسی ضلع کو کتنا مل رہا تھا اور اب اس میں کتنا increase ہوا ہے۔ میں پرمناندہ اضلاع سے میرے جو بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لئے static's بہت ہی دلچسپ ہوں گے۔ میں دو طرح کا comparison دوں گا ایک جھوٹے اضلاع کا اور دوسرا بڑے شروع کا۔ I am comparing Gujrat to Bhakhar. گجرات کا اضافہ 25 کروڑ روپے، بھکر کا اضافہ 34 کروڑ روپے، Gujrat to D G Khan گجرات کا اضافہ 25 کروڑ روپے،

ڈیرہ غازی خان کا 61 کروڑ روپے۔ I am comparing Gujrat to Mianwali گجرات 25 کروڑ روپے، میانوالی 47 کروڑ روپے کروڑ۔ Gujrat to Rajanpur گجرات 25 کروڑ روپے، راجن پور 37 کروڑ روپے۔

جناب والا! یہ سب کچھ کرنے کے پیچھے ایک خاص مقصد تھا۔ جب اس ایوارڈ کو تشکیل دیا گیا تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ جو areasdeprived ہیں ان کو ایک خاص edge دیا جائے تاکہ وہ بھی ان بنیادی ضروریات سے اپنے لوگوں کو فیضیاب کر سکیں جس طرح نسبتاً ترقی یافتہ علاقے ہیں۔

جناب والا! اب میں بڑے شروں کا ایک بہت ہی محقر ساتھیہ پیش کروں گا۔ لاہور کا اضافہ 1.3۔ ارب روپیہ، ملتان کا اضافہ ایک ارب روپیہ، مظفر گڑھ کا اضافہ 1.1۔ ارب روپیہ میں آپ کی وساطت سے معززرا کیں اسمبلی سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ ان اضلاع کی آبادی اور ان کی peculiar suggestions کو ہی اپنے ذہن میں رکھئے۔ لہذا ایوان میں جو یہ تاشریف ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پسمندہ یا نسبتاً کم ترقی یافتہ علاقوں پر توجہ نہیں دی جا رہی یہ سراسرا بام اور غلط فہمی پر بنی ہے۔

جناب والا! آج تک وزیر اعلیٰ یاکینٹ کے کسی ممبر نے یہ نہیں کہا کہ ملک میں منگائی نہیں ہے۔ اس بات میں قطعی طور پر کوئی دو آراء نہیں ہیں کہ inflation ہے اور یہ inflation خوراک کے آئٹمز میں ہے۔ اشیائے خورد و نوش میں ان کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ ہمارے دو تین طرح کے لوگ اس سے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اپنا کاروبار کرتے ہیں تو انہوں نے 10 فیصد اپنا منافع رکھا ہوا ہے تو وہ چیزوں کی قیمت بڑھا کر اپنے آپ کو secure کر لیتے ہیں کہ "we affect inflation" ہوں۔ inflation سے جو سب سے زیادہ ہوتا ہے وہ fixed income group ہے جس میں ہمارے سرکاری ملازمین بھی آتے ہیں۔ موازنہ کرنا مناسب نہیں ہے میں صرف اپنی گورنمنٹ کی کارروائی کا بتاؤ گا we acknowledge کہ کتنی inflation ہے۔ ہم admit کر رہے ہیں کہ inflation ہے اور فود آئٹمز میں نسبتاً زیادہ ہے۔ یہاں پر میرے بھائی اور بھنیں کہہ رہے تھے کہ ان چار سالوں میں اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھی ہیں تو ہم نے ان چار سالوں میں تقریباً 60 فیصد یعنی ہر سال 15 فیصد کے حساب سے ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی ہیں اور آئندہ سال کے مجوزہ بجٹ میں propose کیا جا رہا ہے کہ ہم تقریباً 15 فیصد اور بڑھائیں گے جس سے accumulative جو ان پانچ سالوں میں total benefit جائے گا اگر کسی سرکاری ملازم کو پہلے 100 روپیہ مل رہا تھا تو اس کیم جو لوائی سے اسے 175 روپے ملنا شروع ہو جائیں گے۔

جو ایک substantial increase ہے اگرچہ ان کے مسائل بد ستور ہوں گے اس میں مزید بہتری کی بھی گنجائش ہے۔ جناب والا! میں open challenge کرتا ہوں کہ پچھلے دس بیندرہ سال کے اندر کسی حکومت نے اتنا اضافہ نہیں کیا تھا۔ وہ اپنے inflation calculate کریں کہ انہوں نے کیا دیا اور pay increase کتنی کی؟ تو ہم ان کے ساتھ بات کرنے کے لئے راضی ہیں۔ (نصر ہائے تحسین)

جناب پیکر! یہاں پر پر اپرٹی کے حوالے سے بہت ساری باتیں ہوتی رہیں کہ زمین کی قیمتیں عام بندے کی بساط سے باہر ہو رہی ہیں لیکن یہ کس کا احسن قدم ہے جس نے صوبے کی تاریخ میں پہلی دفعہ سوچا کہ سرکاری ملازمین کو بھی ریٹائر ہونے کے بعد سرچھپانے کے لئے چھوٹی موٹی جھونپڑی، کوئی لٹیا کوئی ٹھکانہ مانا چاہئے تو یہ کریڈٹ بھی چودھری پرور الائی صاحب کو جاتا ہے۔ (نصر ہائے تحسین)

جناب والا! اس وقت جو سب سے inflated چیزیں ہیں ان میں cost of land بھی آتی ہے۔ ہم نے صوبہ بھر میں 22 ہزار کنال زمین خریدی ہے اس کے لئے حکومت نے تقریباً 5۔ ارب روپیہ سب سدی دی ہے۔ سرکاری ملازمین کو یہ زمین مفت دی جائے گی۔ اس کے مختلف سکیلوں ہیں ایک کنال، پانچ مرلے اور سات مرلے کے گھر بنائے جائیں گے۔ اگر یہ ایک کنال کی قیمت پوچھنا چاہیں تو آج مارکیٹ ریٹ کے مطابق اس کی قیمت تقریباً 30 لاکھ روپے ہے۔ ہم 350 گھروں کی پہلی کھیپ جس میں پانچ اور سات مرلے کے گھر ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ دو ماہ میں ریٹائر ہونے والے ان 350 سرکاری ملازمین کو دیں گے۔ حکومت ان کی خدمات کے سلسلے میں اور ان کی زندگی کے مسائل کم کرنے کے لئے زمین مفت دے رہی ہے۔ (نصر ہائے تحسین)

جناب والا! یہاں پر inflation کے متعلق ہی سوال raise کیا گیا اور کسی صاحب نے بالکل سوال پوچھا تھا کہ یو ٹیلٹی سٹورز کے معاملے میں موجودہ مالی سال میں بھی کوئی کام نہیں ہوا اور آئندہ مالی سال میں بھی کچھ نہیں ہو گا۔ یکم جولائی 2006 کو پنجاب میں ٹوٹل 274 یو ٹیلٹی سٹورز کام کر رہے تھے جن میں سے 161 شری علاقوں اور 113 دیکی علاقوں میں تھے۔ 07-2006 کے دوران صرف ایک سال میں مزید 300 یو ٹیلٹی سٹور کھولے گئے۔ تمام تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں یہ سٹور کھل چکے ہیں ماسوائے تحصیل ہیڈ کوارٹر مرید کے میں۔ اس میں بھی اسی ہفتے سٹور شروع ہو جائے گا اور آئندہ مالی سال میں 15۔ ستمبر اور

اور	1500 سٹور	تک	2007
-----	-----------	----	------

20۔ اکتوبر 2007 تک 2500 سٹور کھولے جائیں گے۔

جناب والا! essential food items پر یو ٹیلٹی سٹورز پر جماں و فاقی حکومت سب سدی دے رہی

ہے وہاں پر حکومت پنجاب نے بھی فیصلہ کیا کہ ہم اپنے صوبے کے غریب سے غریب ترین لوگوں کو 500 روپے کی مالی امداد دیں گے۔ میں اپنی بات مکمل کرنے لگا ہوں اور مجھے total attention چاہئے لہذا استدعا ہے کہ ہاؤس کو order in کر دیں۔

جناب سپریکر آرڈر پلیز۔

وزیر خزانہ: جناب والا! تقریباً سڑھے چھ لاکھ خاندانوں کے لے 500 روپے امداد کا بھی اعلان کیا گیا۔ یہاں پر میرے کچھ ایسے بہن بھائی بھی ہیں جنہوں نے فرمایا کہ یہ 500 روپیہ ایک خاندان کے لئے ناقابلی ہے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یقیناً آج کل کی منگالی کے اس دور میں یہ 500 روپے ناقابلی ہے۔

جناب والا! میں اپنا ایک ذاتی زندگی کا تجربہ اس معزز ایوان کے ساتھ ضرور share کرنا چاہوں گا جس سے میری personality میں بہت زیادہ change آیا۔ آپ بخوبی واقف ہیں کہ میرا تعلق ڈسٹرکٹ راجن پور سے ہے۔ میں لاہور سے اپنے گاؤں گیاتب جمعہ کو چھٹی ہوتی تھی اور weekend پر ہم چار دوستوں نے کھانا کھایا جس کا بل تقریباً 2200 روپے آیا اور کوئی بہت منگ ریسٹورنٹ میں بھی نہیں گئے کسی بالکل چھوٹے میں بھی نہیں گئے چار لوگ اور 2200 روپے بل۔ جب میں اپنے گاؤں پہنچتا تو ہمارے پاس ایک اماں کام کرتی ہیں اور پچھلے کئی سالوں سے کام کرتی ہیں۔ اماں میرے پاس آئیں اور مجھے کہتی ہیں کہ آپ اپنے اکاؤنٹ کو کہیں کہ مجھے ایک ہزار روپے دے اور پھر میری تختواہ میں سے کاشتہ رہنا تو میں نے اماں کو از راہ مذاق کماکہ اماں آپ کو ہزار روپے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے تو ان کا آگے سے جواب تھا جو اس ایوان کے لئے اور ہم سب کے لئے بے پناہ مجھے فکر یہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے۔

جناب والا! میں بالکل exaggeration نہیں کر رہا۔ ایک ہفتے کے بعد ہمارے پاس ایک بت traditional سے ہمارے جو typical blog ہوتے ہیں جنہوں نے پلکے پہنچنے ہوتے ہیں داڑھی رکھی ہوتی ہے اور اس قسم کے وہ blog اب بت کم رہ گئے ہیں۔ وہ آیا جو بکریاں سنبھالتا ہے اور اس کا نام ہے چاچا حسین بخش۔ ایک ہفتے کے بعد چاچا حسین بخش میرے پاس تشریف لائے کہ اکاؤنٹ کو کہیں کہ مجھے ہزار روپیہ دے اور تختواہ میں سے آپ کاٹتے رہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا دقت ہے تو انہوں نے آگے سے کہا کہ میرے ابا انتقال کر گئے ہیں اور میں نے ان کے قل کرنے ہیں۔ میری وہ ہولنگ تو اسی دن کی ختم ہو گئی۔ میں نے سوچا میری ایک آدھے گھنٹے کی Mamalicious food entertainment اور جب ہو ٹل جاوے کھاؤ۔ یہ نہیں کہ

میں کبھی ہوٹل جاتا نہیں ہوں یعنی بالآخر مجبوری کسی formal مجبوری کے تحت جانا پڑے تو میں جاؤں گا۔ جناب والا آج بھی اس معاشرے میں ایسے لوگ رہتے ہیں جن کی بھیوں کی شادی ایک ہزار روپے میں ہوتی ہے اور جن کے باپوں کے قل بھی ایک ہزار روپے میں ہوتے ہیں۔ مجھے نہیں اندازہ کہ ان کے علاقوں میں رہنے والے کوئی گورے ہیں، انگریز ہیں جو ڈالر چاہتے ہیں۔ اکہ یہ پیسے کم ہیں لیکن ہمارے غریب ترین لوگ ایسے بھی ہیں جن کے لئے ہم اس ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں، اس ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ (نصرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ایکٹر سٹی کا جو crisis ہے اس میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے کہ ملک شدید ترین بجلی کے بحران سے گزر رہا ہے۔ واپڈا اور منٹری آف پاور کی خواہش تھی کہ وہ پرائیویٹ سیکٹر کو promote کریں اور پرائیویٹ سیکٹر کے ذریعے پادر جزیرشن پلانٹ صوبہ بھر میں یا ملک بھر میں بنائیں۔ لگ بھگ چھ ماہ پسلے پر ائم منٹر صاحب کی ایک میٹنگ میں پنجاب حکومت نے identify کیا کہ جناب! آپ growth target کو حاصل کرنا ممکن نہیں ہو گا اگر آپ انگریزی crisis کو make up کر رہے ہیں وہ unachievable نہیں کرتے۔ ہماری اس گزارش پر پنجاب میں واپڈا و پادر جزیرشن پلانٹ لگا رہا ہے۔ ایک چھیجپونگی ملیاں میں اور ایک نندی پور میں جو سڑاٹ ہے چار سو اور پانچ سو میگاوات کے ہیں۔ غازی بروخاہیڈل پراجیکٹ کے حوالے سے ایوان میں اگر بات کی بھی گئی تو بہت کم یا شاید کسی بھی ممبر نے نہیں کی۔

جناب والا! میں اپنی بات دہراتا چلوں کہ غازی بروخاہیڈل کیمیم چودھری پر ویزاں صاحب نے وفاقی حکومت کے ساتھ up take کیا اس کی liability outstanding ہے وہ تقریباً 16۔ ارب روپے ہے۔ نیشنل فانس کمیشن کی deliberation کے دوران ایک Arbitration Council بنائی گئی جس میں این ڈبیو ایف پی کی حکومت منٹری آف واٹر اینڈ پاور اور واپڈا کے درمیان بی۔ جس نے اپنا ایک فیصلہ کیا جس میں سے one of party پر یہ کورٹ میں گئی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو فیصلہ این ڈبیو ایف پی کے پادر جزیرشن پلانٹ پر ہو گا، ہم پر بھی applicable ہو گا۔ ابھی تک ہمیں اس میں سے کوئی رائٹیٹی نہیں ملی whereas our claim is still pending with the Federal Government.

جناب والا آخ میں، میں پھر اپنے معزز اپوزیشن کے بھائیوں کو گزارش کروں گا کہ پانچ سال گزر

گئے اور الحمد للہ آپ بھی مستقل مزاجی سے کہتے رہے کہ یہ آخری سال ہے یا یہ آخری دن ہے اور اللہ تعالیٰ نے وقت گزار دیا۔ میرے پاس بہت ہی دلچسپ کچھ numbers ہیں جو میں ایوان کی خدمت میں اور خاص طور پر اپوزیشن کے بھائیوں سے share کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! میں ہمیشہ گزارش کرتا رہا کہ یہ credit چودھری پرویز اللہ صاحب کو جاتا ہے جنہوں نے کہا کہ پنجاب کے صوبے کا ہر بچہ میرا اپنا اسی طرح عزیز ہے جس طرح میرے لئے میری اپنی constituency کے بچے ہیں۔ (نصرہ ہائے تحسین)

شعبہ صحت میں بھی ہم تمام لوگوں کو اسی طرح بنیادی سولیات فراہم کریں گے اور بیکہ بیلٹھے یونٹ کی حد تک کریں گے جس طرح سے چودھری اقبال صاحب وزیر صحت کی constituency میں دیا جا رہا ہے۔ اس میں دلچسپ چیز یہ ہے کہ میرے ایک بھائی wish I کہ وہ اس وقت یہاں تشریف رکھتے ہوتے۔ ان کا نام ہے میاں محمد اسلم ایڈو و کیٹ صاحب۔ رحیم یار خان سے ان کا تعلق ہے۔ جوان کا حلقہ ہے انہوں نے کل یہاں specifically کما تھا کہ یہ سراسر غلط بیانی کرتے ہیں، یہ کسی قسم کی کوئی ڈویلپمنٹ نہیں کرتے اور یہ ڈویلپمنٹ صرف اپنے حقوق میں کر رہے ہیں اور باقی کمیں پر نہیں کر رہے۔

جناب والا! جو infrastructure ہے جس میں دیواروں کا بنانا، غسل خانے بنانا یا کوئی کمرہ تعمیر کرنا اس کے لئے پہلے سال ان کو ایک کروڑ 14 لاکھ روپے اور دوسرا سال ان کو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے ملے۔ ان کی جو بچیاں ہیں ان کے متعلق عرض کروں گا کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے حلقے میں کچھ ہو نہیں رہا۔ 03-2002 میں 414 بچیاں تھیں جن کو stipend 2004-2005 میں 456 ہوئیں اور 06-2005 میں 601 ہوئیں اور 07-2006 میں وہ 819 ہوئیں۔ اندازہ کیجئے کہ 03-04 سے لے کر 07-2006 تک ان کی constituency میں بچیوں کی تعداد ڈبل ہو گئی 400 سے بڑھ کر 819 ہوئی۔ (نصرہ ہائے تحسین)

جناب والا! قرآن مجید کی آیت ہے کہ نعوذ باللہ عیسیے کسی کے دل پر مر لگ جاتی ہے۔ اب یہ کس منه سے کہا جاتا ہے۔ ہمارا جو ڈویلپمنٹ پروگرام ہے ایجو کیشن سیکٹر ریفارم پروگرام ہے، بیلٹھے سیکٹر ریفارم پروگرام ہے۔ I am at a loss to understand کہ جناب! اب ہم یہ کہیں گے کہ رانٹاٹا اللہ صاحب کے حلقے میں دو یا تین یا پانچ سکول ہیں ان کے بچوں اور بچیوں کو آپ نے کتابیں نہیں دیتیں اور ڈبل کتابیں منسٹر ایجو کیشن والوں کو دے دیتا۔

جناب والا! یہی صورتحال، بیلٹھے سیکٹر میں بھی ہے۔ آپ یقین کیجئے

میں نے last time بھی یہی گزارش کی تھی کہ جناب! اس میں ضرور ہو سکتی ہے۔ چیف منستر صاحب نے پروگرام ہی ایسا بنایا ہے جس میں ہر ایک کو equitable چیز ملے گی، اس کو آپ balance کر سکتے ہو، چیک کر سکتے ہو کہ بھائی یہاں پر چار دیواری زیادہ mention ہونی چاہئے اور یہاں پر فرنچیپر کی بجائے صوفہ ہونا چاہئے یہاں پر کمرے کے اندر رائے کی ہونا چاہئے۔ بہر حال یہ minimum bench-mark کیا گیا اس کو حکومت across the board صوبہ بھر میں، میں on record on the floor of the House کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنے میرے یہاں اپوزیشن کے ساتھی بیٹھے ہیں بلکہ میں اپنے پریس کے ساتھیوں کو بھی گزارش کروں گا کہ یہ ابھی ہمارے ساتھ چلیں ہم پسلے ان کو بتاتے ہیں کہ ہمارے حقوق میں ایجو کیشن ریفارم سیکٹر پروگرام میں کیا ہوا۔ ہم اکٹھے by road چلتے ہیں اور وہاں جا کر physically، یعنی پہنچنے کی وجہ پر جن کو stipend ملا ہے تو وہ انفار میشن بھی ہم ان کو آج اور ابھی میا کریں گے۔ (نصرہ ہائے تحسین)

رانا شاہ اللہ خان: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا شاہ اللہ صاحب!

رانا شاہ اللہ خان: جناب سپیکر! محترم وزیر خزانہ صاحب بڑا ذرور لگا رہے ہیں اور انہوں نے ماشاء اللہ ایک ہزار میں فوٹنی بھی کروادی اور قل بھی کروادی ہے اور ایک ہزار میں انہوں نے ایک شادی بھی کروادی۔ میں آپ کا معاملہ حل کر دیتا ہوں۔ مجھے وہ مثال یاد آئی کہ کوئی صاحب تھے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کوئی اچھی مثال دینا۔ (تفقہ)

رانا شاہ اللہ خان: جناب سپیکر! بہت اچھی مثال ہے۔ انہوں نے بات کی ہے کہ ہزار میں شادی ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ 500 کافی ہیں۔

وزیر خزانہ: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اس issue سے میری بہت sensitivity attached ہے۔ میں نے وہ بھوک اور

ننگ دیکھی ہے لہذا اس کا قطعی طور پر تمثیر نہ اڑایا جائے۔ اس کے علاوہ جو مرضی کہنا چاہیں۔ میں نے physically وہ چیز دیکھی ہے۔ اس کو ازارہ تفہن نہ لیا جائے۔ اس کے علاوہ جو مرضی یہ فرمانا چاہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹریں ہیں، سلیجوں ہوئی بات کریں گے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے جو فرمایا ہے کہ یہ پتا نہیں کہاں رہتے ہیں؟ ان کے حلقوں میں گورے رہتے ہیں۔ ان کے پاس ڈالر ہیں، کیا ہے؟ چلنے، یہ دوسرے معاملوں میں sensitive ہیں۔ انہوں نے جو-/500 روپے کی بات کی اس سے مجھے وہ مثال یاد آئی کہ کوئی صاحب بڑے پریشان یستھے تھے۔ انہوں نے سرکپڑا ہوا تھا تو اس سے کسی نے آکر پوچھا کہ جناب! آپ کیوں اتنے پریشان ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے بچے بہت زیادہ فضول خرچ ہو گئے ہیں اور ان کی عادتیں بہت بگڑ گئی ہیں۔ اس نے کہا، کیوں کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ وہ ایک وقت بھی گھر کے بغیر روٹی کھانا پسند نہیں کرتے۔ اس نے پوچھا ہوا کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک بوتل لی ہے اس میں، میں نے ایک کلو گھر بھرا ہوا ہے میں روزانہ روٹی اس بوتل کے ساتھ رکھ کر ان کو کھلادیتا ہوں۔ میں کل بوتل الماری میں بند کر کے کمیں مہمان گیا۔ ان کی عادت اتنی بگڑ گئی ہے کہ انہوں نے روٹیاں الماری سے رکھ کر کھائیں تو جناب ایہ ان کا حال ہے۔ یہ ہمیں-/500 روپے میں فضول خرچی بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں آخر میں ایوان اور اپوزیشن کے معزز اکین کو اسمبلی کے پانچ سال خیریت سے مکمل ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کو خاص طور پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اس باؤس کو بہت خوش اسلوبی سے چلایا۔ سرکاری ملازمین کے سکیلوں کی upgradation کے حوالے سے ایک دو سوال کئے گئے تھے۔ فیڈرل گورنمنٹ جو نو ٹیکنیکیشن کرتی ہے، ہم پچھلے پانچ سالوں میں اس کو من و عن adopt کرتے رہے ہیں اور اس میں جو text پڑھا جاتا ہے اس میں اور اس نو ٹیکنیکیشن میں پچھنہ پچھنہ کچھ فرق ہوتا ہے۔ ہمیں یہ جو لائی کو جب نو ٹیکنیکیشن ملے گا اس کے بعد ہم انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے کہ اس میں کوئی disparity نہ ہو۔

جناب والا! میں ایک اور چیز بھی clarify کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری پانچ سال کی governance میں کسی قسم کا کوئی نیا ٹیکنیکیشن نہیں لگایا گیا۔ جو ٹیکنیکیشن پہلے سے لگے ہوئے تھے ان کی شرح میں کمی کی گئی اور میں کل اخباروں میں بھی دیکھ رہا تھا اور ایک معزز ساتھی نے یہاں پر identify بھی کیا

کہ road user tax پرول کے ساتھ لگایا جا رہا ہے۔ یہ سراسر غلط ہے اور بے بنیاد اخباری خبریں ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا مجھے ایک چیز کی بڑی حیرت ہوتی ہے۔ چلو حکومتی ادائیگی کو تو برباد شو ق ہو کہ حکومت چلے۔ میرے کئی ایسے اپوزیشن کے معزز بھائی ہیں جنہیں ہم سے بھی زیادہ شوق ہے تو وہ اس طرح سونگھتے پھر رہے ہوتے ہیں کہ بتائیں اسمبلی کب ٹوٹنی ہے تو میں ان سے کہتا ہوں کہ بھائی جان! ہم تو پانچ سال کے لئے آئے تھے، لمب پانچ سال ہو گئے۔ کوئی 15 سال کے لئے ہم پڑھ تو نہیں لکھو اکر آئے تھے۔ الحمد للہ پانچ سال ہو گئے۔ کیا پانچ میں سے پہلے جانا اور کیا تین میں بعد جانا تو بات یہ ہے کہ دل چھوٹا نہ کریں، اپنے گھوڑے تیار کریں، میدان کے اندر جانے کی تیاری کریں۔ ہم سب کے بہترین محنت ہمارے لوگ ہیں جس نے کچھ کیا ہو گا وہ آئندہ انشاء اللہ اسی ایوان میں بیٹھا ہو گا جس نے نہیں کیا ہو گا وہ اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگتے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا آخر میں میں شعر پڑھنا چاہتا ہوں۔

مانا جماں کو گل و گلزار نہ کر سکے
کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جماں سے ہم
بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 21 جون 2007 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز سالانہ مطالبات زر پروٹوٹنگ ہو گی۔